

# تذکرہ صوفیائے بلوچستان

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

# تذکرہ ضو فیائے بلوچستان

ڈاکٹر انعام الحق کوثر



الدوسائی بورڈ

299- اپر مال، لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر 150

جملہ حقوق بحق اردو سائنس بورڈ، لاہور

نگران : خالد اقبال یاسر

اہتمام طباعت : زبیر وحید

مطبع : عدن پرنٹرز، شاہ زیب مارکیٹ، کوپر روڈ، لاہور

ناشر : اردو سائنس بورڈ، 299- اپر مال، لاہور

فون: 5758475 فیکس: 5754281

e-mail : info@urdusciencesboard.com

Website: www.urdusciencesboard.com

طبع سوم : 2004ء

قیمت : 250/- روپے

## انتساب

والدہ محترمہ کے حضور

جو ہر وقت اس ہیچمدان کو دعاؤں خیر سے نوازی ہیں -

چہ از صفای ارادت زخمِ بھر تو دم

ضمیر پاک دل روشت گواہ من است

العام الحق کوثر

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفسِ ان کی  
 الہی ! کیا جہا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں  
 مٹا دردِ دل کی ہو ، تو کر خدمتِ فقیروں کی  
 نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں  
 نہ بوجھِ ان خرقہ پوشوں کی ، ارادت ہو تو دیکھ ان کو  
 بدریضا لیے دیکھے ہیں ، اپنی آستینوں میں

اہمال



## ترتیب

۳۷ - ۶ - احمد جوانمرد

۳۷ - ۷ - شیخ اسماعیل سرزینی

۳۹ - ۸ - اسماعیل نیکه

۴۰ - ۹ - قاضی اسماعیل

۴۰ - ۱۰ - میان الہی بخش

۴۲ - ۱۱ - اختر نیکه

۴۳ - ۱۲ - امین شاہ

۱۷ ... .. پیش لفظ

## الف

۳۳ - ۱ - آخوند پیر

۳۳ - ۲ - پیر ابراہیم یک ہاس

۳۴ - ۳ - خواجہ ابراہیم دوہاسی

۳۶ - ۴ - شیخ آلو

۳۶ - ۵ - اچک نیکه

۵۷	بابک صاحب	۳۱	۳۳	الله یار شاه	۱۳
۵۷	بابک نیکه	۳۲	۳۳	اسحاق جو کیزفی	۱۴
۵۷	باشهید نیکه	۳۳	۳۳	اووه مندوزیان	۱۵
۵۸	بالغواری نیکه	۳۴	۳۴	اکک صاحب	۱۶
۵۸	بڑسکو، موسلی جان	۳۵			
۵۹	بم نیکه	۳۶			
۵۹	بولی بلند	۳۷			
۵۹	بهاولان	۳۸	۳۳	بابا خرواری	۱۷
۵۹	بهلول نیکه	۳۹	۳۵	بابک صاحب	۱۸
۶۰	بی بی سنی	۴۰	۳۶	باقر نیکه	۱۹
۶۰	بی بی نازو	۴۱	۳۷	سید برات بابا	۲۰
۶۰	بیدار نیکه	۴۲	۳۷	سید بلا نوش	۲۱
			۳۹	سید بجن شاه	۲۲
			۳۹	بیر بوهر	۲۳
			۵۰	بیر بیری شاه	۲۴
۶۰	بیر پنجه	۴۳	۵۰	بیر بوبک	۲۵
۶۱	پهلوان بابا	۴۴	۵۱	بیٹ نیکه	۲۶
۶۱	پیر بخاری	۴۵	۵۲	بی بی نانی	۲۷
۶۲	پیراک لیر	۴۶	۵۴	بی بی بارو انا	۲۸
۶۲	بیر حسن	۴۷	۵۵	بی بی نیک زن	۲۹
۶۲	بیر گدر	۴۸			
			۵۶	حضرت بهر چونگی شریف	۳۰

## ج

- ۶۸ - (ملا) جان محمد کاکڑ ۷۲  
 ۶۹ - جان محمد ملا ۷۳  
 ۷۰ - جلال خاک ۶۳  
 ۷۱ - جلال نیکہ ۶۳  
 ۷۲ - جلیل نیکہ ۶۳  
 ۷۳ - جنگل پیر ۶۳  
 ۷۴ - جواند پیر ۶۳  
 ۷۵ - جہالدا جوگیزی ۶۳  
 ۷۶ - جیکی نیکہ ۶۵  
 ۷۷ - جمعہ نانا ۶۵

## چ

- ۷۸ - چتر پیر ۷۵  
 ۷۹ - چریک پیر ۷۶  
 ۸۰ - چٹن بابا ۷۷  
 ۸۱ - چٹان پیر ۷۸  
 ۸۲ - چنجن نیکہ ۷۸  
 ۸۳ - چو خور دین نیکہ ۷۸

- ۳۹ - پیر میران ۶۲  
 ۵۰ - حضرت بھل چوٹو ۶۳  
 ۵۱ - پاد پاران نیکہ ۶۳  
 ۵۲ - پایو نیکہ ۶۳  
 ۵۳ - پلوا نیکہ ۶۳  
 ۵۴ - پیر پلی والا ۶۳  
 ۵۵ - پیر نوہن ۶۳  
 ۵۶ - پیر سنگلو والا ۶۳

## ت

- ۵۷ - حضرت میاں تاج محمد ۶۵  
 ۵۸ - تور تازہ ڈان ۶۸  
 ۵۹ - تور لال خان ۶۸  
 ۶۰ - تنز حیدر پیر ۶۹  
 ۶۱ - تور ناصر ۶۹  
 ۶۲ - تور نیکہ ۶۹  
 ۶۳ - تیار غازی ۶۹  
 ۶۴ - تارو شیخ ۷۰  
 ۶۵ - ترین نیکہ ملا ۷۰  
 ۶۶ - نماز نیکہ ۷۰  
 ۶۷ - حضرت شیخ تنی ۷۰



## خ

- ۹۵ - ۱۰۱ - ملا خدر  
 ۹۶ - ۱۰۲ - غلیزی نیکہ  
 ۹۷ - ۱۰۳ - خنائی بابا  
 ۹۸ - ۱۰۴ - ملا خوشحال آخوند  
 ۹۹ - ۱۰۵ - خان نیکہ  
 ۱۰۰ - ۱۰۶ - خویدا نیکہ

## د

- ۹۹ - ۱۰۷ - میر دربار شاہ  
 ۱۰۰ - ۱۰۸ - داروز نیکہ  
 ۱۰۰ - ۱۰۹ - دلیل حضرت  
 ۱۰۰ - ۱۱۰ - دولت یار نیکہ

## ڈ

- ۱۰۱ - ۱۱۱ - ڈنگر نیکہ  
 ۱۰۱ - ۱۱۲ - ڈونگرا نیکہ

## ر

- ۱۰۱ - ۱۱۳ - رابعہ دختر کعب  
 ۱۰۳ - ۱۱۴ - سید راجن شاہ جیلانی

- ۷۸ - ۸۳ - چاند رام پیر  
 ۷۹ - ۸۵ - چار کل نیکہ

## ح

- ۷۹ - ۸۶ - حاجی صاحب کٹ والے  
 ۸۰ - ۸۷ - حسن نیکہ  
 ۸۰ - ۸۸ - حسین ہاری  
 ۸۰ - ۸۹ - حنی نیکہ  
 ۸۰ - ۹۰ - حاجی صاحب  
 ۸۱ - ۹۱ - حضرت حریف  
 ۹۲ - شیخ حسن المعروف شیخ  
 کٹہ متی زئی خلیل انصاری

- ۸۲  
 ۸۳ - ۹۳ - پیر حیدر شاہ  
 ۸۴ - ۹۴ - پیر حیدر نیکہ  
 ۸۵ - ۹۵ - حسین نیکہ  
 ۸۶ - ۹۶ - حضرت شیخ حسین  
 ۸۷ - ۹۷ - شیخ حسین  
 ۸۹ - ۹۸ - حکیم  
 ۹۴ - ۹۹ - شیخ حمر  
 ۹۴ - ۱۰۰ - حاجی حمل

- ۱۱۵ - سید رحمت اللہ شاہ ۱۰۴  
 ۱۱۶ - ملا رحیم داد ۱۰۵  
 ۱۱۷ - پیر رضائی بکینی ۱۰۵  
 ۱۱۸ - میان رکھنیل شاہ ۱۰۶  
 ۱۱۹ - خواجہ روح اللہ صاحب ۱۰۷  
 ۱۲۰ - آخوند زادہ گانگازی ۱۰۷  
 ۱۲۱ - رحیم داد و کریم داد ۱۰۹  
 ۱۲۲ - رسول ملا گزندی ۱۱۰  
 ۱۲۳ - رمدان سخی پیر ۱۱۰  
 ۱۲۴ - رسول شیخ ۱۱۰  
 ۱۲۵ - روزے گزندی ملا ۱۱۰  
 ۱۲۶ - روزک ملا ۱۱۰

## ز

- ۱۲۷ - زیارت انا گئی ۱۱۱  
 ۱۲۸ - زید نیکہ ۱۱۱  
 ۱۲۹ - زیارت ملا نیکہ ۱۱۱  
 ۱۳۰ - زید اللہ داد زق ۱۱۱

## ژ

- ۱۳۱ - ژڑ پیر ۱۱۱

## س

- ۱۳۲ - حضرت سخی تنکو ۱۱۲  
 ۱۳۳ - سخی فتح خان ۱۱۳

- ۱۳۴ - ملا سرور آخوند زادہ ۱۱۴  
 ۱۳۵ - حضرت سلطان باہو کا باوچستان میں سلسلہ طریقت ۱۱۵  
 ۱۳۶ - سلطان حمید الدین حاکم قریشی ہنگری ۱۲۸  
 ۱۳۷ - حضرت پیر سلطان قیصر ۱۳۱  
 ۱۳۸ - سنزر نیکہ ۱۳۲  
 ۱۳۹ - پیر سہری ۱۳۳  
 ۱۴۰ - حضرت سید احمد ۱۳۶  
 ۱۴۱ - حضرت پیر سید باو ۱۳۷  
 ۱۴۲ - حضرت سید در بلبل ۱۳۷  
 ۱۴۳ - حضرت سید محمود ۱۳۸  
 ۱۴۴ - حضرت سید محمد یمتوب ۱۳۹  
 ۱۴۵ - سات براہم خیل ۱۴۰  
 ۱۴۶ - سام خیل چھارتن (سلورتنہ) ۱۴۱  
 ۱۴۷ - سامن جان آغا ۱۴۲  
 ۱۴۸ - سیر کئی پیر ۱۴۲  
 ۱۴۹ - سپین نیکہ ۱۴۳  
 ۱۵۰ - سر پریکڑے نیکہ ۱۴۴  
 ۱۵۱ - سرتور نیکہ ۱۴۴  
 ۱۵۲ - سکندر نیکہ ۱۴۴  
 ۱۵۳ - سکیر نیکہ ۱۴۴  
 ۱۵۴ - سادہ گل ۱۴۴  
 ۱۵۵ - سخی لیکہ ۱۴۴  
 ۱۵۶ - سعد اللہ فقیر ۱۴۴

۱۶۰	شامو نیکہ	۱۸۰	۱۳۵	سعداۃ نانا	۱۵۶
۱۶۰	شہز کوئے نیکہ	۱۸۱	۱۳۵	سلط نیکہ	۱۵۷
۱۶۰	شاخ، زیرک	۱۸۲	۱۳۵	سلطان	۱۵۸
۱۶۰	شعبان پیر	۱۸۳	۱۳۵	سلطان سمرقند بخاری	۱۵۹
۱۶۱	شکرہ در نیکہ	۱۸۴	۱۳۶	سلطان عارف	۱۶۰
۱۶۱	شعلی نیکہ	۱۸۵	۱۳۶	سلیم آخوند	۱۶۱
۱۶۱	شین حاجی	۱۸۶	۱۳۶	سہیل نیکہ	۱۶۲
۱۶۱	شیخ جلک	۱۸۷	۱۳۶	سودل نیکہ	۱۶۳
۱۶۲	شیخ دارون نیکہ	۱۸۸	۱۳۷	مولو کنی نانا	۱۶۴
۱۶۲	شیران نیکہ	۱۸۹	۱۳۷	سید محمد	۱۶۵
۱۶۲	شیخ تین	۱۹۰	۱۳۷	سید نوروز	۱۶۶
۱۶۳	شیخ فرید نیکہ	۱۹۱			
۱۶۳	شیخ ماندہ بابا	۱۹۲			
۱۶۴	شیخ معرو نیکہ	۱۹۳			
۱۶۴	شیخ موسیٰ نیکہ	۱۹۴			
۱۶۴	شیخ واصل	۱۹۵			
۱۶۴	شاہ جمال	۱۹۶			
۱۶۵	شاہ حسین نیکہ	۱۹۷			

## ش

۱۶۵	شیرگان ساء پور	۱۳۷	۱۶۷	شیرگان ساء پور	۱۶۷
۱۶۴	شیران نیکہ	۱۳۸	۱۶۸	شیران نیکہ	۱۶۸
۱۶۴	شیران نیکہ	۱۳۸	۱۶۹	شیران نیکہ	۱۶۹
۱۶۴	شیران نیکہ	۱۳۹	۱۷۰	شیران نیکہ	۱۷۰
۱۶۵	شیران نیکہ	۱۴۰	۱۷۱	شیران نیکہ	۱۷۱
		۱۵۱	۱۷۲	شیران نیکہ	۱۷۲
		۱۵۱	۱۷۳	شیران نیکہ	۱۷۳
		۱۵۲	۱۷۴	شیران نیکہ	۱۷۴
		۱۵۶	۱۷۵	شیران نیکہ	۱۷۵

## ص

۱۶۵	صابر شاہ	۱۹۸	۱۷۶	صابر شاہ	۱۷۶
۱۶۵	صاحب اکا	۱۹۹	۱۷۷	صاحب اکا	۱۷۷
۱۶۵	صوفی نیکہ	۲۰۰	۱۷۸	صوفی نیکہ	۱۷۸

## ط

۱۶۶	طاهر آب ساس	۲۰۱	۱۷۹	طاهر آب ساس	۱۷۹
	حضرت میان عبدالعزیز	۲۰۲	۱۸۰	طاهر آب ساس	۱۸۰
	طاهر آب ساس	۲۰۳	۱۸۱	طاهر آب ساس	۱۸۱

## ع

- ۲۲۵ - سید غلام محی الدین شاه ۱۹۴  
 ۲۲۶ - غائب پیر ۱۹۵  
 ۲۲۷ - عرشین بابا ۱۹۵  
 ۲۲۸ - غلام شاه پیر ۱۹۶  
 ۲۲۹ - غلام محمد میان ۱۹۶  
 ۲۳۰ - عرشین نیکه ۱۹۶

## ف

- ۲۳۱ - خواجه فیض الحق جان  
 ۱۹۷ چشموی  
 ۲۳۲ - بابا فرید الله شاه ۲۰۲  
 ۲۳۳ - فیضو بابا ۲۰۳  
 ۲۳۴ - فقیر هوتک ۲۰۳  
 ۲۳۵ - صوفی فیض محمد فیضل ۲۰۴  
 ۲۳۶ - فتح ملا ۲۱۰  
 ۲۳۷ - قدا حسین ۲۱۰  
 ۲۳۸ - فیض محمد اخوند زاده ۲۱۰

## ق

- ۲۳۹ - قادر بخشی خان گوله ۲۱۱  
 ۲۴۰ - قاضی نیکه ۲۱۶  
 ۲۴۱ - معصوم بابا ۲۱۶

## ک

- ۲۴۲ - ملا کمال اخوند ۲۱۷  
 ۲۴۳ - کاک یا کاکثر نیکه ۲۱۷

- ۲۴۳ - حضرت خواجه عبدالحی جان  
 ۱۷۳ چشموی  
 ۲۴۴ - خواجه عبدالعزیز  
 ۲۴۵ - خواجه حافظ عبدالمجید  
 ۲۴۶ - ملا عثمان اخوند  
 ۲۴۷ - پیر عمر  
 ۲۴۸ - عبدالباق اخوند زاده  
 ۲۴۹ - عبدالمجید صاحب  
 ۲۵۰ - عجائب نیکه  
 ۲۵۱ - علی گزندی  
 ۲۵۲ - علی نیکه  
 ۲۵۳ - عمر شاه آغا  
 ۲۵۴ - عبدالرحمان نیکه  
 ۲۵۵ - عمر خان ملا  
 ۲۵۶ - عظیم نیکه سید  
 ۲۵۷ - عمران بابا  
 ۲۵۸ - پیر عزت شاه

## غ

- ۲۵۹ - واجه غریب شاه  
 ۲۶۰ - حضرت غرغشت نیکه  
 ۲۶۱ - میان غلام حیدر  
 ۲۶۲ - غلام حیدر شاه حنفی  
 ۲۶۳ - شیخ غلام رحیم بابا  
 ۲۶۴ - غلام صدیق

حضرت مولانا محمد فاضل - ۲۶۴

درخانی - ۲۳۲

مولانا محمد عبداللہ درخانی - ۲۶۵

نقشبندی مجددی - ۲۴۱

شیخ محمد عمر - ۲۶۶

میان محمد کاسل - ۲۶۷

میان محمد حیات - ۲۶۸

میان محمد اکرم - ۲۶۹

مائی خدیجہ - ۲۷۰

میان محمد حسن - ۲۷۱

مولوی محمد حسن - ۲۷۲

میان محمد یناہ - ۲۷۳

مست توکلی - ۲۷۴

محمد عبداللہ حکیم - ۲۸۱

محمد عظیم صاحبزادہ - ۲۸۳

خواجہ محمد عمر جان - ۲۸۴

چشموی - ۲۸۵

خواجہ معین الدین جان - ۲۸۸

چشموی - ۲۹۰

حضرت مندو نیکہ - ۲۹۲

مانا نیکہ - ۲۹۳

مانٹر کئی نیکہ - ۲۹۴

مائی خیرو - ۲۸۲

مائی سیدو - ۲۸۳

مائی نثرو - ۲۸۴

محبوب غازی - ۲۸۵

محمد دین آغا - ۲۸۶

محمد اللہ پیر - ۲۸۷

۲۱۸ - کانو نیکہ

۲۱۹ - کتا پیر

۲۱۹ - کلا نیکہ

۲۱۹ - کاکا نیکہ

۲۱۹ - کوکل نیکہ

۲۲۰ - کانے ولی

۲۲۰ - کوٹ نیکہ

۲۲۰ - کچور نیکہ

۲۲ - لڑائی بید

## گ

۲۲۱ - گلاب شاہ - ۲۵۳

۲۲۳ - گلاب نیکہ - ۲۵۴

۲۲۳ - گلاب محمد - ۲۵۵

۲۲۳ - گلاب نیکہ - ۲۵۶

## ل

۲۲۴ - لہر لکھا - ۲۵۷

۲۲۶ - لہر محل شاہ - ۲۵۸

۲۲۶ - لالا سید - ۲۵۹

۲۲۷ - لالہ سید - ۲۶۰

۲۲۷ - لوشی صاحبزادہ - ۲۶۱

۲۲۷ - لاج مر حاجی - ۲۶۲

## م

۲۲۷ - حضرت محمد صہب - ۲۶۳

۲۲۷ - نقشبندی مستوی - ۲۶۴



# ن

۳۰۲	رانی کا مقبرہ	- ۳۱۵
	سید نور احمد شاہ	- ۳۱۶
۳۰۴	بخاری	- ۳۱۷
۳۰۳	نوگزین بابا	- ۳۱۸
۳۰۴	نہال مہاکاوی	- ۳۱۹
۳۰۴	نور محمد سید	- ۳۲۰

# و

۳۰۴	حضرت خواجہ ولی بابا	- ۳۲۰
۳۰۶	وج نیکہ گن	- ۳۲۱

# ہ

۳۰۶	ہفت ولی	- ۳۲۲
-----	---------	-------

# ی

۳۰۹	ملک یار غرشین	- ۳۲۳
۳۱۰	سید یوسف شاہ غازی	- ۳۲۴
	حضرت خواجہ یحییٰ کبیر	- ۳۲۵
۳۱۲	غرغشتی	- ۳۲۶
۳۱۴	یاسین امک	- ۳۲۷
۳۱۵	ماخذ	- ۳۲۸

۲۹۵	مرجان نیکہ	- ۲۸۸
۲۹۵	مست گیلان	- ۲۸۹
۲۹۵	ملا اولیا	- ۲۹۰
۲۹۶	ملا باران آخوند	- ۲۹۱
۲۹۶	ملا جوگی نیکہ	- ۲۹۲
۲۹۶	ملا رسول نیکہ	- ۲۹۳
۲۹۶	ملا رسول آخوند	- ۲۹۴
۲۹۷	ملا ستار آخوند زادہ	- ۲۹۵
۲۹۷	ملا سبین	- ۲۹۶
۲۹۷	ملا صدیق آخوند	- ۲۹۷
۲۹۷	ملا قدوس آغا	- ۲۹۸
۲۰۸	ملا مردان نیکہ	- ۲۹۹
۲۹۸	ملک صاحب	- ۳۰۰
۲۹۸	منڈہ انا	- ۳۰۱
۲۹۸	موج دین پیر	- ۳۰۲
۲۹۹	موری نیکہ	- ۳۰۳
۲۹۹	میر حسن گزندی	- ۳۰۴
۲۹۹	میر نیکہ	- ۳۰۵
۲۹۹	مانو نیکہ	- ۳۰۶
۳۰۰	میان شادی نیکہ	- ۳۰۷
۳۰۰	موسلی شیخ	- ۳۰۸
۳۰۰	مالیہ آخوند صاحب	- ۳۰۹
۳۰۰	ملا عمر نیکہ	- ۳۱۰
۳۰۱	محمد نیکہ	- ۳۱۱
۳۰۱	موسم شیخ	- ۳۱۲
۳۰۱	ملفوظار نیکہ	- ۳۱۳
۳۰۱	محمد شریف خلیفہ	- ۳۱۴



صوفی اہل سے ائمہ کیوں نہ ہو کہ جس نے ائمہ کو چھوڑ دیا وہ کفر سے گرا  
ہے۔ بلکہ صحیح ذرا ائمہ سے جیسے محاکمہ صاف و باریک نہ ہو وہ ضلالت سے  
وہ جسے خود بخود ضلالت و گمراہی میں جسے وہ صوفی ہے۔ ”یعنی جو محاکمہ سے  
مستغنی ہو جائے، وہ جیسا ضلالت و گمراہی سے جسے صوفی کسی نے جو بدعت میں  
گم ہو کر رہ جائے اور غیر ائمہ سے اس کا کوئی تعلق نہ رہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ : ”صوف بلا شبہ صفائے باطن کی حکمت ہے۔“  
 صفائے معنی : کل و صیح ہے۔ در صوف : معنی کی وضاحت ضروری  
 اہل صوف تین طرح کے ہو جاتے ہیں ۔

صوفی صاحبِ فنون جو یہی رات میں وہ سو رہا تھا کہ رات حق کے ہے ۔

منصوب، صاحب اصول، جو صوفی کے ذرحے تک رشتہ کی حاصر مجاہدہ  
 کر رہا ہو اور میرے صاحب میں ہے معاملات کو صوفیوں کی طرح درست رکھنے  
 کے لیے ریاضت میں مصروف ہو۔

مستحقین (صاحب مقبول) جو محامدہ ، حلوص اور ریاض کے معر فہ نائیں

صاہر کو صوفیوں کی مانند نہائے رہے۔ مگر درحقیقت وہ ان کے مفاد سے مصداق  
 ماہ اف ہو۔ اس شخص اپنے روپ کی وحدت سے وصل اور اصل سے سکون رہا ہے۔  
 شیخ ذوالنون مقرر فرماتے ہیں کہ: "صوفی حب اب کرے تو اس سے  
 تلاء حقائق و معارف سے رچا ہوا ہے اور حب وہ خاموشی حصار کرے تو  
 اس کے انحصار اس حبیب کے۔ شہر ہوئے ہیں نہ وہ ہے۔ افع علی لہ کے فتنہ  
 اسی ذات واحد کو ہو چکا ہے۔"

حضرت ابو حسن عریؒ نے فرمادہ ہے کہ "صوفی وہ ہیں جن کی روح پر  
 سیرت کی تاریکی و تاریکی و رنج و غم سب کی آسوں سے پاک ہو۔ انشاء  
 اور صالحین کی صف میں شامل ہو گئی ہوں۔"

ابو کر سنیؒ فرماتے ہیں "صوفی عرب سے ہوا کہ وہ نہ تو عربی  
 کے رکھنے سے مخصوص رہا ہے۔ نہ کہ وہ نہ وجود ہی انہاں سے۔"  
 "صبح او صدائے صافی" سے سی شخص سے جوچا نہ و ساء اللہ کی  
 صاحب دماغ سے کہی ہے "سواء ایمان، سستی زبان، جوس حبی، حسدہ  
 سستی، مسکرا، بوا، حیرہ، حواد، خود، سستی سے نہ کہ تہ، غمو و نرگور  
 - وہ، و اول سے سمری -۔" عربی وصف جن میں نہائے حاس وہ  
 اوداء اللہ ہیں۔ ان سے محبت گویا حب سے محبت ہے، ان کی محبت قرب حدودی  
 کا رزق و وسیلہ ہے۔ ان کی حسد و رنج و غم ملتا ہے۔ ان سے معنی کے  
 معنی یہ ہیں کہ ہم نے خدا سے رشتہ جوڑ لیا۔

صبح ابودہؒ اواجہؒ سے صوفی کی معرفت کرنے ہوئے فرمایا تھا کہ جو  
 رہے بھی رہے، ورنہ جو لعل و جاس ہے ایسے دوسروں پر حرج کر ڈالنا  
 جابجے جو لعل مرے نور و ارد ہو اسے حوس سے برداشت نہ کرے۔ اب سے انہا  
 گیا کہ ملاں شخص او پر حتما ہے۔ اب سے فرمایا بہ کوئی مشکل کام ہیں۔  
 معص جانور ناں کے نچے بھی چلے جاتے ہیں۔ کسی نے اب سے کہا، حضرت  
 ملاں شخص ہوا میں پرواز کرنا ہے۔ اب نے فرمایا دوے اور مرعاناں بھی ہوا  
 میں آزی ہیں۔ کسی نے کہا، ملاں شخص ایک مسجد میں ایک شہر سے دوسرے  
 شہر تک پہنچ سکتا ہے۔ فرمایا، سلطان انکا، مع، مشق سے مضبوط تک









کو حضور جو حہ حاجی دربار میں سے مٹا ہوا تھا۔ اب سر برس تک بوجہ نفس اور رصاص میں مصروف رہے اور سر درمیاں میں سر ہو کر نہ باقی رہا نہ کھانا کھانا اور نہ رات کو سوئے۔ کہتے تھے افسوس ہے اس درہ میں جو رات کو سوئے ورنہ جو سر ہو کر کھانا کھائے۔ اب حافظ قرآن بھی تھے۔ ہر دن اور رات کو ایک ایک آیت لے کر لے لے۔ اب صاحب نسخہ تھے اور حاکم نسخہ میں ماریوں کے لوگوں کو محبت ہوا۔ کبھی کبھی نعرہ مار کر بے پوش ہو جاتے۔

سفینۃ الاولیاء میں مندرج ہے : حضرت خواجہ معین الدین حسنی سے مروی ہے کہ ایک دن حضور صبح غہر بارو میں سے سر میں ایک مٹا کر بیچے ، بعد اس کے سوئی کی سی جی، وہاں کہہ تھا جس میں روزانہ بیس ارب لکڑیاں حتیٰ چور سے کہہ کی کہ اس ٹھنڈی نہیں ہوتی تھی۔ اب سے آتش یوستوں سے بوجہ اس سے کہہ کہ وہ لوگ خدا کی عبادت کیوں نہیں کرتے۔ جس نے اس کو حق کہا ہے۔ جو اسے خوب سے ماریوں کے مذہب میں آگ کو دیوتا مانا گیا ہے۔ ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔ صبح سے فرمان، اچھا ہو نہ بتاؤ کہ تم اپنے ہاتھ پاؤں آگ میں نہ رکے۔ وہ بچوں نے کہا، آگ کا دم چلاتا ہے، کس کی مجال سے جو اس کے قرب بھی جائے۔ صبح سے ایک لمحے کو جو کسی اس رہنمائی کی یاد میں جائے کہ وہ اس کے رحمت ابرہہ علیہ السلام اور برادر علامہ علیہ الرحمہ رہے ہوئے آگ میں داخل ہو گئے اور حار ٹھنڈے کے واسطے آگ کے حرقہ کو آگ لگی ورنہ اس بچہ پر آگ سے کوئی اٹھ آتی۔

۱۔ دیکھ کر نماہ اس رہنمائی کے مہیوں پر اسے اور سلام قبول کر لیا۔ وہ بچہ اور اس کا باپ منصب ولایت پر فائز ہوئے۔ اب فرمایا جا جس میں نہ ان حصص ہوں گی، نہ ہم اناروہت نہ ہے۔ عجاوب کرنا کی طرح، بہت آفات صحت اور وضع زمین کی ماسہ۔ بعض روایات کے مطابق آپ کوئلہ میں تشریف لائے۔ انہی روز اور خدا شہادہ روڈ کے چوں کے قریب ان کی یاد میں ایک کلمہ موجود ہے۔ حوالہ سے اچوں سے رصاص و حلد کیش فرمان اور اس کے بعد عازم سندھ ہوئے۔







بلوچستان میں صوفیائے قادریہ میں بصوف کی تحریک لائے واپس میں  
مید سادی میں سید در جہل بخاری کا نام قابل ذکر ہے۔ آپ بلوچستان کے علاقہ  
شین میں اسے ہیں۔ بھائیوں سید حیدر، سید احمد اور سید مانو کے ساتھ آکر  
آباد ہوئے اور سلسلہ طریقت عام کیا۔

بلوچستان میں سلسلہ قادریہ پھیلنے میں حضرت سلطان بابو کی عہد اور  
موصات خصوصی اس وقت کی خاص ہیں۔ ب کی ولادت ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء  
میں نجات میں ہوئے اور وصال ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء میں ہوا۔ آپ کی زندگی میں  
آپ کے حیدر، ملا محمد نے آپ سے پہلے عہد قادریہ کا مصلح ڈھاکر و مری  
علاقہ میں پہنچا۔ اس کے ساتھ میں آپ کے حادان کے دروگن و حفاء کا  
دور حیدر تک محدود رہا ہے جو تادمہ سلام کی جمع  
صوفیانہ صداقتوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ کثیر۔ بے والوں کا سلسلہ بھی آپ سے  
ملا ہے۔ جن کے درج ہیں۔ بول کے حادان میں۔ درہ میں۔ سیر میں۔

میاں محمد کامل (۶۰-۱۱۵۰ھ/۳۷-۱۷۳۷ء-۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء) -  
میاں محمد حیات (۵۵-۱۳۱۵ھ - ۱۳۸۵ھ وصال) -  
۱۸۶۱ء - مائی حیدر - ۱۳۱۵ھ - ۱۳۸۵ھ - ۱۳۸۵ء - ۱۴۱۸۵ء -  
۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء -  
۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء -  
۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء - ۱۳۸۵ء -

(۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء) -

حضرت رئیس شاہ صبح نور، تادمہ اول، بلوچستان بھی اس سلسلے کی  
انک اہم نثری ہیں۔ ان کے علاوہ سیلے سے بعض نثر بلوچستان میں  
گزرے ہیں جن کا ذکر اس تذکرہ میں موجود ہے۔

مہرادہ محمد در سکوت، صوفی، ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۵ء میں چوں مگسی میں فہام  
فرمانا ہوا۔ ان کا دار سکوت بہت حال مگسی کی جانب سے آل ۵ حوٹا، بھائی  
در مررا حال مگسی علاقہ میں (بلوچستان) کا حال تھا۔ اس نے مہرادہ  
دارا سکوت ۵ بہت حال رہا تھا۔ یہ حال مگسی مگسی کے رہنے میں  
"را" حائریں "کوی" تھی۔ اس میں حضرت موجود ہے۔

مہرادہ محمد در سکوت، صوفی، ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۵ء میں چوں مگسی میں فہام



[illegible]

نہی بلوچستان میں ملتا ہے۔ نواب تبصر حال والی حمل اور ک کے ورور  
ارجمند گل محمد خدان زیب آب کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ آب کی دایں  
نہی بلوچستان کے بعض حصوں میں بہت مقبول ہیں۔ آب کا عسل - سب سے  
کے لیے بڑا کام آتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پتوں میں صابون بنانے

اگر محکمہ میں سے کسی شخص کے شیعہ کی گنجائش نہیں ہے۔ جو حسمان  
میں سے بھی بہت دور ہے۔ وہاں سے حضور کی صبح سلام کی جا رہی ہے۔  
ان صوفیوں کے لئے عشاء کے بعد چوب پوتی، چائے اور دھڑا اس  
مذاہب کے لئے مسجد میں لائے جاتے ہیں۔ ان براہوں کی عمارت میں  
براہوں، بلوچ اور نٹھان ان صوفیات کرام کے مزاروں پر عرس کے موقع پر  
حاضری رکے ہر محکمہ و صوبہ میں حضور کے لئے جو صوفیہ جو حسمان کے  
علاؤں یا مزاروں کے مرقعے ہیں۔ وہیں موجود ہیں۔ اور ان صوفیائے کرام  
کے وصیت ناموں پر ان صوفیوں کے علاوہ ان کے ایک یا دو بیٹے والا رہتا تھا۔ وہ  
کھاتے۔

ماں کا یہ جیسا کہ ہے۔ اس لئے کہ وہ جس کے اندر رہے







معاؤں کا مضارہ دیا ، اس کے لیے میں نے ۵ سکرہ اما لرون اما ورض سمجھوا  
سوں ۔

میں نے حضرت کے خصوصی معاؤں کا جیسے جیسے سکر لرون سوں :  
جناب پرویسر اور روساں ، جناب رب وار مانر ، جناب حاجی سوب علی ،  
جناب سید محمد گل شاہ خوشی ، جناب رحمت علی شاہد ۔ ان سب احباب کی خدمت  
میں عرض ہے ۔

حالی کہ مراست با نو کفن نتوان

دل خود پرست با نو کفن نہ

مگر میرے نرم فرماؤں کی جگہ اس سے نہیں رہ سکتے ۔ حیوان کے اس  
خلف کے سلسلے میں میری خدمت پروری ہو رہی ہے ۔ میں نے ان گنت کوششوں  
سے ان تمام حضرات کا سکر لرون سوں ۔

حال میں رہا یہی حال ہے

حوالہ سوب ۔ اس کا خدو و خال

جہاں تک اس سب کے معاؤں کا تعلق ہے ، میں نے ان کو لرون سوں  
کی دعاؤں کا فیض سمجھنا ہوں ۔ اس کا ذکر خیر اس کی زینت بنا ہے اور جو  
خامیاں ہیں ، وہ میری اپنی بنیادیوں کا نتیجہ ہیں ۔ جن کے لیے میں قارئین سے  
معذرت خواہ ہوں ۔

غلاہ ہمت آن عارفان با کرم

کہ یک صواب بہ بینند و صد خطا پوشند

العام الحق کوثر

لورالائی (بلوچستان)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ / ۶ اپریل ۱۹۷۳ء

آخوند پیر

پیر ابراہیم یک پاسی

[illegible]



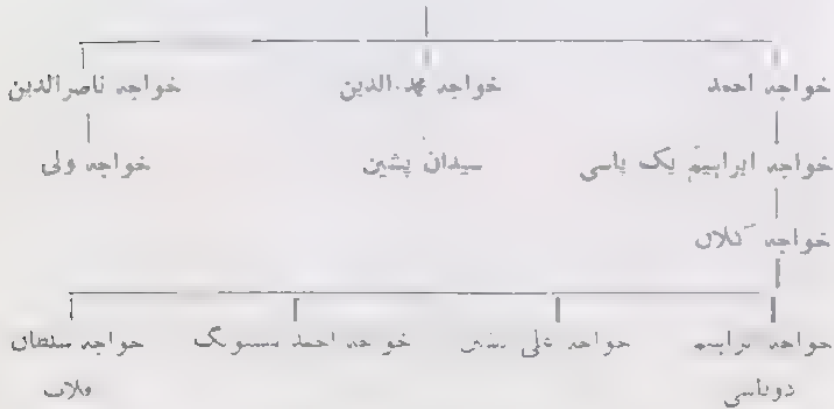
نہیں۔ صبح کو اس کے گھر سے اٹھا کر ڈاکاں نہ لائے تھے۔ یہ سید بہت اچھا  
 جھاناس اور لٹیکو نایا گیا۔ وہ ہر دن غور سے۔ یہ اس کو محض مذہبی ہے، نہ شعر  
 قوہ۔ ہر کہ وہ سے خلق اور اتحاد ہے۔“

پھر حضرت خواجہ ابراہیمؒ کے تارے ہیں لکھا ہے ”ہر ابراہیم  
 خدا بچد اس اور گناہ نہ چا جس کی حائضہ داندہر سے حاصلہ دو لوس  
 درہ نوڈن میں ہے۔ یہ محض صاحب اثرات ہو سکتا ہے۔ وہ ان کے بہ  
 مرید اور معتقد ہیں۔“

حسب سب کے احاطہ سے یہ خاندان صحیح سب سب ہے۔ مگر اس کی  
 بہت اس کے مورث اعلیٰ خواجہ ابراہیمؒ دوسری کے لقب ”دوباسی“ کے نام  
 سے ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ ابراہیمؒ دوباس  
 دو ہر معنی جو (بوشے) میں سونوں کی مرہیں مسجود تارے تھے۔ اسی کے  
 نام سے خاندان سب کی جڑیں دوباسی کے نام سے معروف ہوا اور آج تک  
 یہی نام مروج ہے۔<sup>۱</sup>

حضرت خواجہ سب دوباسی دہلیہ صاحبان دہلیہ تصور ہوا ہے۔  
 آپ کا شجرہ نسب درج کیا جاتا ہے۔

### شجرہ خواجہ مودود چشتی صاحب



۱۔ ڈھاکہ تاریخ کے آئینہ میں۔ سر عبدالعزیز شاہ، موحی دہلیہ، مہتان،

## ۴ شیخ آنو

یہ کار سہ شیخ عطاء اللہ معروف شیخ آنو ابن سیدہ ای سیدہ ہیں۔  
 انھوں نے حضرت مودود حسنی برقی کے ختمند اور مائتوں نہیں۔ اسے برقی  
 وفات کے بعد چوبیس سال تک برات میں رہے۔ ۵۳۲ھ/۶۱۳ء میں سے  
 وطن خلافت میں رہے۔ آپ کے حار جانی کرنی، ایلو، سری اور بوزی  
 تھے۔ آپ کے حوئے تھے۔ حواحد تہ، غازی، خواجه محمد،  
 حواحد سہاب الدین، حواحد برابہ و حواحد غسی۔ "تذکرۃ صوفیائے بہار"  
 کے مؤلف اعجاز علی ندوی ص ۱۰۰ لکھتے ہیں کہ یہ آنو بن سیدہ ای  
 حوسنگی افعال قوم سے تھے۔ حبیب میں حاکم مودود حسنی کے مرید تھے۔  
 حامیس برس تک اسے مرید کی حاکم میں رہے۔ وفات سے قبل حضرت حواحد  
 مودود حسنی نے آپ کو حرقہ خلافت سے محار فرما کر وطن کی طرف رخصت  
 کیا۔ لیکن وہ اسے شیخ کے روضہ مبارک کی جادوب کشی میں مصروف رہے۔  
 آخر سے شیخ کے امداد روضہ کی سائر محاور اسے وطن و سر ہوئے اور  
 رمد و بہاب میں مصروف ہو گئے۔ شیخ آنو نے ۵۵۵ھ/۱۱۵۵ء میں  
 وفات پائی۔

شیخ آنو کے تاحر نے غازی تہ کے حاکم میں احمد جوانمرد  
 لکھے ہیں۔

## ۵ چک نیکہ

آپ پٹھانوں کے معروف قبیلہ 'چکری' کے حاکم ہیں۔ آپ بڑے  
 عالم، فاضل، زاہد، عابد اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کے

نام احمک چا۔ آپ کا مزار دوسری سے ۷۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔  
 یہ ایسی سرسرداری کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ اسی۔ ب سے سوکوں کی اچھی  
 خاصی تعداد ان کی زندگی میں حاضر خدمت ہو کر ہرہ ناب ہوتی رہی۔ آپ اپنا  
 زیادہ وقت عبادت الہی میں صرف کرتے تھے۔ آپ کی کئی کرامات مشہور ہیں۔  
 آج بھی آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔  
 نیکہ کا مطلب دادا یا بزرگ ہے۔

## ۶

### احمد جوانمرد

روایت ہے کہ۔۔ احمد خواجہ۔ اسے والد محترم سد موسوی کے نام  
 زندگی ور لڑکیں میں علامہ نوری کے مہازوں میں موسیٰ حراتے تھے۔ ایک  
 دن امان سے حراتے ولی حیروں کی عدد جی حائس جی، آپ کے پاس  
 ابدل کے مراتب کے جائس سی رنگ آئے ور چوں ے آپ سے کہا کہ ہم  
 اب کے سماں ہیں۔ گو کہ لڑکیوں کے دن تھے۔ مگر آپ ے حصہ یندای سے  
 انہیں خوش آمد کہہ ور حائس کی حائس جیرس دج کر کے کدب کر  
 دیں۔ مہال بہ حوس ہوئے۔ اب کو احمد خواجہ کے خطاب سے نوازا ور  
 ولایت دی۔ بعد میں آپ مدین گئے ور خواجہ بہائس زکریا مٹائی کے باج  
 بعد کی۔ درجہ کمال تک پہنچے۔ آپ کے سن بڑھے تھے۔ سعدین المعروف  
 مدو، محمود اور خواجہ سفیان دانا۔

## ۷

### شیخ اسماعیل سڑ بنی

اب شیخ نٹ نیکہ کے لقب جگر جیے۔ یہاں کیا جانا ہے کہ بٹ نیکہ  
 کے چائی سے بڑ نیکہ کے آئوں ولد ہے جی۔ ایک دن وہ اسے بھائی







آپ کا مزار گنجان میں ہے -

## میان الہی بخش

آپ کا اسچہ لڑائی میں ہی جیت چکا۔ جو کہ غائب نرار اور مٹی  
جئے، اس سے لوگ آپ کو موبی صاحب کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ آپ کا  
آٹائی وزن لادہ لٹی ہے جو مع عرب اسباب کا ایک قصبہ ہے۔ آپ کے حادث  
کا بند کسکری چا۔ آپ کو جس سے علم حاصل کرنے کا سوچا۔  
-روح میں آپ سے واسوں کے - اسچہ کسکری کرتے تھے۔ پھر ڈوون تعلیم سے  
محور ہو کر آپ نے کسکری چھوڑ دی اور اسم و سوار میں علم حاصل کی۔

[illegible]

اب کرکٹ کے ریورس سولاری ہے۔ اس ذرواں مسٹر بشی (Beeti) برق ما کر سرشدت بولس ہوئے۔ ہونکہ مسٹر بشی کو بھی کرکٹ سے شغف تھا اس لیے وہ سن صاحب لوہب سد کر، تھا اور اسی کے اصرار پر آپ محکمہ بولس میں واس آئے اور سنہ ۱۳۳۳ھ کے عہدے پر حساب ہوئے۔

ور بعد میں آپ صاحب فرسٹ ٹرنڈ مقرر نہ گئے۔ ۱۹۲۱ء میں جب آپ سب انسکٹر سی ٹو س نوے، آپ نے وقت پائی اور دسی کے برسوں میں دفن ہوئے۔ شہید کے مزار کے قریب سی ایک مسعدہ احاطے میں آپ کی نعہ قبر آج بھی موجود ہے۔

میاں صاحب نے سب سے بڑے شہر رتی میں ایک معزز خدوں خاندان میں ساری کی۔ آپ کی بیوی ملک عبدالصمد کی صاحبزادی ہیں۔ جنہوں نے آپ کی زندگی میں وقت پائی۔

میاں صاحب بڑے غابد اور زاید تھے۔ نہ تو معلوم نہیں۔ وہ کیا ہے۔ آپ نے کس کے ہاتھ پر عہد کی۔ پس ہے۔ اس طریقہ دیکھتے ہوں گے۔ آپ حب و وفا کے مقاصد سے سرور کر مقرر ہوئے۔ فائز ہو گئے تھے۔ میں نے آپ صحو۔ فائز رہے۔ ور عمر پر مقرر کی۔ آپ بھی سے مادی کثرت رہے۔ صحو مقل ور کٹر حلال میں مہمور تھے۔ رذرتی اور دہشتی کام کج کے ساتھ ہمہ وقت دیکر یہی میں صحو رہے۔ اور آپ نے سن "دست" درویشی کے مقاصد سے مہمور تھے۔ اور مہمور کے مقاصد میں آپ کی وفات ہوئی۔ انہی مقاصد کے مقاصد کی اسباب نے آپ کو بھاگ نہ حصرت محمد آپ ہائی کی صرح آپ کی ہوئی۔ مقرر تھے۔ مقرر ور وصائف امام صحت کی صرح دستور نہ کرے رہے۔ آپ نے جمعہ کے دن وفات پائی ور حجاز جمعہ اور کثرت کے بعد آپ نے حال حال افریق کے سرد کی۔ آخر تک ہوس و حواس فائز رہے۔ وفات کے وقت جب آپ کے بڑے صاحبزادے میاں گراز محمد مرحوم ہائی و مقرر و مقرر ہائی ہوندا ہے سورہ ماسن بڑھے وقت تک جگہ غریب کی غلطی کی موت ہے ان کو فوراً موت دے اور پھر صحیح نصف زبان مارت سے نہ کیا۔ اس کے کچھ دیر بعد آپ کی روح پرواز کر کے محبوب حقیقی سے واصل ہو گئی۔

میاں صاحب چونکہ انگریزی دور تسلط کے اوائل میں بلوچستان آئے تھے اس لیے پشتو، بلوچی، پراہوتی اور فارسی اس مقرر زبانی سے توختے تھے۔ نہ ان پر اس زبان ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ معاشری اور عافیت اعتبار سے انہوں نے حدود دو سو سووں میں ڈھال لیا تھا۔ صحت میں عصبیت تھی۔ جب عصب

میں سوئے۔ وہ سبہ بوجے گئے۔ غصہ اس وقت اُٹھ کر آیا کہ کسی کو برائی  
 کرے، اس سے وہ کہے۔ انرا ان کا امر بھی جھوٹ ہوا یا غصہ  
 کڑا کر، تو صدمہ ہی ہو گیا۔ طبع جلالی ہائی بھی۔ ایک دفعہ  
 کوئٹہ میں مسلمان ہوئے۔ جن میں باہر کے نامی کرامی پہلوانوں نے حصہ  
 لیا۔ بڑا حوزہ اکہ دسویں وز۔ کچھ کا چھ۔ غای سے سکھ پہلوان نے مسلمان  
 پہلوان کو گر لیا۔ تب بھی دوسرے اسروں کے ساتھ بیٹھے کشتی دیکھ  
 رہے تھے۔ جب مسلمان پہلوان چور گئے، تو اب کو بڑا حلال آنا اور حسب عادت  
 سب سے پہلے۔ جب سے مسلمان ہو کر کھڑے ہو کر گئے۔ ساتھ ہی ایک سکھ  
 اسر تھا جو اس سے ادا صبر تھا۔ مووی صاحب ہر آب خود لشتی  
 تر ہو کر سکھوں سے اس چور رہا جو۔ تب نے کھڑے ہو کر سکھ پہلوان کو  
 حلیج مالا کوٹ پہنچ گئے۔ کچھ کے صرار پر سرکشت ہو کر  
 حارب گئے۔ ہی۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ کسی کوئی۔ اب اوائی غور میں وہ اس  
 دھڑلے سے لڑتے تھے اور کسی سے لڑتے تھے۔ اس نے ڈو سیج سے  
 حوں واپس گئے۔ پھر بھی کچھ دھڑلے ہوا۔ اس نے دیکھا۔ اسکی  
 آب نے اٹھ گئے ہیں۔ چھ ملاتے ہیں اس کو چند۔ ہکنڈ میں چاروں شانے جٹ  
 بنا۔ کچھ پہلوں پر حارب ہوا۔ اس نے وہ کسی نے کی طرح  
 کی۔ اس نے پھر کسی لڑی اور ایک ہی منٹ میں پھر گرا لیا۔ آپ نے اس کی  
 سب سے پہلی اس سے کہا کہ پہلوان تو تم ہی ہو، میں نے صرف قوت ایمانی  
 کی ہلکی سی جھلک دکھائی ہے۔ سکھ پہلوان آپ سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس نے  
 آپ کے ہاتھ حوہ لیے۔

## ۱۱

## اختر نیکہ

اختر سکھ کا لڑ پشٹون ہیں۔ آپ کا مزار ہندو باغ تحصیل، ضلع ژوب  
 کے چاند سنگی کے پاس ہے اور اس کا نام خاص ہے۔

۳۳

۱۲

امین شاہ

لہری تیاب میں دفن ہیں ۔

۱۳

اللہ یار شاہ

آپ ۵ مسرہ بولان میں ہیں ۔ آپ ۵ میں حضرت خواجہ ابراہیم درانی  
کے خاندان سے ہیں ۔

۱۴

اسحاق جو گیزئی

آپ کا مزار راڈ ضلع ژوب میں ہے ۔

۱۵

اووہ مندوزیان

یہ سات افراد ہمدان قوم سے ہیں ۔ ایک ہی حکم پر مور لائی تے تقریباً چھ  
میل کے فاصلے پر مشرق کی جانب بینگہ گاؤں میں دفن ہیں ۔

## 16

ایک مرتبہ حضرت رسول خدا ﷺ صاحب گوشت کی بنا سوئی گئی تھی اور ملاطیر کے ہاں تمام فرماندار ایک رات حبس بنا صاحب عبادت میں مصروف تھے ، انہیں سنا گیا کہ آپ نے ملاطیر سے نفی مانگا۔ جب وہ باقی لائے و دکھا آئے ، صاحب سے مہلت کے ساتھ عبادت میں ملگن ہیں کہ انہیں آزاد و سرکش حال کہ جس۔ ملاطیر باغ میں ان لیے ان کے نزدیک کھڑے رہے۔ سردی انہیں کو مہجی سوئی تھی۔ نالی بھ ہو گیا۔ پھوڑی دیر بعد نانا صاحب نے اس جانب واحد فرمانی ہو ملاطیر نے بانی والا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اہل جوہر مانا صاحب نے ان کے کٹورہ اٹھایا تو آپ کے ہاتھ کی حد جو اس بندہ۔ دلی کی واحد سے کٹورے کے ساتھ ہمہ کی نہیں ، ہاتھ سے الگ سو گئے

نشورے کے ساتھ ہی کھنچ آئی۔ اس نے صاحب سے فرمایا، اوروں نو سو میں نے معمولی سی سررگی دی لیکن انہیں حروروں حارہ سوری گندہ کو حرور کہتے ہیں۔ یہ بھوچی اور سنو سے کے حساب سے سررگی دینا ہوں۔ اس واقعہ کے بعد ملا طاہر "نا، حروری" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اکریزوں نے ۱۳۰۱ء میں نو۔ کی نو سو۔ مان کے دریاں صبر مہار اور سی نورج کے لئے مسجد کیا۔ اور ۱۳۰۶ء میں صاحب ملا طاہر نا، حروری کے سرار کی وجہ سے سو۔ کی نو "زبان" (مقامی زبان میں سرار کو اسی نام سے کہتے ہیں) نام دنا آیا۔ سارگ رو کے تال میں اسی ملک رمارت کا نا نام ہی ہے۔

نا، حروری صاحب کسم و دریاں ہے۔ مع الام کے لئے آئے نے سر معمولی نام آیا۔ اب ڈیڑھ رمارت سے رمارت جس کے دھلے سر ملک مہار کے نام میں واقع ہے۔ رمارت کے نام سے نا، حروری کے سرار کو صاحب سارگ حبال کہتے ہیں۔ چینی کے رور سارگ سررہر ہوتے ہیں۔ در لوک وہاں دسے ڈچ کہتے ہیں۔ غم کے رور سارگ رو قسم کے لوک یہاں کھوے ہوئے ہیں۔ سارہ ناری کے مہاروں کے علاوہ ساروں لری حاس میں۔ نام کو دسے کا سوا ہوا کو۔ سارگ رماروں کی نرھی سزھی اور سارگ پگڈنڈیوں سے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ راستے میں ایک جگہ تھروں کے ڈھیر لکے ہیں جو صبر کسمی حموں ہی رمارت کے لہدر حمو ہوتے ہیں۔ مقامی زواہ کے موجب یہ سوروں ڈ ڈھیر حضرت طاہر حروری نا کی مسجد کے کنار ہیں جس میں آج حبات لکے لکے ہیں۔

## بابک صاحب

آج کا اسمہ کرامی سید محمد صدیق خان جا۔ نوک ب کے غم و فتن و رربہ و نفوی کے باعث آپ کو سارک صاحب کہتے لگے۔ چاندھ اصل نام کی پٹا ڈھیر نام مشہور ہو گا۔ آج کے سارگ رماروں کی نرھی سزھی اور سارگ پگڈنڈیوں سے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ راستے میں ایک جگہ تھروں کے ڈھیر لکے ہیں جو صبر کسمی حموں ہی رمارت کے لہدر حمو ہوتے ہیں۔ مقامی زواہ کے موجب یہ سوروں ڈ ڈھیر حضرت طاہر حروری نا کی مسجد کے کنار ہیں جس میں آج حبات لکے لکے ہیں۔



(صلح کوئلہ کش) کی رہی عبدالرحمن رنی میں گزارا۔ آپ کا تعلق شادی زنی سید  
 پہلے سے ہے۔ اعلیٰ انسان کے علاوہ زندگی کے مسمور ہیں اور روحانی پیشوا۔  
 حضرت عبدالغنی حال آغا الہی آپ کے خاندان سے تھے۔ جو طاہری اور باطنی  
 علوم اور عبادت لدیری کے انتہائی اعلیٰ انسان اور نا انسان میں احراء کی بناء  
 سے دیکھے جاتے تھے۔ بابک صاحب کا مزار عنایت اللہ کاریز (گلستان) سے  
 عربیہ دو میل کے فاصلے پر جنوب کی جانب حوزہ نامی پہاڑ کے دامن میں واقع  
 ہے۔ حصاروں صرف سے دور تک پہنچنے کے لئے راستے ہیں۔ آپ کا مزار  
 مرجع حلاق ہے۔ مزار سے جنوب کی جانب "حند سوئی" پہاڑی پر مٹی کے  
 کداریے کا کچھ ہے جو ایک حمال میں ما پوا ہے۔ آپ ادر راضی اور  
 عبادت کے لئے وہاں رہتے تھے۔

بابک صاحب کی قبر کے ارد گرد صرف چار دیواری ہے۔ اس کے اوپر  
 کوئی کتبہ یا چھت موجود نہیں۔ قبر کے رہانے ایک مستطیل پتھر نصب  
 ہے، جس پر چند اشعار اور مختصر حالات زندگی کندہ ہیں۔

## باقور نیکہ

صلح روم کی عصر میں۔ عہد اسلام میں۔ آپ سے زیادہ مسمور مزار آپ سی  
 کا ہے۔ جو قلعہ سیف اللہ سے شمال کی جانب تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر  
 سپین تہکی میں واقع ہے۔ آپ جو گیزی خاندان کے بانیوں میں سے ہیں۔ آپ کے  
 دور میں جو گیزیوں کا اثر اور اقتدار عروج پر ہوا۔ آپ صاحب حال بررگ تھے۔  
 ایک بار احمد شاہ ابدالی نے آپ کو دھار طاب دیا اور آپ کو اپنے قبیلے  
 کا مالک ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس بات پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔  
 جس پر باقور نیکہ کو آنے پر مجبور کیا گیا، مگر آپ معجزانہ طور پر  
 رسد و سلامت باہر نکل گئے۔ احمد شاہ ابدالی آپ کی روحانی موت کا فائدہ

میر نہ رہ سکا اور آسن نے تب آٹھ ماہ سے مستحق اور غریب کے لئے جاری کر دی۔

سرور حسن (۱۸) ماہ میں آپ کے سرور پر حاضری دے رہے ہیں۔

## ۲۵

### سید برات بابا

آپ ایک حنفیہ اور صوفی ہیں۔ آپ نے اسلامیت کی ترویج و ترویج کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جو آج تک جاری ہے۔ آپ صاحبِ کرامت تھے۔

## ۲۶

### سید بلانوش

آپ عراق میں تھے جس میں حضرت شیخ عبدالحق حنابلہ کی اولاد ہیں۔ آپ نے سچرہ نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے :

”شیخ بلانوش بن حضرت مالک ارمہ بن حضرت پیر عمر بن حضرت شیخ عبدالحق بن حضرت شیخ عبدالحق حنابلہ“۔

آپ کا اسم گرامی شیخ بلانوش ہے۔ لیکن الانوس کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس کی وجہ یہ مانی جاتی ہے کہ جب آپ نے مرشد جو جہ محدثہ کی صحبت سے ”حقہ“ انضباط ہو چکے تو ایک روز آپ نے عمول کے سے گداس کی۔ مرشد نے فرمایا : ”میں نے سب عمول اسے ساروں میں تسلیم کر دی ہیں۔ اب

[illegible]

۱۔ ملاوس ن اور نوحے درے کے سے اسے مریحوں کی ایک بھڑ  
سے جھٹ لے در حارہ کے مان مہجے ۔ ساء کا وہ ہوا ۔ حاتم نے رات کے  
بچے ۵ مونس لرا ۔ اس نے دسھ ایک ہی دج لرائی نا۔ اسے حرم  
در ایلائی حانے اور سے کے ہی میں رہر ملا دیا ۔ لیکی آب ساف کے ۔ رہے  
سے ساری صوب حان سے آگہ ہو گئے ۔ حاتم آب نے مریحوں سے دیا ۔  
حک میں لوبے کی حاتم با پ نہ بڑھاؤں نہ ۔ یوں دیا نہ لوبہ وز  
اس وقت تک پانی نہ پینا جب تک کہ میں نہ پیوں ۔

د۔ رحواں خوا۔ رب کے ہاتھ دھلائے لئے۔ خدمہ دیوانہ حل کر حلے  
لئے اور حالہ کسی بہانے سے آجائے نہ آتا۔ آج سے سب سے ارحم الرحمہ  
برہ اور ایسی چمکائی ماں میں ڈسوئی جس سے زہر کا اثر زائل ہو گیا اور مار  
سرتاب بن گیا جسے آب نے ہی لیا۔ آب کے بعد آب کے مریدوں نے بھی وہ ماں  
ہی لیا۔ اب آب نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے کی بجائے اپنی چادر کو ہاتھ  
کھانے پر مار کر فرمایا "سی" (مقامی بولی میں بلی کو پشی کہا جاتا ہے)  
"سی" کہتے ہیں بلی زندہ ہو گئی اور میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ لیکن آس کے  
پس پاؤں سے۔ آب نے فرمایا کہ اس حالہ سے کہو کہ اس معاری بلی د  
دوسرے پاؤں نو دے دے یا کہ نہ آتا ہے حل پھر سکے۔ سب سے کھانے د  
دورنا سمجھیں لیا۔ یہ صورت حال حالہ کے نیچے ندامت کا غم ہی اور وہ  
معانی مانگے گئے۔ مگر آس کا دل سیاہ تھا اس لیے مددہ ایسے کی عرض سے آب  
پر اڑدھا اور شیر بھی چھوڑے۔ جب آپ نے ان کو کھور کر دکھایا تو وہ سب

بن گئے۔ آپ خود جلال میں آگئے اور اسی سبب سے جادو بھینکی جس  
 سے زمین میں آگ لگ گئی۔ حالہ اپنے ناپاک عزائم میں نادم ہو گیا اور اب  
 سے مدد مانگے لگا اور صدمہ و غم سے مرہ کی۔ آپ کی اسی اراضی کے علاوہ  
 دلاں و پیر حصہ جی میں آیا اور اس کی آبی ہر سال اب کے دنوں میں  
 پہنچے لگا۔

اب دلاں و پیر بھینکی میں ہے۔

## ۲۲

### سید بچن شاہ

آب صغہ شتی کے مشہور صوبہ ہرے میں۔ آب دلاں و پیر بھینکی  
 وہی ہے۔

داروئی قسمہ کا۔ ہزاروں مصری حیل کا معتقد رہا۔ ایک مرتبہ  
 میں سے آب سے نہا۔ میں سے وقت آب کی روحانی قوت سے مایوں کا جب  
 آب اسے بھگ کر سمجھتا تھا تو آب میں۔ میں وہ صحت و صاف آب سے  
 نکل رہا تھا۔ سمجھتا تھا کہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے  
 ڈال دیا مگر آئے لگ سے آئیں گے نہ بھگا۔ میں سے۔ دار کے علاوہ اور  
 لٹی لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔

## ۲۳

### بیز بوہر

آب دلاں و پیر کے مقام صغہ کے مقام صغہ دلاں میں واقع ہے۔  
 سالانہ مید ماہ جوں کے پہلے میں (دوستانہ) کو معتقد ہونا ہے۔ اھیڑ اکریوں کے  
 علاوہ دوسرے حلال جانور بھی اچھی خاصی عمارت میں نڈرے کے طور پر ذبح

کلمے جاتے ہیں۔ ان کا گونستہ مرارہر اٹھنے والے زمینداروں میں غنیمت  
کیا جانا ہے اور نارس کے لیے دعاؤں مانگی جاتی ہیں۔

سابقہ ریاست بیلہ سالانہ اعزازات کے لیے لکھنؤ میں منعقد ہوئی تھی۔

## 22

پیر پیری شاہ

آپ کا ہزار صلہ سی کی محض ساہروں میں میں لکھ کے تمام ر  
واتد ہے۔

## 25

پیرو بوبک

ت کا مزار رسانی کنگ حرا) میں ہے۔ روایت ہے کہ حبسگوں نے ان کا تعاقب کیا تو انھوں نے اسے سروکاروں دو جتانوں میں بند کر دیا اور خود غائب ہو گئے۔

ان کا مزار پسرے کے ایک درخت کے نیچے ہے۔ ان کے ورثہ و جوار میں لامعداد درخت سایہوں سے اٹے ہوئے بنائے جاتے ہیں جو غیر ضرور سال حبال کٹے جاتے ہیں اور جنہیں جھڑے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایک نرا مسہور عقیدہ یہ بن گیا ہے کہ اس بزرگ کی کراست کے طفیل اس علاقے کو کوئی بھی حملہ آور فتح نہیں کر سکتا۔

## بیٹ نیکہ

بیٹ نیکہ - شیخ یحییٰ، بیٹ بابا، بیٹی، سن اور بیٹ بن کے نام سے بہت مشہور ہیں۔ عام فہم یہ ہے کہ بیٹ عورتی نالہ سبوں کے بہت عصر ہیں اور ان ۵ زمانہ حساب ۴۳۰ - ۴۴۰ کے دوران ہے۔ بیٹ نام صلیب زوب میں دیا ہوئے۔ وہ روحانی یسوع ہونے کے علاوہ یسوع زمان کے صوفی شاعر بھی تھے۔ "ند کرہ الاواما" میں سنیں مایہ ہونے ان ۵ مدثرہ شیخ یحییٰ کے نام سے دیا ہے۔ اس افسانہ مؤرخ و معرکے اسے تاریخی مدثرے میں لکھا ہے کہ شیخ یحییٰ بہت زمانہ مہی وز صاحب شہد و کرامات برکت تھے۔ وہ کسی عرب نامی ہزار کے نام میں سے ہیں و حیل اور خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ رہتے تھے۔

بیٹ نیکہ کے مرزا کے بارے میں مختلف روایات مشہور ہیں۔ بعض حیل سے صوفی گریہاں افسانہ سن میں مورخ کے مقام پر جو سر سے وہ بیٹ نیکہ کا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ "کسی سر" صوفیوں کی ایک شاخ ہے۔ یہ علاوہ عورتی (زوب کی ایک روحانی بیٹی) ہیں میں۔ ان ہیں

بیٹ نیکہ کے نامور ورثہ ۵ نام اسماعیل تھا۔ اسماعیل کی پرورش ان کی خواجہ کے ہاں ہوئی تھی اسی گھرانے کی مناسبت سے وہ سڑن کہلائے۔ شیخ احمد کے یہ ہم عصر اور ہم طریق اسماعیل سڑن ۴۳۰ - ۴۴۰ کے نیکہ تھک عید حیات تھے۔ دونوں حضرت شیخ بہاء الدین رزنا مہدی کے مرید تھے حضرت بہاء الدین نے دونوں کو حرمہ ہانے خلافت و مصلانے زہد عطا فرمائے دونوں کے مرزا کوہ سلیمان میں مرجع خلافت ہیں۔ اسماعیل اسے والد کی طرح مذہبی رہنما، مہدی وز بستو زمان کے اچھے شاعر تھے۔ سلیمان مایہ لو اسے مدثرے میں ان کے کچھ یسوع اشعار نقل آئے ہیں۔

شیخ بیٹ نیکہ کو اسے خاندان کے مختصر ہونے کا شدید احساس تھا۔ ان کے دو بھائی غرغشت اور سڑن تھے۔ ابوالفضل نے "آئیں اکبری" میں

معیت اللہ ہرزئی اور حان جہاں لودھی سے "مجمع الانساب" و "اخبار احمدی" کے حواشیوں سے اس کی تائید کی ہے۔ احوالہ درویشہ بھی اس سے سفق ہے۔ وہ اپنے کچور اور خاندان کے افراد کی وسعت کے خواہشمند تھے۔ انہی جذبات کا اظہار، بیٹ بیکہ نے اسی مشہور مناجات میں کیا ہے۔ نشو و نما کوئی والا کوئی اسافر نہ ہوگا جسے اس مناجات کا کوئی نہ کوئی بند یاد نہ ہو۔

۲۷

## بی بی نانی

آپ کا مرار بولال اہلابل ذوریں میں می می بل کے جموی سرے ر  
 دانی کے سرے واقع ہے۔ رابیوں حامد موس اور دوسرے رثریق ربارب کے سے  
 تے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کی صاحبہ اور عامہ حاورں تھیں۔ مدنی روایت کے  
 مطابق آپ کے والد کا نام یا علی تھا۔

کہا جاتا ہے ایک مرتبہ ان کے چائی نہیں حارے تھے۔ راستے میں  
 زرشنی ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ آپ کو بے غرق کا خطرہ لاحق ہو۔  
 نارگاہ حداوندی میں دعا کی جو منظور ہو گئی اور آپ کھجوری گاؤں سے دو  
 میل کے فاصلے زمین میں غائب ہو گئے۔ وہیں پانی کا ایک چشمہ ہے جو  
 آپ کی روحانی قوت کا مظہر بتایا جاتا ہے۔ آپ ابر غائب<sup>۲</sup> کے نام سے مشہور  
 ہیں۔

۱۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزٹیر۔ جلد چہارم، چہارم الف، بولال حاجی۔ تراہی  
 ۱۹۰۶ء ص ۳۷۲ میں پگلاخ میں دیوی کے مرار کے بارے میں حو  
 سہادیوں میں بی بی نانی مشہور ہے، لکھتا ہے "یہ مسکن ہے نہ مساحیوں  
 نے نانیا Nania کا مہرہ ام محفوظ کیا ہو جو قدیم اہل فارس اور باختریوں  
 کی دیوی تھی اور ہم سکڑوں کے درمیں اس سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔"

۲۔ کچھی کے اہل بنود اسے مہادیو سمجھتے ہیں۔ رباوے اسٹیشن آب گم سے  
 کھجوری سات میل دور ہے۔



بتوراما کے ۱۳ نومبر ۱۸۷۱ء کے روز کی ڈائری میں لکھا ہے۔  
 ۱۶ دسمبر - میں دف - اسوہ - ۲۰ میں - صبح سوچ ہوا - اس جگہ سے مقاصد  
 ۸ میل کوئٹہ روڈ پر ایک قبر موحود ہے جس کو وی نانی بولتے ہیں -  
 وحدہ - میں کی یہ ہے کہ ایک عورت سید راہی تھی - وہ ایک عورت  
 خدا پرست تھی - اس نے اپنی تمام عمر سادگی میں بسر کی - سادی بہ کڑی تھی - کسی  
 مرد یا معنوں نے اس کی عصمت میں جس ڈالنے کے واسطے نیت بحرمانہ کے ساتھ  
 اس پر حملہ کیا - اس عورت نے جو سہ اور بے وسوسہ تھی اور کوئی چارہ  
 نہ دیکھ کر خدا سے دعا مانگی اور کہا کہ اے زمین و آسمان کو راسخ دے  
 کہ میں قبرے میں گھسی جاؤں جس سے میری عصمت میں فساد نہ آوے -  
 زمین نے راستہ دیا، وہ اس میں داخل ہوئی - اس موقع پر وہ ساری تھی - لوگ اس  
 قبر پر دعا مانگتے ہیں اور جس کی مراد برقی ہے وہ اس جگہ پر تسمہ نان  
 کرتے ہیں - اس سبب سے وی نانی یعنی بی بی نان والی مشہور ہو گئی ہے -

وی نانی ۵ روضہ اگرچہ مانی کے ... دے واقع ہے پھر بھی بارش کے  
 زمانہ مانی سے محفوظ ہے اور وی نانی سے بہت دور رہتا ہے - مانی کے پہاڑ کی  
 تندی اور نقصان کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ برٹش حکومت نے اپنے  
 دور میں یہاں آمدورفت کی حصر حب بھی نہ تعمیر کرنے کی کوشش کی تو  
 ناکامی ہوئی - مگر اب کہ سرازیر ہو رہا ہے اگر کسی عرصہ نہ آئے  
 تھے - آپ کے روضہ مبارک سے بہت سی کراہتیں منسوب ہیں -

حسب عبد الرحمان براہوئی کے ایک وعدہ کیا ہے ... ان کے مانا جان  
 مرحومہ ایک بار نانی کے بحرام کوئٹہ آئے تھے - حسب وی نانی کے قریب  
 پہنچے تو وہاں تمام گدا - گوروا - وں نے کہا ... یہاں وی نانی کے لئے  
 حسب دستور حیرات بردس - وہ ... مائے اور کہا کہ ... روز روز خراب کی رات  
 بکرا اٹھا ہوں - بات ہوئی گزر گئی - رات کر رہے کے بعد صبح نہ دیکھ کر  
 حیران رہ گئے کہ اونٹ غائب ہے - ادھر بہت چلا ... پھر بھی موحود  
 نہیں - تین روز تک ہر سو تلاش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی -

آخر احساس ہوا کہ ہم نے خیرات نہیں کی - فوراً ایک ٹیلا ذبیح کیا  
 اور انہی گوشت تقسیم کر کے فارع سوئے سی جئے ... اب ایک ٹیلے کی اوٹ

یہ میں گدا - مرید کو - اس کے بعد پھڑس ایک دوسرے واقعے کے قریب حری سوئی ہاتھ آئیں - ان پھڑوں کے رموز میں چھ پھڑیں ایک ور محض غی شمر نامی کی نہیں ہو گم نہ ہوئی صرف آب کے نانا کی پھڑیں گم ہوئی تھیں -

لُوجک لوگ اسی فصل میں سے گندہ کا ایک مخصوص حصہ (ایک پیر پھنکے) ایک کی زمین سے تقریباً ۸ کسد) فی نای کے سرار کے لیے مخصوص کر دنا کرتے تھے اور سون حو وصولی ہوتی اس سے پھڑیں خریدی جاتی تھیں جنہیں اس وقت ذبح کیا جانا جب کا۔ سڑوں کا ایک گروہ ہمازی مانے کی سب سے کے لیے روانہ ہوتا تھا - عرصہ ۱۸۹۵ء سے ۱۹۰۰ء پرانی ختم کر دی گئی - وسی لوگ نہ کہتے ہیں کہ اسی کے سطح میں فی نای کے نائے میں نای کی کئی واقعہ ہوئی ہے - ( دیکھیں " نانی کا مقبرہ " اور " غائب پیر " )

## ۲۸

### بی بی ہارو اتنا

نہ حاجوں عمر بھر نسواری رہیں - تمام عمر طاعت و زہد میں گری - پر وقت ذکر الہی میں مگن رہتیں - ان سے کئی ایک کرامتیں منسوب ہیں - نری کچھ میں وڑی بھی مسمے نے انہیں کچھ زمیں سے عورت دی تھیں جو ح ج ایک بارو اتنا کے اپنے مسمے تہا نری کے قبضے میں ہیں - انہوں نے موت کے وقت نہ وصیت فرمائی تھی کہ وہ مسمے کسی ایسی جگہ دفن کیا جائے ، جہاں سے وڑیجیوں کے دشمنوں کا تر رہا ہے ، اس کے ساتھ ہی آب سے ایسی قوم نو یقین دلایا کہ تمہارے دشمن وہاں سے بھر نہیں آئیں گے اور اگر آئے تھی تو نقصان اٹھا کر لوٹیں گے - حناغہ ان کی وصیت کے مطابق آب نو حوریر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حار میں دوڑ والی کے مہری کنارے پر سپرد خاں کیا گیا -

کہتے ہیں کہ آج سے ایک صدی میں ڈیڑھ ہزار ڈومڑوں (سجاولی کے باشندے) نے وٹرجیوں پر حملہ کیا اور ان کے موسیٰ لے کر فرار ہو گئے۔ دو سو وٹرجیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ واری (جو اب 'بارو' نام سے پکارا جاتا ہے) پہنچے، ان کے مراڑ پر حاضری دی، کامرو کی دعا مانگی۔ اس کے بعد وہ اپنے موسیٰ لے کر واپس آئے میں کامساب سونے وز دشمن ان کو نقصان نہ پہنچا سکے اور آج تک نہ رو۔ اب مسہور ہے کہ وٹرجی، ڈومڑ پر طاقت میں فوقیت رکھتے ہیں۔

ایک اور روایت مسہور ہے کہ وٹرجی وز ڈومڑ نبرد آزما تھے، ڈومڑ بارہ انا کی ولایت کے مکر خیز، انہوں نے آپ کو برا بھلا کہا اور ان کی برائی کو جھٹلاتا، انہوں نے کسب کی۔ کل احتار کی وز فصا میں پرواز کر کے ڈومڑوں کے سر پر متلانے لگیں۔ تین وٹرجی چرواہوں نے ان ڈومڑوں سے لڑائی کی اور انہیں مار ڈالا۔ لہتے میں آئے، اس واقعے کے بعد ڈومڑ قبیلہ بھی ان کی ولایت کا اقرار کر گیا۔

## بی بی نیک زن

ان زمرہ فلاں میں ہے۔ ان کے حالات معلوم نہیں جاسا۔ لہذا کہا جاتا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ وہ رات کے درانے تھے، یہ مسافروں کی حال و عبرت محفوظ تھی۔ اب اسی صدی کی معروف عائدہ خاؤن نہیں، مگر یہ جی نہیں آتا جاسکتا کہ وہ فلاں ہی کی ہیں یا نہ۔ یہی صاحبہ کے مراڑ پر جا کر دعا مانگا، اونے کسے کے کٹے کے لیے آکسیر ہے اور کوئی مریض نامراد نہیں ہو سکتا۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ اسے سویر کے ساتھ ملاں سم کی طرف جا رہی تھیں ، اچانک چند مسافر ڈاٹوؤں نے ان پر حملہ کر دیا ۔ چوں نے حد سے التجا کی "کہہ میں صلعمہ کہہ کر لیکن "اب بھری میں سے ہوں ، اللہ ہی میری مدد و ناموس دے تو یہی محتاط ہے ، حضرت بھد صلعمہ کے طفل ہمیں ان مسافر لوں کے ہاتھوں قید ، دہائی اور ادب سے بچا۔ " دہا مستجاب ہوئی اور سال نوی زمین میں اتر گئے ، وہیں لوگوں نے ان کا ہزار تعمیر کیا ۔

۳۵

### حضرت بھرچونڈی شریف

حضرت ذیح ، مشائخ عبدالرحمنؒ کا روحانی اثر بدوحدان میں چلی ۔ آپ کا آستانہ مبارک میکانگی روڈ کوئٹہ پر موجود ہے ۔ آپ کے ایک خاص مرید جناب محمد امین خاں کھوسہ (المتوفی ۵ دسمبر ۱۹۷۳ء) تھے ۔ وہ لکھتے ہیں :  
 "تمہارے حریف صلیب صلیب ڈوبے گا۔"

۔ وہ حضرت راجی سر ہیں اور ۔ میں رسمی سر ۔ سول ۔ ۔ ۔ آپ نے اویس حفظہ دار و میرے دل میں خیر ۔ ۔ سول ۔ ۔ میں آپ "فو آؤا" کر اسے پاس لے آؤں ۔ میں حدیث میں سرحد تک "رہو" نہ ۔ کوئٹہ سمیعے کی حاروں میں مصروف ہو گیا ۔ اب سر کی صراحت ۔ چوں لٹی کہ آپ کے ہی صلعمہ سے اظہار بھرچونڈی ۔ صلیب صلیب ۔ میرے ہاتھ سمیعے والا ہوا ۔

سادہ ۔ ۔ میں ایک ٹوٹے ہوئے صلعمہ

والے سادے سر ۔ ۔ سوئے ہوئے صلعمہ

میرے حوں دے ایک ایک نظرہ میرے حضرت کے وہ ہر وحدہ کرنا ہے ۔ میرے بدن کا ایک ایک بال ان کے حضور میں سرسعود رہتا ہے ۔"

۱ ۔ جناب محمد امین خاں کھوسہ ۵ حضراتہ المعروف کے نام مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء

## بابک صاحب

بابک صاحب نامی ایک سرگند ذکر یہی آج ہے۔ اسی نام کے ایک اور سرگند جن کا معنی سویرنی حمرہ بنی سرور جس کا اثر اعلیٰ سے ہے، ازالہ علاقہ تھل چٹالی تحصیل دکی ضلع نورانی میں دفن ہیں۔

## بابک نیکہ

علاقہ سری ماں اعداف آں فورٹ سندھ کے ایک ہزار کے نام میں ان کا مزار ہے۔ صاحب کی بھی کی ولادت ہے۔ ان کے ایک بھائی رہاں سکند بھی صاحب نسب و شرافت ہیں اور ان کے مزار کے مہو میں دفن ہیں۔

## باشہید نیکہ

سرور خیل دکن کی ملازمت میں سے معزز نہیں ہیں۔ ہرمانی صبح سبھی میں جولائی قبرستان میں ان کا مزار ہے۔

## بالخواری نیکہ

سبحاوی سے دہ میں کے صاحب نے دہ کوئی نامی گاؤں میں ان کا مقبرہ ہے ۔  
 یہ بھی سید ہے ۔ ان کے بارے میں عموماً اصناف شعر میں ایک غمازہ  
 ملتا ہے ۔

ورسید میرے بالبخواری

کونان خلاص کے لداپیشی

۔ حمد ہے ، بخواری صاحب کو پیشی (مقدمہ) سے چھٹکرا دینے  
 کے لیے اس کی مدد سے ہے ۔

## بڑمکو ، موسیٰ جان

ان کے بارے میں روایت مشہور ہے کہ یہ ساق معشوق تھے ۔ عین ترین  
 نوہ سے تھے ۔ ہر لائق صبیح سی کے جو لئی اسی گاؤں میں ، یک دوسرے کے  
 پاس پاس ان کی قبریں ہیں ۔ اب یہ حصن مراد کے نیچے حاکم ہوئے ہیں ۔

۱۔ مزارات ۔ سیال کاکڑ ۔ کوٹہ ۳۹۷۳ء ص ۵۹

۲۔ غمازہ ، سب کے عوامی اصناف شعر میں سے ایک ہے ۔ اس میں دو ہی صورتیں ہوتی ہیں ۔  
 و سرفہ مصرعے ہوتے ہیں ، عموماً ایک مصرع آٹھ سلاہ (لٹا نو سکوب  
 زبان کے حساب سے ہر کلام ، جسے آٹھ سلاہ (لٹا نو سکوب) پر  
 مشتمل ہوتا ہے ۔

## م نیکہ

۵۰ سسوں سے کہ ۔۔۔ جڑک ۔۔۔ ان حصوں میں کے چنے سالاب کے اس  
بڑی ڈھیری کے اوپر دفن ہے ۔

## بولی بلند

روہ ہے کہ ۔۔۔ سسوں سے ۔۔۔ کہ ۔۔۔ مہار کی مہار حوت  
تر ان کہ مزار ہے ۔

## بہاولان

علاقہ سری ہنگام کہان میں ان کا مقبرہ ہے ۔ مہر بہاولان کی قبر  
نہی ہے ۔

## بہلول نیکہ

کہ ۔۔۔ سسوں سے کہ ۔۔۔ مہار کی مہار حوت ۔۔۔ مہار سے ہیں ۔ قلعدہ سے اللہ حوت روہ ہے  
دشت مرغہ میں ان کا مزار ہے ۔

## بی بی سقی

کوئلہ شہر کے کلسی قبرستان میں ان کا مقبرہ ہے۔

## بی بی نازو

ان کا مرنے کا سال ۱۸۸۰ء میں تھا۔ ان کے جسم پر کلسی قبرستان میں ایک قبر ہے۔ ان کے جسم پر کلسی قبرستان میں ایک قبر ہے۔ ان کے جسم پر کلسی قبرستان میں ایک قبر ہے۔

## بیدار نیکہ

نعمت پوری صلیح اور لائی کے علاقہ موڑہلی کے گاؤں بینگہ میں دی ہیں۔

## پیر پنچجہ

نوشہ سے سقی حیات ہوئے۔ سوس میں ہر ایک حیات واقع ہے جو  
 جمعہ (۱۸۸۰ء) کے درجہ سے متصل ہے۔ اس چٹان کے ایک ٹھہر پر دو  
 ناؤں کے سال ہیں اور ایک سر میں سورج ہے جو سرے کا بتاتے ہیں۔  
 سال ہی گھوڑے کے سسوں کے اشار ہو ہیں۔



کہا جاتا ہے کہ نہ اون کے سوا حضرت علیؑ نہ وجہہ کے ہیں۔  
نیرہ اور گھوڑا بھی ان سے ہی منسوب تھا۔ راموں کی وقت فوقتاً نقل مکانی  
کے وقت اس یادگار پر جانوروں کی برائی دے رہے ہیں۔ دوسرے مردوں کی طرح  
یہاں بھی عجاویر موجود ہے۔

## ۴۴

## پہلوان بابا

پہلوان بابا۔ رعب کے بابت اور صاحب کشف و کرم بزرگ تھے۔  
زینس کورس (پندہ)۔ روئے کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر عبادت کیا  
کرتے تھے، جہاں ان کی ولادت ہوئی۔ ان کا نام تھا۔ ان کے سوا کوئی  
سے فیضان حاصل کیا۔ فرمایا کرتے تھے: ”بیشم دوست (اللہ) سے مانگو جو  
دیتے ہوئے تھکتا نہیں۔“

پہلوان ان کا وصی ہے۔ وہ اس طرح ہر ایک باراجوں سے ک  
ہے بڑی رعب کی ہی جس کی وجہ سے بزرگ ان کے ہاں آئے تھے۔  
ان کا انتقال ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے۔

## ۴۵

## پیر بخاری

آپ سحرابی سے سدرہ میں کے ناصیہ پر ہونے کے مقام پر دامن ہیں۔  
ویرجی آپ سے بڑی عفتیت رہتے ہیں۔ وہ ہے کہ وہی ہادی کے ہاں کو  
آپ نے دودھ میں سدیل کر دیا تھا، جس کی وجہ یوزی وادی (نوی) (دودھ) کے  
نام سے موسوم ہو گئی۔

## پیراک پیر

آپ مری قلعے کے ولی ہیں۔ سبھی عصم میں آپ کا مزار ہے۔

## پیر حسن

حضرت سید نبی اللہ میں آپ کا مزار ہے۔ ماہ اکتوبر میں یہاں میلہ لگتا ہے۔ سندھ کے لوگ بھی سیر کرتے ہوئے یہاں آتے ہیں۔

## پیر گدر

مزار گدر لہو میں ہے۔ ہر سال جہادی الثانی کے مہینے میں حرس ہوتا ہے۔

## پیر میران

آپ ویندر لہو میں دفن ہیں۔ ہر سال جہادی الثانی میں یہاں میلہ لگتا ہے۔



۵۲

### پایو نیکہ

آپ کا مزار مرعہ پیر زئی ضلع زوب کے قریب کڈوں سرہ غورگد میں ہے ۔  
آپ شہباز زئی قادیان سنزراخیل کا کڈ ہیں ۔

۵۳

### پلوا نیکہ

آپ ضلع زوب کے علاقہ پھرائی کے کڈوں مغل ٹوٹ میں دفن ہیں ۔

۵۴

### پیر پلی والا

علی جان سالا رانی تحصیل بار کھان میں آپ کا مزار ہے ۔

۵۵

### پیر نوهن

سمرہ منگور میں ہے ۔ نام رب دسا اور نوم سوہانی بلوچ ہے ۔ دوالحج میں  
مزار پر میلہ لگتا ہے ۔

۵۶

### پیر منگلو والا

آپ کا مزار تھہری تحصیل بار کھان ضلع لورالائی میں ہے ۔

## حضرت میان تاج مہد

آپ حضرت میان مہد حسن کے چھوٹے بیٹے تھے۔ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں حب اچھی رسالہ 'اثام حق' پڑھتے تھے، ایک روز اونٹ نر سوار ہوئے اور اس کو دوڑاتے لگے۔ اس اثنا میں آپ کے والد یزدگوار کی نظر آپ پر پڑی، سہمہ کی اور فرمایا: "میری بھلی 'ت' نر امار"۔ بعد میں مسورہ ار کے اب نو عہد میں کے حصول کے لیے لٹدہ بیع دیا۔ وہاں تارہ سال رہے۔ علم میں دو سو ویر محبت سے حاصل کیا۔ لٹدہ سہر میں قیام کے دوران آپ کے سارے اخراجات نائب مہد حسن ویر نائب مہد اس جو میان صاحب آکلان کے مرید تھے، کے ذمے تھے۔

آپ علوم مروجہ درس سے بہرہ ور ہو کر گھر لوٹے۔ چند سال تک اشعار اور اسباق کے ساتھ مدرس میں مصروف رہے۔ رب کے وقت سے والد محترم سے فوض ناطنی حاصل کرتے ہوئے تمام منازل فقر طے کیں۔ آپ زمینداری کے کام میں بھی خوب دلچسپی لیتے تھے۔

آپ سے تلاوت قرآن مجید، درود ویر - لاس العجرب کے مطالعہ اما معمول بنائے رکھا۔ آپ منازل میر ویر مقامات سنوٹ میں اس قدر کمال تھے کہ آپ کے پڑے جاتی میان علامہ حیدر صاحب نے کئی دفعہ مریداں خاص کی محفل میں لہلہ ہوا کہ میان تاج مہد فقر کے درجہ و مقامات میں مجھ سے نیس نیس ہیں۔ اسی لیے میان علامہ حیدر کی زندگی میں تمام درجہ و زمرہ اور عام مرید آپ کی اسی طرح معتمد و کثیرہ کرتے تھے جسے میان علامہ حیدر کے لیے ملحوظ رکھتے تھے۔ میان علامہ حیدر صاحب سے اسی عمر کے آخری حصے میں انیس کاروبار اور تمام امور آپ کے سپرد کر دیے تھے۔

آپ کی وفات کے بعد ایک دن میر عبدالکریہ خان رئیسای عرب کے لیے کشار سریف پہنچا۔ دعا اور فائدہ کے لیے حلقہ میں گیا۔ آپ کی تربت سے ذکر اور 'ہو' کی آواز چند دفعہ آئی۔ تربت جہنم میں آئی اور سب لوگوں پر وجد و مستی کی حالت طاری ہو گئی۔

ایک نار آب بعض مریموں کی دعوت پر بھاگ بسریف لے گئے۔ وہاں  
موسیٰ ملا احمد سے ایک قصہ پرداز۔ جس محمد حیات لوہار کو سکھایا کہ جاؤ  
میاں صاحب سے نصیحت و ارشاد حاصل کرو۔ ایک ہی سوجہ سے نصف الصور اور  
کشف القلوب کے حصول کی درخواست کرنا۔

محمد حیات، میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہتا کہ مجھے مرید کر  
لے دیجئے اور ایسی سوجہ فرمائیے کہ ایک ہی دفعہ نصف الصور اور کشف القلوب  
حاصل کر لوں۔

آپ تو یہ بات سبب ناگوار کر رہی۔ فرمایا کہ ن مراد تو اسے سکھانے  
والے سے سیکھو اور یہاں سے چلے جاؤ۔

نار کی خدمت۔ دیکھتے وہ جس سوزے عرصہ میں سچوں اور مسیوٹ العف  
سو گیا۔ چنے کڑیوں کے ساتھ دھبی ادھر دھبی مارا مارا چرنا  
ہوا۔

صاحبزادہ مولوی محمد حسن فرماتے ہیں کہ وہ جس مجھے لہی نار ملا  
اور کہتا تھا کہ تمہارے واسے برر گوار کی مدد دعا سے در بدر اور حد بسر  
ہوا ہوں۔

ایک بار اب ہمایوں بسریف لے گئے۔ وہاں چند روز تمام فرمایا۔ چند سعید ۵  
دن رہا، محفل آرائی ہوئی۔ گنگو کے دوران حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی  
کا ذکر آیا۔ مولانا ہمایوں نے کہا کہ ایک مرید حضرت خواجہ صاحب  
کی مجلس میں ہوا تو یہی تھی۔ فواہوں نے جب یہ شعر پڑھا :

کشتگان خنجر تسلیم را

بر زمان از غیب جان دیگر است

تو خواجہ صاحب کی حالت شعر ہو گئی۔ پہلے مصرعہ رات کی روح بدن سے  
نکل جای تھی اور دوسرے بر واس آفاق ہوئی۔ فواہوں نے جیسی دفعہ  
یہ شعر پڑھا، اتنی ہی دفعہ یہ حالت رونما ہوئی۔

اس گنگو سے میاں ناچ محمد بر اس قدر شدید حالت وجد طاری ہوئی کہ  
وہ چارنائی سے نیچے گر پڑے اور یہ کفیب دیر تک رہی۔ حتیٰ کہ

مولانا پھانوس کے دل میں خوف نہ ہوا کہ مبادا آپ کی روح بھی پرواز کر جائے اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

دوسری مرتبہ شہر - ریف میں مولوی مہاں محمد ہاشم اور میاں جی علی شیر اب کی مجلس میں موجود تھے۔ حسب سلطان العارفين سلطان بابو کے ملاحظہ و خطاب دائرہ چل رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ آج آپ نے اپنی کتاب 'شمس العارفين' میں لکھا ہے کہ جو بھی آسمان پر ایک دروازہ ہے، اس پر حار و سرسے معین ہیں جس کی شکل تیر کی سی ہے۔ دو دروازے کے ایک طرف اور دو دوسری جانب اسے ہاتھوں میں نگے عوارس لیے چہرے ہیں جب سائیک وہاں پہنچتا ہے تو فرسے اس سے کہتے ہیں کہ اگر غاصب صاف ہو گا تو اس سے عقل پر رنج ہو گا اور یہی مقام فنا فی اللہ ہے۔

اس لکھنؤ کے دوران سلطان ماجد صاحب پر وحد و مسمیٰ کی حالت وارد ہوئی اور جارتاں سے بچے گھر آئے۔ ایسا معنوی ہونا تھا کہ کونا روح دل سے پرواز کر گئی ہے۔ ایک ٹوٹنے کے بعد بوس میں آئے۔

گھر آئے تو آپ کے فرزند محمد مولوی محمد حسن سے وجہ و مسمیٰ کا حال پوچھا تو اسے لگے کہ یہ مقدمہ قصر اللہ مبارک و عالیٰ معنی والد پر گوار مرحومہ و معنوی میان محمد حسن کی زندگی میں حاصل تھا مگر خوف کے مارے نہ خیال دیں میں نہیں آئے دینا چاہتا کہ مبادا طائر روح نفس عصری سے پرواز کر جائے۔

آج کے بخار و سہج کے حارصے سے سہ سہ ۷ ماہ صفر المظفر ۱۳۱۱ھ/۱۹۲۲ء نو وفات ہوئی۔ ہمیں ہیں کہ صبح کے وقت جبکہ آپ کی وفات کی کھڑی درجہ تھی، آپ کے چہرے اور سینہ پر سوری لڑیں نمودار ہوئی تھیں اور عام بال ذکر کے لیے متحرک ہو گئے تھے۔

وفات وصال میں رولہ پیدا ہوا تھا اور مسجد کے قریب اس حجرے کی ایک دیوار بھی کر ٹوٹی تھی جس میں بیٹھ کر آپ چلہ نشی لیا کرتے تھے۔

مولوی بہاء الدین نے جو قطعہ اریخ وفات لکھا تھا، اس کا پہلا اور

آخری دو شعر یہ ہیں :

شہ ممالک عرفان میں مدارج وجد  
بنام تاج محمد دلیل راہ حقیق  
قدم نہاد بیعت غریق رحمت حق  
زدست ساق کوثر کشیدہ جامِ وحیق  
غریق رحمت حق دید چون سروش اورا  
سن وصال بحقیق بکفت نیز "غریق"  
۸۱۳۱۰

پیر میاں صدرالدین شاہ جیلانی نے فرمایا تھا :

جسب ساح محمد از ن حیاں فانی  
روان بسوی ما سا دل مسور شد  
حواس روسی از مقدس سب ترش  
از ک سب "نحراج حیاں" مقرر شد  
۸۱۳۱۰

میاں تاج محمد نے اپنی قوم کے میاں محمد عالمہ ساں گھوٹکی کی دختر سے پہلی شادی کی تھی ، جس کے بعد سے صاحبزادہ مولوی میاں محمد حسن اور میاں محمد بناہ پیدا ہوئے۔ دوسری شادی اسے محمد راہہ ماں علامہ محمد کی لڑکی سے کی ، جس کے بطن سے میاں محمد شریف پیدا ہوئے۔

۵۸

### نور تارہ ژان

یہ چھ بھائی ہیں جو سابد ناز قبیلے سے ہیں۔ ان کے مراواں کی نو حصار کی ایک مسجد میں ہیں۔

۵۹

### نور لال خان

ان کے والد کا نام کرہ ناغ ہے۔ آپ کا کاؤنی سید ہیں۔ ان کا مقبرہ تحصیل پشین کے حرم زئی گاؤں میں ہے۔



### تنز حیلر پر

آب کا مزار کلی شہرین تحصیل سٹعاوی صبح لورالائی میں ہے ۔

### نور ناصر

نور ناصر شاہد آب کا نام ہیں بلکہ آپ ناصر قوم کی تور شاخ سے مناسبت کی بنا پر اس نام سے مشہور ہوئے ہیں ۔ آب کا سرور کوئٹہ تحصیل کے مقام شیخ مائندہ میں ہے ۔

### تور نیکہ

آب ہمدو ناع کے اصرف و آساف میں کہیں دہر ہیں ۔ اسی نام کا ایک مزار بھی در لئی تحصیل پوری صبح ویرانی میں جی ہے ۔ پھر سہس سائن روانت کرتے ہیں کہ ان کا نعلی گروٹی ندے زو سنرخس کا کڑ سے ہے ۔ درگٹی کے قریبی پہاڑ کے دامن میں موجود نور مسجد اجی کے نام سے موسوم ہے ۔

### تبار غازی

آب کا اصلی نام اسرائیل اسمین جا ۔ ۲۰۰ سال پہلے آب اوج شریف سے بہاؤ نہات شریف لائے تھے ۔ لفظ "تبار" چونکہ ہر وقت آب کی زبان پر رہتا تھا اس لیے تبار غازی کہلائے ۔

## نارو شیخ

آپ کا مرار مرعران وادی تحصیل مسلمہ باغ ضلع ژوب میں ہے۔ سرگز قوم آپ کا بے حد احترام کرتی ہے۔

## قرین نیکہ ملا

آپ کدے ری سزرحدی کاندز ہیں۔ مرار وراٹائی سے کٹھ میں کے فاصلے پر مشرق کی جانب درگی گاؤں میں ہے۔

## نماز نیکہ

کرتی سزرخس کاندز ہیں۔ رڈ گاؤں تحصیل پوری ضلع اوراٹائی میں دفن ہیں۔

## حضرت شیخ نقی

آپ شیخ دیوار کے کھراے چن ہیں اور عی ری دراوی ہیں۔ مقامی لوگ آپ کو شیخ کفئے کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کئی شبخان (مستونگ) میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کی شخصیت بڑی پر جلال تھی۔

دو صدی میں کی روایت ہے کہ آپ کسی بزرگ سے مصروف گفتگو  
 تھے۔ اندھا ایک کسی ناب بر آپ راگتھہ سو گئے۔ فرات ہی ایک دیوار  
 ہی اس پر سوار ہو کر آئے چلنے کا حکم دیا۔ دیوار چلے آئی، جسے چلے  
 ایک نر سانپ سامنے آتا۔ آپ نے آتے ہی اٹھا لیا۔ صبح لو کھیتوں کی  
 طرف جانے والے کسانوں نے ایک بزرگ کو حنی دیور پر سوار اور ہاتھ میں  
 سانپ لٹکاتے دیکھا سو گومر گئے۔ دیور کے عالم میں اب کو خدا کا واسطہ  
 دے کر راتیں کی درخواست کی جسے آپ رٹ گئے۔ وہ دیور آج تک آپ کے  
 دربار کے احاطے میں بھری ہے۔ جس حکمران نے آپ سے دعا مانگا تھا، وہاں  
 جی لوگوں سے بھر رہا ہے جس میں ہر شخص منہ کی بے حرمتی نہ ہو۔

دوسرے کے قصاب حنی دیور میں آتا کہ ہزار منہ بند ہو گیا۔ مگر نہ  
 دیوار سلامت رہی اور اس دیوار میں وہ سانپ ابھی تک رہتا ہے۔ مگر کسی  
 نہ نقصان میں نہ آتا۔ صرف میں وہ جاتا ہے جس کوئی رات ہزار کے احاطے  
 میں کوئی وحش نہ رہتا ہے۔ سر زور کے ارد گرد گھوم کر واپس اپنے بل میں  
 چلا جاتا ہے۔

دوسرے ایک حکمران آپ سے کہتے تھے وہاں جنگلی ہسے کا ہودا آگ  
 لگا چکا ہے اور آج ہر دو صدیوں کے بعد بھی وہ برا بھرا ہے۔ ایک اور روایت  
 ہے کہ ۳۰۰ مئی ۱۹۳۰ء کی رات کو عشا کی نماز کے بعد اسی درخت کے  
 نیچے ایک سید زور بزرگ نے دو تین بار زور زور سے کہا کہ  
 "نو لو ہونسا رہا، آج کی رات خطرناک ہے، اندر نہ سونا بلکہ صحن میں  
 سونا۔" کچھ لوگوں نے سر۔ عمل کیا اور کچھ لوگ سردی کے خوف سے  
 اندر ہی لیٹے رہے۔ جس حکمران سے یہ خبر آئی۔ صبح لوگوں کو یقین  
 ہو گیا کہ وہ وقت سے پہلے خطرے سے نہ گزرے۔ اسی بزرگ۔ صبح نقی سی  
 تھے۔

دیوار پر سوار ہی کے وہاں اب رہتے، وہاں لوگوں نے بوجھا لیا کہ  
 ہون ساگوں ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ شیخ کا گاؤں ہے۔ اسی وقت سے  
 اس گاؤں کا نام دی سخاں ہے۔ جس آپ کا مرقہ بھی ہے۔

## (ملا) جان محمد کاکڑ

ملا جان محمد کاکڑ ضلع ژوب کے رہنے والے تھے۔ شاہ شجاع کے زمانے میں نہ قادر الکلام صوفی شاعر، تحصیل غلام کی خاطر انوں صوبہ سرحد گئے تھے اور وہاں انہوں نے حضرت ملا محمد عمر حاکمی کی مریدی اختیار کی تھی۔ اس کا ذکر انہوں نے اپنے اس نامی دیوان میں کیا ہے جو حافظ خان محمد کے کتب خانہ میں تھا۔ وہ خود لکھتے ہیں :-

عبد یعون اللہ تعالیٰ فی وہ احسن وقت مہجلی من ملا جان محمد  
نسختہ ہذا ۱۲۱۵ ق فی شہر ربیع الاول فی فصل نوروز  
تصنیف و کتابت از دست جان محمد شجاعت خواہ محمد و تعالیٰ احد  
در زمانہ شاہ شجاع در جماعت اخوند زادہ شیر محمد  
اوستاد قادر ملک بنوں ایام طالب علمی شاکرد او بودم  
در آن جا حضرت شیخ سلیمان سنکڑے - مہاد مذہب من  
حنفی و از تسل کاکڑ و ملک من ژوب -

۱۲۱۵-۱۲۱۶ء میں انہوں نے سی غریبات از مجموعہ ”احسن“ کے نام ردیف وار مرتب کیا تھا۔ ملا جان محمد کے اس ۱۵۳ صفحات اور تقریباً چار ہزار اشعار پر مشتمل قلمی دیوان کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے :-

ایدا و انتہا دی رب زما

آفرین دھر پیدا دی رب زما

ترجمہ :- ابتدا و انتہا میرے رب کے لیے ہے، ہر شے کی آفرین  
میرے خدا نے کی ہے۔

”حلیدین“ ابھی تک دیکھنے میں نہیں آتا اللہ اس مجموعے کے بارے میں  
خود انہوں نے ۱۲۱۵ء کے دیوان میں یہ اشعار کہے ہیں -

ماچہ دا دیوان تصنیف بعون اللہ کچھ  
 یو لیا بل پد حلیدین دی مسما  
 حلیدین پد یو کال بس وو تردا وراندی  
 پد تاریخ د فیرنگیشانو و سر

ترجمہ :- میں نے بعون اللہ پد دیوان لکھا ۔ اس کے علاوہ مسما ک اور  
 دیوان بھی ہے جو حلیدین سے مسما ہے ۔ حلیدین انگریزوں سے حلید کے  
 دوران اس تصنیف سے ایک سال قبل مرتب ہوا ۔  
 گان اغلب ہے کہ وہ تحصیل عالم کے بعد اپنے مرشد کے شریعت اور  
 تعلیمات کی تبلیغ کے لئے واسر رُوب آ گئے ہوں گے ۔ بلوچستان میں ان قلمی  
 نسخوں کا وجود اس گان کی بین دلیل ہے ۔

۶۹

### جان محمد ملا

سمل زی حمزہ زی سنزور خیل کا لڑکیں ۔ شوق حمزہ زی میں نورانی  
 بیت ۱۷ میں کے فاصلے پر دیں ۔

۷۵

### جلال خاک

آب کا مقبرہ لاجپور گلستان میں ہے ۔

۷۱

### جلال نیکہ

ب د میں درں میں سے ہے ۔ مددہ مع حصص ۔ نعل رُوب کے نعل  
 کمان کے قریب آب دیں ہیں ۔

## جلیل نیکہ

محسن نام کی ادبی جبرری کے قریب مشرق کی جانب ، سڑک کے کنارے آپ کا مزار ہے ۔ آپ سید ہیں ۔

## جنگل پیر

نرمک میں جنگل کے قریب جنوب میں آپ کا مقبرہ ہے ۔ کچھنی کے کھیری حادہ میں ہے ۔ یہاں کے نزدیک چاندی سب والوں میں ہے ۔

## جواند پیر

مہرناں سٹان تحصیل نار نہان ضلع لودرا ڈی میں آپ کا مزار ہے ۔

## جہاندا جوگیزی

آپ کا مقبرہ رائے ضلع روت میں ہے ۔

## جنگی نیکہ

کمی اور یاگی تحصیل پوری ضلع نورانی میں آب کا مزار ہے ۔

## جمعہ نانا

پورانی مورث سندن رود پر عربیہ دم میں کے مقام پر پورانی کڑہ  
کاؤں میں دہن ہیں ۔ آب - لار زنی حمیرہ زنی ستر حسن کا کڑہ ضلع سے ملے  
رکھتے ہیں ۔

## چتر پیر

بکٹی ضلع کے اس محترم پیر کا مزار دریائے حتر کے شہل میں اس مقام  
پر واقع ہے جہاں ستر پودوں اور دسی پھولوں کی رنگ آمیزی عجیب بہار  
دلائی ہے ۔ وہاں سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ نام دریا کی وجہ  
سے مشہور ہوا ہے یا بد ایک لقب ہے ۔

بکٹیوں میں نہ نام - مشہور ہے نہ ایک مریدہ پیر صاحب اسے دو  
رشتہ داروں کے ہمراہ نانی ساتھ لے کر سفر کر رہے تھے ۔ راستے میں وہ  
بھوک اور ساس سے حال نام ہو گئے ۔ جس پر پیر صاحب نے ان سے رہنمائی

اور مدد کی دعا مانگی۔ اُن سے وعدہ کیا گیا کہ اگر وہ اپنی جان کی قربانی دیں تو اُن کے رشتہ دار بخیر رہیں گے۔ ساتھ ہی اُن کو پہلے قسم کھانی ہوگی کہ اُن کا خاندان وہاں آباد ہوگا اور وہ کبھی منشی اسماء و دی میں آگئے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اُن لوگوں نے حقہ اقرار کیا اور پھر حشر نے اپنی جان کے بدلے اُن کو دروئے حشر کی شکل میں بنی دیا۔ پھر صاحب نے خان دے دی اور اپنی اُس کر بٹھریوں سے سو ابوا ایک دھارے کی صورت میں بھونٹ دیا۔ مزار کو ایک دھب جس جسٹس کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ ڈھلوں گاروں کے درمیان دروئے حشر۔ جو انداز میں کہیں سال درخموں کے زمیں وس ننوں سے اٹکھیلیاں کرنا ہوا مزار تک پہنچتا ہے۔

دروئے حشر کے بٹھریوں کی ایک حوٹی سی دیوار سے گھری ہوئی ہے۔ مزار کے پورے ساحلوں سے سفید کپڑے اور حشر گھٹیاں لٹھی ہوئی ہیں۔ گھوٹوں کی آواز آئے تو لوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہر حشر اپنی در سے باہر آ جائیں گے۔

## چریک پیر

ملک ممبر ماہر چریک۔ ن مزار ابری کلاک (چاروں) میں واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب یہ بزرگ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک منگولوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ہلاک کر دیا۔ جو دروئے کلاک کے دروازے پر پڑا۔ اُن کا جسد جس حد اچھا تھا وہاں اب اُن کا مزار واقع ہے۔ اس سے سنہ ۱۰۰۰ء کا حال ہے کہ صرف بڑوس کے علاقوں کے رہنے والوں کو مزار پر رات گزارنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

اس سے ملنے ہوئے میں کئی دوسرے مزار موجود ہیں جن میں "لنگر ملک" اس کوہ حوٹی کے سرے پر واقع ہے۔ "لنگر حلیقہ" اس کا لاگ میں، "در ملک" در ملک کی حوٹی ہے۔ "پیر پیر" ٹانٹا گر درے کے



قریب - "مک راسی" راسی دریا کے نزدیک - "سٹی سادی" جدوار درے میں - "مک عبیدار" سدھار ندی کے قریب - "مک کایاں" دساں دریا کے متصل اور "مک سرہ" سی نام کے راس میں واقع ہیں - یہ تمام لوگوں کی زیارت گاہیں ہیں - بکریاں بھینس وغیرہ نذرانے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں -

## ۸۵

### چلتن بابا

حس نام کے حالات نام کی کسر معلوم ہیں - ہزاروں سال پہلے مانجے ہیں اور حس نام کی حاندہ کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور حیرت لڑکے حصول مراد کے لیے دعا کرتے ہیں - یہی حاندہ حس نام میں واپس آئے چھاؤنی میں ہے -

روایت ہے کہ چلتن کا آتش فشاں ہزاروں سال پہلے در دھرم پھیل گیا - جب یہ سالہ تھا تو اس کے طوائف خوب سبب اور رزحہ تھے - اس علاقے میں ایک درویش جی رہا تھا - ایک رات سے سب کے درجے معلوم ہوا کہ اس درویش کی طرف سے وہ سبے حاندہ کے جاسس فرادہ ہوئے تھے اور اس پہاڑ کی طرف حاندہ - حاندہ نام سے ہوئے ہوئے حاندہ کو غصہ آیا اور اس درویش کو اس کے حکم صادر کیا - درویش نے دو سالہ جلا سو سے اسے تمام سوسوں کو سنی حاندہ میں ڈال دیا اور پتھر پر اٹھا کر حاندہ - جب سوسوں سے اسے گھبرائے میں سے اسے استفسار کیا تو درویش نے کہا کہ میں اسے دلا ہوں ، میرے سچے اور آگاہ ہیں - سارا پہاڑ جہاں مارا ، کوئی دوسرا فرد نہ ملا - درویش کی ولایت کا ان کو غلہ جانا ہی ، کہا کہ چادر میں آپ نے آدمی چھپائے ہیں - درویش نے ایک غار کے سامنے بیٹھ کر چادر چھلا دی - اس میں سرور تھے - درویش نے وہ سارے قریب غار میں چھپک دئے اور حاندہ جی غار میں روکوس ہو گیا - دھندلہ کی فوج ناکام لوٹی - شہر پر آفت نازل ہوئی - بادشاہ جی اس کا سکار ہوا ، لیکن درویش آج بھی اپنے خاندان کے چالیس فرادہ سمیت اسی پہاڑ میں موجود ہے - اسی لئے اسکا نام چہل تن (چلتن) پڑ گیا -

## چٹان پیر

تلاش کے مقامی سید ہیں اور یہیں دفن ہیں ، جس مقام پر آب سے اپنی کراست سے حشمہ جاری کیا تھا ۔ وہ آج بھی چشمہ کھلانا ہے ۔

## چمنجن نیکہ

نورالاقی سے سمرہ راسد روڈ پر ۵۰۰ مٹر کے مقام پر چمنجن نامی گاؤں میں اپ کا مزار ہے ۔

## مچو خوڑ دین نیکہ

نورالاقی سہر سے ۱۱ مٹر مشرق کی جانب ذلی گاؤں کے قریب شیورن میں مدیون ہیں ۔ آپ سفرخیل کا لڑکی مشہور ساخ لندے زنی سے ہیں ۔ آپ کو بچ خوڑدی بھی کہتے ہیں ۔

## چاند رام پیر

آپ کا مزار جھالاواں میں چھائی کے قریب چھانار کے مقام پر ہے ۔

## چار گل نیکہ

آبِ اہلِ دہانہ زنی سنو رحیل ۵ دیر ہیں اور ایک دیں محسن وری صاع نورانی  
میں آپ کا مقبرہ ہے ۔

## حاجی صاحب گٹ والے

آپ تحصیل بندو باغ ضلع ژوب میں ۔ ۱۰ ہونے ۔ اوائل عمر میں یہیں رہے ،  
مگر بعد میں کئی شہ خورہ چلے گئے ۔ آپ خویداد زنی سنو رحیل کا کڑا بھے ۔ آپ  
کا اصلی نام مولاداد ہے ۔ آپ کی وفات ۱۹۶۷ء میں ہوئی اور شہ خورہ میں آپ  
کو دفن کیا گیا ۔

آپ کے نارے میں ایک سب سے مسہور ہے جس کا ترجمہ حسب  
ذیل ہے ۔

رحمہ : حوالہ انہی ، مہار کے م سب سے ، ہیں نوحہ لال ہیں ،  
وطن اور چمن خالی ہو گئے ہیں ۔ خداوند عظیم و برتر کا  
کیا حکم ہوا ہے ؟

وہ احاجی صاحب گٹ والے ، ایک مو حیفہ تھے ، دوسرے  
حاجی تھے ، وہ حضرت محمد کے مسک برجسے والے  
تھے ، ظہر کے وقت بارش کے بعد انہوں نے انہی  
شیرینی روح حوالے کر دی ، اب اسے شہ خورہ میں  
دفن کیا ، خداوند عظیم و برتر کا کیا حکم ہوا ہے ۔

## حسن نیکہ

دماغ سر روشا اور علاقہ سرابی میں آوازہ سڑک کے قریب آپ ۵ مقبرہ ہے ۔  
حسن زئی چوہڑ خیل انہی کی اولاد سے ہیں ۔

## حسین باری

سارا وان میں چا دو کے قریب واروما میں دفن ہیں ۔

## حئی نیکہ

آل رحس ہیں ۔ سراز دراز رحصل بوری لورالائی ضلع میں ہے ۔

## حاجی صاحب

آب موہڑی حمہرہ زئی سزرخیں کا کٹر ہیں ۔ زالار علاقہ بھن چٹیاں تحصیل  
دکی ضلع لورالاق میں آپ کا مقبرہ ہے ۔



## شیخ حسن المعروف شیخ کٹہ متی زئی خلیل انصاری

شیخ کٹہ ابن شیخ یوسف ابن شیخ متی ابن عباس ابن عمر ابن خلیل ابن ابراہیم ابن شہاب الدین محمود ابن شمس الدین ابن خلیل ابن لقمان ابن خداداد ابن منصور ابن محمد ابن احمد بن جابر ابن ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ۵۷۸۸ھ مطابق ۱۳۸۶ء کی عصمت شخصیت تھے ۔ وہ شعر و ادب ، تاریخ و عرفان کے بلند مراتب پر ہی متمکن نہ تھے بلکہ اپنے وقت کے روحانی و باطنی استوار و غوث تھے ۔ حضرت خواجہ بھلی کبیر ، حضرت شیخ علی لوغوی اور خوشحال خان خٹک کے ہم عصر تھے ۔ شیخ کٹہ والشتان گئے تھے اور وہاں مقیم بھی رہے ۔ آپ نے ایک کتاب ”الرشوانیہ“ لکھی تھی جس میں سب سے بزرگان و مشاہیر کا تذکرہ ہے ۔

شیخ کٹہ نے تین شادیاں کی تھیں ۔ پہلی بیوی زئی زبیرہ معتمدی سے شیخ سلطان اور شیخ ثابت پیدا ہوئے ، دوسری بیوی سے ملک ناجی اور حاجی سلیمان اور تیسری بیوی سے شیخ محمود المعروف نہ شیخ مہی (جن کا نام تاریخ پشاور میں شیخ ملی لکھا گیا ہے) ۔

شیخ سلطان کے چار بیٹے تھے ۔ سب سے بڑے شیخ میرداد وہ جلیل قدر بزرگ تھے ، جن کی ولادت سب سے میرداد زئی کہلاتی ہے ، حضرت شیخ کٹہ کی سجادہ نشینی پہلے سلطان مابعد میرداد نے کی ۔

شیخ کٹہ کی والدہ محترمہ قوم زمند سے تھیں اور ان کا اسم گرامی زئی مراد غختہ تھا ۔ ان کے والد بزرگوار شیخ یوسف اپنے والد شیخ متی کے گدی نشین تھے ۔ شیخ کٹہ کے دو سگے بھائی شیخ کاکا اور شیخ بابا تھے ۔ مولائے بھائیوں میں یعقوب ، ایاس ، اجو اور ابو سعید تھے ۔ شیخ کٹہ کے دادا شیخ متی (شیخ محمود) قلات بابا کے نام سے معروف تھے جن کا مزار قلات علاقہ کی اچھی پہاڑی پر زیارت گاہ خاص و عام ہے ۔ آپ سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے حلیفہ تھے ۔ عالم و عارف اور پشتو زبان کے ادیب اور مورخ تھے ۔

## پیر حیدر شاہ

آب مریوں کے ایک مشہور نر ہیں۔ آب کا مرار عین کہاں کے باہر ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کے مراد کی خاک بیسے کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور اگر بسہ کسی کے پاس ہو تو وہ بیسے سے محفوظ رہتا ہے۔ یہاں سلوا اے۔ میتھسن کے ہاں کا حوالہ دینا بے موقع نہ ہوگا۔ وہ اپنی کتاب میں نوں رقمطراز ہیں ”کہاے کے بعد میں نے عین کہاں کے باہر تک معروف سرار تک جانے کی درخواست کی۔ درحقیقت یہ مری خصوصی دلچسپی کا باعث اس پیر حیدر شاہ کا مقبرہ تھا جس سے ایک مشہور صوفی کے طور پر میرا تعارف کرایا گیا تھا۔ ہم نے ایک وسیع قبرستان میں کئی قبروں کے درمیان جو چکنے سفید تھروں سے ڈھکی ہوئی ہیں، اس رستہ تلاش کیا۔ ایک قبر جو باقی سب قبروں سے بڑی تھی، سفید چادر سے موری احیاء کے ساتھ ڈھکی ہوئی تھی اور تھروں سے آتے اسی گروہ میں سے رکھا تھا۔ ہمیں ہر ساحوں کے حینڈ لگے ہوئے تھے۔ اچیں اہراتے ہوئے حینڈروں اور اونٹوں کی گھنٹیوں سے سجایا گیا تھا۔ ایک بوڑھا آدمی جسے مویا ہند کا عارضہ تھا اور عورتوں کا سا سر کوٹ پہنے ہوئے تھا، مجھ سے ایک سردار کے طور پر متعارف کرایا گیا: ”ہر کا متولی۔ فقیر گرین مری“۔ بہت سے نوحوان عزیز اور رشتہ دار چادریں سیدھی کرنے میں اس کی مدد کر رہے تھے۔ مٹر گشت کرنا ہوا ایک مقدس صورت شخص جو ایک کدو نما شے کشکول کے طور پر کئے میں لٹکائے ہوئے تھا، اس ساری کارروائی کا نگران تھا۔ جب فقیر نے پتھر صاف کر لیے اور چادروں کی سکنیں دور کر دیں تو خیر بخت مری نے مجھے بتایا کہ کس طرح پیر حیدر شاہ تقریباً دو سو سال پہلے اپنی والدہ، ایک طبیلچی اور مغنی جو ہر وقت آن کے پاس رہتا تھا، کے ساتھ یہاں پہنچے۔ اس وقت کہاں میں بیسے کی وبا پھیلی ہوئی

نہی۔ اس لیے میرے جد، سردار نے سر حیدر شاہ سے پوچھا کہ کیا وہ مسے کے علاج میں مدد دے سکتے ہیں۔ میرے کہنا میں ایسا ضرور کر سکا ہوں مگر سی، اپنی والدہ اور صحنی سبوں کی زندگیوں کے لیے۔ بہر صورت اگر میں نے ایسا کیا و سردار کو غم نہ آکر ہوگا کہ اس کے خدوں اور آئندہ سبوں کے فرائض کی بروں کی سمشہ دیکھ بھال کرے رہیں گے۔ اس وقت نونی بہن نے کرنے کو تیار نہ تھا کہ پیر میچ میچ مر جائے گا۔ میں نے انہوں نے میر کی شرط مان لی۔ کسی رات وہ اور اس کے دونوں ساتھی مر گئے۔ اس وقت سے ان کی بروں کی دیکھ بھال میرے اجداد اور رستم داروں کے ذمے رہی ہے۔ انہوں نے میرے کہنا کہ یہ دس گزین میرے ماموں ہیں۔ میں نے دوبارہ برائے کبروں اور پھٹی پرانی پگڑی پہنے، جوتے پہنے توڑھے نمی کو نہانی درخت سے دیکھا۔ سردار نے سب نام جاری نہیں ہوئے کہا کہ اس وقت سے میرا ہاں سو ہنسے ہیں مسلمان ہو۔ جس بچے سب سے اسی اور اسی حکم جانا پڑے جہاں کہ پیغمبر ہو سکتا ہو، میں ہمیشہ اس قبر کی ٹھوڑی سی سی اپنے بچاؤ کے لیے ضرور ساتھ لے جاتا ہوں۔ در حقیقت میں نے اب ہی چورس سی مٹی قبر سے اٹھائی ہے۔

میں نے کسی حد تک سدھڑ کر کہا کہ آپ کسی درخت کے سر سے مٹھی بھر حاکم حیرت بخش ما لسی اور کو کوئی ضرور مہجے سے خا سکتی ہے۔ مگر سینا یہ غنیدہ کہ کسی مرد درخت کی قبر کی ٹھوڑی سی مٹی لگتا آپ کو مختلف چیزوں سے نجانے گا، پورے بلوچستان کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے۔

ٹھوڑی دیر میں میری سردار نے ایک بگڑی اپنے کسی قبیلے والے سے مستعار لی اور پھر کے سر کے اس اپنے ماموں کے ساتھ تصویر کھجوانے سے پہلے وہ گزوں سفید کپڑا اپنے بالوں کے گرد لپیٹ لیا۔

## پیر حیدر نیکہ

تحصیل بسین ضلع کوئٹہ بشپ میں بہد خوسدل خان سے تقریباً دو مہ



پور آب کی حاضری ہے۔ آب ندری سسے کے سرک، حشہ غامہ اور  
 سبب سسہ و درست سرک ہے۔ آب کا نقص آج بھی ماری ہے۔

## حسین نیکہ

سب بچر جس قدروں میں سے ہے۔ سرر روت میں دہیانے سدھار کے  
 سرے واقع ہے۔ جس کے اور غرض میں سر حما، بارہ گر حور اور بن گز  
 افجا جھوسر ہے۔ اس کے نزدیک سب سے اور سرر بنی ہیں۔ سی جگہ ایک  
 لکھا سی دن سے حوت کا سنا جا۔ سسی وگوں کے س کے مضیق حب  
 ہوت آب سے مدھے تے جے وہ سنا جھوکا جا اور س کے جھوکے سے ان کی  
 مدد صابر ہوتی جی معنی ایک دن میں نو وہ یک بار جھوکا اور دو تے  
 نو دو مر۔ جھوکا۔

یک دفعہ سنا سنا جھوکا و اس کے مضیق میں آسوں کے سے کھانا  
 مار سنا سنا۔ لیکن آہی حار جیے۔ س سرک، ص ہونے اور سے سر ڈالا۔  
 مد میں معبود ہو کہ حار ساروں میں سے تین مسلمان تھے اور ایک ہندو،  
 جس نے فرما دی کہ میں آہی آب کو آب کا معنی سنا جا۔ حشہ آب نے  
 جسے نو دن تک رہا۔

دیگر ماہیوں کے علاوہ سبب جس آب کے سرر کی تری ہوسر کرنے ہیں۔ اس  
 خاندن کے دوسرے ہوگ اور۔ ص سیر کے دھسے پر سحر میں ستم  
 ہیں اور ناری ناری سرر کے سحر کی حشہ سے سنے، نص حکام دیے ہیں۔  
 انہیں ۶۶ ایکڑ زمین ملی ہوئی ہے جس کا یہ لہ معاف ہے۔

مقامی آبادی میں ان کی حد کر مہیں مسہور ہیں مثلاً دنگ جس میں  
 ندر کا گوسٹ رکھا جاتا ہے، آجی میں جرق معنی گوسٹ جتہ بیہی ہو س میں  
 یک سکتا ہے۔

مرار ہو چڑھانے کے لیے غلاف کو زائرین لاتے ہیں خواہ وہ کتنا لمبا کیوں نہ ہو مزار کو پورا نہیں ڈھانپ سکتا۔ مگر اس وقت غلاف مزار کو پوری طرح ڈھانپ لیتا ہے جب کسی کی منت پوری ہو جاتی ہے۔

## ۹۶

### حضرت شیخ حسین

آپ کے حسب نسب کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ مذکرہ خاران کے حضرت سمیع حسین یحیٰی کے ناسبتے ہیں اور وہیں ان کا راز ہے جب کہ آپ کی تدفین ہوئی ہے۔ آپ کی سادی حضرت سید بلانوس کی صاحبزادی ورنہ سو سے حضرت شیخ حسن کی ناصبی کے باوجود ہوئی۔ آپ کے بن ورنہ بھی، جن کے نام حضرت رمضان غائب، حضرت شہل حوٹو اور سید نور محمد شہید ہیں۔

بیوہ زبان کے مفائد میں آپ کا جو بیوڑا بہت مذکرہ ملا ہے، ان سے ابا ہی سے ملتا ہے کہ آپ درویش تھے اور ایک دن آپ نے حضرت سید بلانوس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو ریوڑ جرانے کی خدمت کے لئے بس کیا۔ سید بلانوش نے انہیں اس کام پر مامور کر دیا۔ ان دنوں علاقے میں قحط تھا۔ چارے کا نشان تک نہ تھا لہذا ریوڑ بھوک سے بیتاب ہو کر کڑے مکوڑے کھا جاتے تھے، جس سے دودھ کی رنگت سیاہی مائل ہو گئی تھی۔ آپ مویشی جرانے لگے تو دودھ کا رنگ بھی معمول پر آنے لگا اور دودھ کی مقدار میں اضافہ بھی ہو گیا۔ ایک دن حضرت بلانوش نے ان کا تعاقب کیا۔ دیکھا کہ انہوں نے ابا عصا زمین پر بھینک دیا، اور وہ پیاسی اور خشک زمین سبزہ زار بن گئی۔ شام کو واس آئے لگے تو عصا اٹھایا اور زمین بھر انے معمول پر آ گئی۔ گھر پر حضرت سید بلانوش نے ان سے کہا کہ آپ سے یہ کام لے

کر میں خدا کو ناراض نہیں کر سکتا۔ آپ ولی اللہ ہیں، میں آپ سے ایسی  
 صاحبزادی کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے قبول کیا اور چھ مہینے تک کی  
 حاضرت لئے کر حلقے گئے۔ واپسی پر آپ کی شادی ہوئی اور چند حدام کے ساتھ آپ  
 کو رخصت کر دیا گیا۔

ان حدام سے کہا گیا کہ نویسکی میں ڈاک کے مقام پر پہنچ کر ان کو  
 سمیٹا جھوٹا دیب اور مسکیتوں کے باغ گرا دو۔ ڈاک کے میدان سے جب ہمراہی  
 لوٹے تو آپ اس طرح فرماتے گئے، حدام سے باغ پھینک دینا اور دور جا کر  
 حبیب رائے ناکہ رد عمن دیکھیں۔ وہی صاحبہ روئے لگیں اور آپ کے آنسو  
 حشر کے حشر سے گرے۔ آپ کی آنکھ کھلی استعمار فرمایا۔ وہی سے کہا  
 کہ ہم سمیٹا ہیں، اس صبح میں باغ تک نہیں، جانور ہی واپس چلے گئے ہیں،  
 سامان کسی حمزہ سے لے جایا جائے گا۔ حدم ہے کہ بہاری سو بھوک اور بیاس  
 کے سب ہو گی۔ اب اسی وقت کھڑے ہوئے، حدم بھلا کر دعا کی۔ بادل  
 آئے اور اسی بارش ہوئی کہ ہر طرف باغ ہی پانی تھا۔ گڑھوں میں ہی جمع  
 ہوا، جس سے آپ نے مشکوٰۃ پڑا۔ پھر دعا کی، گورخر آئے، ان پر سامان لاد  
 کر پھر سفر شروع کیا، اور حمزہ فناء کیا وہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔  
 روایت ہے کہ اس پہاڑ سے آپ کی کرم کی طفیل ایک چشمہ پیدا ہوا۔

### شیخ حسین

حاران کی پہاڑوں میں سلسلہ راس کوہ میں نہار ہوتی ہیں اور یہ انہی وسیع تر  
 بیس مہار میں گر اور پہاڑوں کا حصہ ہیں۔ زیادہ تر انہیں ننجر اور  
 غیر آباد ہی جانتے۔ اور یہاں ذریعہ کی بے حد قلت ہے۔ سلسلہ راس کوہ کو  
 حقیقتاً بوند کا کڑی کے سلسلوں کی ساخ یعنی خواجہ عمران کے سلسلے کا پھیلاؤ  
 کہا جا سکتا ہے۔

راس کوہ کے جنوب مغربی ڈونے کی طرف آگے کو نکلتی ہوئی پہاڑی اور ندی کے شمالی سرے پر وہ حکیم جنہیں مقامی طور پر ”نانگی“ کہا جاتا ہے، اس برشے پرانے حواصوب ٹکڑے کا حصہ ہیں جو سسلی کے مشرق کے طرف پھیلا ہوا ہے۔ علاقائی روایات کے مطابق اس ٹکڑے کو قدمہ باندھے استعمال کیا کرتے تھے جس کا کام ٹھکانا لگھلانا ہونا تھا جو آج بھی مشرق اطراف میں عام ملتا ہے۔

گندمی میں اور میوں کی طرف اس کے وسیع سے ایک میل تک بڑے بڑے پھل کے درختوں اور میوں کے درختوں کے ساتھ ہیں نہ گندمی راتوں میں لوگ میوں پر میلایں میوں کو دھات کی کاس کے لئے استعمال کرنا جانتے تھے۔

حیوان ذریعہ دسم میوں میں پہاڑی بہ حریف مقاصد د مرا کر رہا ہے۔ ویروں کے ساتھ جنگ حکمہ میں کے پھرتی میوں ر مل جاتے ہیں۔ تمام سبب مزارات سے اٹا ہوا ہے اور خاران کے لوگوں کی نظر میں تقیم دسم د خاص ہے۔ ن میں سم سے زیادہ دسم برمی سمجھیں، بریک اور میک قمبر ہیں۔

روایات کے مطابق یہ دسم جنہوں نے شیخ حسین والی چوٹی کو اپنی رہائش کے لیے مسجد کیا، عجب کے ایک بند گھبرات سے مع رکھتے ہیں۔

جب سے علاقے کو دھگولوں نے سمجھ کر انوں کے سردار نے سم کو ملا سمجھا، انہوں نے جانے سے انکار کیا۔ سردار نے فوج کے ایک دسم کو انہوں کے لیے روہ کیا۔ سم کی دھواؤں سے ان میں آس سے بڑی ہو گئی، جس کی وجہ سے سم اور اس کے خاندان کو وہاں سے غائب ہو جانے کا موقع مل گیا۔

سم نے سی رنگی میں اس طرف کے رنگستاؤں کو سرہ زاروں میں مل دیا اور اس طرح مال مویشی کو وہ مدار میں چارہ مہیا کرنے کا اہان کر دیا۔



نے عصے میں آکر کہا کہ، حاؤ۔ وہ نہ اٹھا تو آپ نے ایک لکڑی جو قریب بڑی تھی، اس کے سر پر دے ماری۔ حوں پہ نکلا۔ اراد گل نے لٹھ نہ کہا۔ اٹھا مسعد کے درویش پر مہج کر بوت کے پتے حلا کر راکھ زخم پر لگائی اور گھر حلا گیا۔ گھر مہج کر والدین کو اصل بات نہ بتائی۔ پھر آپ کے پاس آ لیکن آپ نے سوجہ نہ کی اور اس طرح حند دن خفگی کی حالت میں گزر گئے۔

ایک رات اب حسب معمول نماز عشاء کے بعد با وضو ہزار درود شریف پڑھ کر سو گئے۔ اچانک آپ کی آواز کاموں میں آئی۔ کسی نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رہے ہیں۔ آپ خواب میں اپنی جگہ سے اٹھے اور مسجد کے صحن میں چلے گئے۔ رسول کریم صلعم نے اداں مکمل فرمائی اور پھر مسجد میں جاتے ہوئے آئے۔ صحن میں آ کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ اس صحن میں گناہ موحود ہے۔ اس وقت حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دو سب پتھر جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو دے دیئے تھے اور دونوں کی آس میں صلح کنرا دی۔ اسی حالت میں عبداللہ خاں حکیم ٹیند سے پیدا ہوئے۔

صبح ۵ وقت درود پڑھا۔ آپ وضو کر کے درود میں مشغول ہو گئے۔ اسے میں مؤمن نے اراد دی۔ اراد گل صلی معمول کے خلاف وقت سے پہلے سبھا، وضو کر کے وضیفہ میں مصروف ہو گیا۔ نماز کے بعد آپ مسعد کے کونے میں کتاب لے کر بیٹھ گئے۔ ظاہراً نظر کتاب پر تھی لیکن دل رات کے خواب کے تصور میں محو تھا۔ اسی اثنا میں آزاد گل آ گیا۔ اس کا چہرہ روشن اور شگفتہ تھا۔ کہنے لگا کہ آج آپ بہت خوش معلوم ہوئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ تم بھی آج مسرت سے چہک رہے ہو۔ خوب دبا دبا تو آپ کا اثر ہے۔ اسی دوران میں آپ کا حبال پھر زب کی واقعے میں لٹھو گیا۔ جس پر آزاد گل نے سمجھا کہ اب ابھی تک مارا ہے۔ ہمیں لگا کہ حضرت صلعم نے رات پہاڑی صبح کرا دی تھی پھر ناراضی کا سہا۔ آپ نے؟ آپ نے بوجھا کیسے؟ آزاد گل نے سارا جواب بیان کیا۔ دونوں کے جواب میں سرمو فرو نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔

اس پر دونوں اٹھیں اور نعل گیر ہو گئے۔ بعد کی کیفیت کو حکیم کے الفاظ میں سمجھئے۔ ”اے برادرانِ مر، ازان روز حالتِ ما ہر دو دگرگوں شد و در کانوں دل آتش عشق رسولِ کریم شعلہِ ردن گروت بعد ازان چند بار دگر ہم از دیدارِ سرورِ کائناتِ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدہ و در خواب حج ہم نکردیم گویا از طرف خداوندِ کریم این بشارت بود کہ یک روز ترا بر درگاہِ خود و بر دربارِ حبیبِ خود خوابم آورد۔“

بعد ازان آپ اور آزاد گل عبیدہ عبیدہ مقام پر چلے گئے۔ حتیٰ کہ ایک مدت کے بعد آپ مختلف مراحل طے کر کے ڈاکٹری کے عہدہ پر پہنچے۔ ان دنوں آپ کا جسم کم میں مسعول ہوا تھا اور دل سب و رور حج اور زیارتِ روضہٴ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر رہتا تھا۔ مولانا جامی کی وہ غزل ورد زبان رہتی جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے :

کی بود با رب کہ رو در یثرب و بطحا کم  
کہ بیکہ منزل و گہ در مدینہ جا کم  
جامی از جامِ وصالِ خورد چون یک جرعه ای  
تا بصحرائے قیامت خویش را شیدا کم

انہی دنوں آپ نے یہ غزل کہی تھی :

ای پیک پاکبازانِ مدینہ گر در آئی  
چہ شود کہ حال زارم پر مصطفیٰ نمائی  
آشوبِ خونِ روانِ کن سوزِ دلمِ عیان کن  
پیشِ نبی بیان کن در صورتِ گدائی  
ای شاہِ ہر دو عالمِ پرسانِ بکن ز حالِ  
از حدِ گذشت در دمِ جانِ رفت از جدائی  
مردمِ من از فراقِ ماندہ بتن نہ طاقت  
جانمِ فدا ز نامت کہ تو جانِ جانِ مائی  
دردی دگر ندارم پیشِ حکیمِ آیم  
ما را بس است جاناکِ دیدارِ تو دوائی

۱۔ گدستہ حکیم۔ ڈاکٹر عبداللہ حکیم۔ لاہور۔ ۱۳۶۷ھ۔ ص ۵۰۵

۲۔ ایضاً ایضاً ص ۱۰







## شیخ حمر

جام میر حسان اول کے عہد میں سندھ سے شیخوں کا ایک قافلہ ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۰ء میں لہس بیلہ میں سکونت پذیر ہوا۔ اس شیخ حادان میں شیخ حمر ایک عابد اور زاہد شیخ تھے۔ انہوں شہر میں ان کا مدرسہ تھا۔ ان کے کلام میں شاہ عبداللطیف بھٹائی کا بڑا اثر ملتا ہے۔ سندھی میں صوباء شاعری کرتے تھے۔ نمونہ کلام کا اردو ترجمہ پیش ہے :

ترجمہ : شب بیداری سے نفع حاصل ہوتے ہیں  
سوئے سے دوست (خدا) حاصل نہیں ہو سکتا  
اس جہان کے اندر انہیں فائدہ ملتا ہے  
جو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھتے ہیں

شیخ حمر کے نئے ابراہیم بھی لڑے نکتہ سنج اور نکتہ دل تھے۔ ان کی پیدائش ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء میں ہوئی تھی۔ شیخ حمر کی زندگی ہی میں سر کہے لگے تھے۔ ۳، ڈور کے پب، مدح اور نصے میں مہارت رکھتے تھے۔ قصہ حجۃ سلطان، قصہ مومل رانو، قصہ پد حیمہ اور قصہ حضرت علی اور میلک کی مشہور منظوم سندھی داستانیں ہیں۔

## حاجی حمل

آپ کا مزار متبی میں قلعہ کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ حضرت میان پد حسن (المتوفی ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء) فرماتے تھے کہ کابل اولیائے اللہ میں سے چار علاقہ سبی میں ہیں۔ ان میں سر فہرست حاجی حمل کا نام ہے جو منصب شاہی

نہ فائر ہیں۔ منقول ہے کہ جس وقت ملا محمد حان رئیسوں سے ہیں و خیال کے ہمراہ خانصاحب کے خوف سے کڑک سہر میں قہقہہ نمیر بھا، ابھی دنوں وہ ماں غلام حیدر خاں حضرت ملا محمد حسن کی خدمت میں حاضر ہو اور نئے معاملات کی بروئے کے سے دعا کہ جواب ہو۔ اسے حاجی حسن کی عمر نہ جا کر دعا پڑھی۔ بعد میں مدبورہ سردار سے کہنے لگے اسبابہ معافی اسل تمہارے کہ خوب حکمت کے۔ خدا کا کر۔ ہو کہ کسی سال بگڑا سرکار اپنی فوجیں ملو حسان میں ہے۔ اسے از موصوف کی عرب و عورت ہوئی و اس کا دل خانصاحب کے خوف سے مطمئن ہوا۔

۱۵۱

## ملا خدر

کہاں یہ ہے کہ اب کا صبح ہم ملا حیدر جا۔ جو بعد میں ملا حیدر ہو گیا۔ اس دن جل کا کٹر کی ساح غمر کی صبح سے ہے۔ درختوں سے حج میں کے واسطے نہ معرفت کی سمجھ رکھیں میں اب کا مسکن چاہا۔ اس کا برابر اور لائی۔ پھر سے ایک میں معرفت کی حالت روئے دنوں کے اروسین ورساں میں ہے۔

روایت ہے کہ اب رزکار کے بہار کے دن میں سننے سوہی واپ گزاری کے لیے بھر آئے تھے کر رہے تھے۔ اس سامع ایک آدمی آں اور اس نے آں سے کہا کہ انہیں آپ حکم دے کر آئیں ایک آدمی آں سے کہے۔ یہ سن مسکرا اجماعی سے کہ اسے ہوئے فرمایا: "میرے سن میں ہیں"۔ یہ سن کر اس آدمی نے بھروں کو یک جگہ اکٹھا ہوئے کہ، پھر سو پہاڑ کی شکل احیاء کرنے کا ور ماعدہ آئے سر کے کا حکم دیا۔ جب یہ سب کچھ وہ کر بیٹھا تو ملا خدر نے اس سے کہا کہ اب اسے واس اتنی ہیں حالت میں اے آؤ۔ اس آدمی نے اظہار عجز کیا۔ آں سے پہاڑ کو اسی طرف بلاتا۔ پھر آئے مختلف بھروں کی شکل میں پہلے جسے ایک ہی جگہ آگ ہوئے کا حکم



آپ کا سرار زبانت گمہ حاصل و عام ہے ۔ مرگی ، دی اور فالع کے مریضوں کو یہاں بفضلِ ربی شفا ملتی ہے ۔

دو بیس سال قبل کسی آدمی کو آپ خواب میں نظر آئے تھے ۔ اس نے طور عقیدت آپ کے سرار پر غریباً ایک لاکھ روپے کی لاگت سے گند نعمت کرایا ہے ۔

## ۱۵۳

### حنائی بابا

آپ کا نام ملا وصل و ر غرب حنائی بابا ہے ۔ آپ کی خانقاہ حنائی میں واقع ہے ۔ سی کی مہارت سے آپ 'حنائی بابا' کہلائے ۔ یہ مقام کوئٹہ سے لورالائی ، فورٹ منٹین کے راستے پر بیس میل کے فاصلے پر ہے ۔

آپ بڑے جیسے سرگ تھے ۔ آپ نے سید اسلام کے سلسلے میں گریڈدار خدمات سر انجام دیں ۔ آپ نے اسلامی تعلیم کے فروغ کے لیے حنائی میں ایک مدرسہ قائم کیا جو آج بھی موجود ہے اور لوگ وہاں دینی تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں ۔

## ۱۵۴

### ملا خوشحال آخوند

آپ کی تاریخ ولادت و وفات معلوم نہیں ۔ تعیناً آپ کا زمانہ ۱۸۰۰ء سے پہلے کا متعین کیا جا سکتا ہے ۔ آپ کا وطن مالوف غیڑ (توبہ کا کڑی ، پشین) ہے ۔ آپ صاحبزادہ خیل ، حسن زئی ، احمد خیل ، ترغری کا کڑ تھے ۔ آپ کا سرار غیڑ سے دو میل جنوب کی جانب ایک پہاڑی کے اوپر ایک بڑے اور

پرانے قبرستان میں واقع ہے جس پر ابھی کے نسل کے ایک فرد محمد عیسیٰ نامی نے خام گلاب عمیر کیا۔ مزار کے پاس ہی ایک کنواں اور ایک کمرہ زائرین کے لیے موجود ہے۔ یہی ملا محمد عیسیٰ مرحوم مزار کا مجاور بھی رہا۔

صاحبزادہ خلیل احمد قبیلے حسن رٹیوں کے بر اور برگ چلے آئے ہیں۔ یہ دونوں دہلی قبائل تھے کالڑی سے گاؤں غیر میں یک جا سکوت پذیر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ 'عبر' میں ایک حسن رٹی کی کاریز تھی۔ اس حسن رٹی کا روئے آخوند صاحب کے ساتھ معائنہ تھا۔ ایک دفعہ آخوند صاحب نے ایک شخص سے کہا کہ حافظ اور س کاریز میں باہر دھوؤ۔ جو وہی اس آدمی نے کاریز میں باہر دھوئے اس کا مایوس ہو گیا اور اب تک وہ خشک پڑی ہوئی ہے۔

اب آخوند صاحب واصل ہوئے و ان کا جنازہ 'لڑاگہ' نامی مریض پر سے اور نہ لئے جایا جا سکے۔ نہ چڑھائی اب کے سر سے ایک مس کے فاصلے پر ہے۔ جس وقت لوگ جنازے کو پہاڑ کے اوپر لے جانے سے عاجز آ گئے تو اسی وقت ایک چیتا نمودار ہوا۔ لوگ اسے دیکھ کر خوف کے مارے بھاگ گئے۔ اس کے بعد تین اور جیتے صبر ہوئے اور حارون نے اس کو آخوند صاحب کے جنازے کو موجودہ جگہ تک پہنچایا اور پھر وہیں چلے گئے۔

لوگوں نے جو دور سے یہ حیران اس منظر دیکھ رہے تھے، اس آکر آخوند صاحب کی ہمارا جنازہ پڑھی اور ان کی تدفین سے بیشتر یہ جیسے دور سے جنگھازے۔ یہ گوہر آخوند صاحب کی موت پر ان کا اظہار غم تھا۔ اس واقعے کے بعد اس چڑھائی کا نام 'لڑاگہ' یعنی جیسوں کی چڑھائی پڑ گیا۔

۱۵۵

## خان نیکہ

آپ ہندو باغ کے قریب پڑے قبرستان میں دفن ہیں۔



گرچہ ان کا مزار زنجبک جیسے بالکل ویران علاقے میں واقع ہے لیکن  
عقیدت کے اظہار کے لئے ہر قبیلے کے لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں۔ میر دربار ساہ سے  
عقیدت کے اظہار کا بہترین طریقہ وہاں دئے یا بکری کی قربانی دیا ہے۔

۱۵۸

## داروژ نیکہ

آب میر زئی سرور حسن کا کڑا خے۔ آب کا مزار تحصیل ہندو باغ کے گاؤں  
بیلہو میں ہے۔

۱۵۹

## دلیل حضرت

اب کا مقبرہ گرگوچی تحصیل موسیٰ خیل ضلع لورالائی میں ہے۔

۱۱۵

## دولت یار نیکہ

دارو نیکہ آپ کا سانھی تھا۔ فقیر زئی سنزر خیل کا کڑا تھا۔ انہی میں سے  
سکندر نیکہ، لکیر نیکہ اور عادلئی نیکہ ہو گزرے ہیں۔



## ڈنگر نیکہ

صبح سستی کی محسوس ہر طرف کی جی وز حال میں آپ کا مقبرہ ہے۔ آپ  
تیاڑی سپین قرین قبیلے سے تھے۔

## ڈونگرا نیکہ

حمرہ ری سنزور جبل کا کنڑ ہے۔ مور لائی فورٹ سنڈھین روڈ پر۔ یہ میں  
کے فاصلے پر زڑہ گاؤں میں مدفون ہیں۔

## رابعہ دختر کعب

مولانا عبدالرحمن حامی نے اپنے تذکرہ نذعات الانس میں رابعہ کا ذکر  
آن مستور اب میں کیا ہے جو معرفت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ وہ بحریر  
فرماتے ہیں "سیخ ہوسید انو بخیر قدس اللہ تعالیٰ مرہ گفتہ اس کہ دحیر کعب  
عاشق بود بر آن علامہ۔ اما پیرن ہمد اندو کردند کہ ابن سخن کہ او می  
گوید نہ آن سخن باشد کہ بر مخلوق توان گفت۔ او را جای دیگر کار افدہ بود۔  
روری آن غلام آن دختر را ناگاہ دریافت۔ سر آستین او نگرفت۔ دختر ناگہ زد

بر غلام و گفت ہر این س نیست کہ من با خداوند و آجا مستلیم ہر نو ہروں  
 دادہ کہ نو طمع میکی۔ شیخ او سعید گفت مخنیکہ او گفتہ است نہ چنانست کہ  
 کسی را در محالوق افتادہ باشد و وی گفتہ است :

عشق را باز اندر آوردم ہمہ بند  
 کوشش بسیار نامہ سود مند  
 عشق، دریائی کرائہ نا پدید  
 کی توان کردن شتاب ای مستمند  
 عشق را خوابی کہ با پایان بری  
 بسکہ ہمہ پسندیدہ باید ناپسند  
 زشت نباید دید انگریز خوب  
 زہر باید خورد انگریز قند  
 توسنی کردم ندانستم ہمہ  
 کز کشیدن تنگ تر گردد کمند

علی قلی ہدایت نے اسے معروف نہ کرے میں کہا ہے :

”راہ صاحب عشق حقیقی و مجازی ہودہ بجاش عشق حقیقی کشیدہ،  
 حکایت او را فقیر نظم کردہ نام آن مشوی را کسان ارہ نہادہ“۔

کعب کی دھڑیکہ صو ر ہوحسان کے ایک قدیم شہر قردار \* یا قصار  
 یا حصار کی رہے والی تھی ، جس کے بارے میں بلادی نے ایک عربی شاعر کے  
 کھت درج کیے ہیں \*۔ جو قردار کے بارے میں والہانہ نثار میں یوں گویا ہے

۱۔ مجمع الفصحا جلد او ، علی قلی ہدایت ، بہران ، ص ۲۲۲

۲۔ قردار ، قصار ، ناحیہ و فریدی سمہور نامہ در ہشتاد و سہ قرار داشتہ و  
 از ہوا جی سند ہودہ است۔ مجمع المذہب ، یاقوت حموی ص ۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰  
 ۱۲۲۹ء، جلد چہارم، قاہرہ ۳۲۷ ص ۳۵۳ و متن مالوف راہہ ص ۳۵۳  
 (انگریزی) ڈاکٹر عبد الشکور احسن ، رسالہ اسال (لاہور) جنوری تا مارچ،

۱۹۷۱ء، ص ۸۳ تا ۹۱

۳۔ بلوچستان میں فارسی شاعری ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر ، کوئٹہ ۱۹۹۸ء  
 ص ۲۱ تا ۳۳۔ خضدار کی شہزادی ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر ، لیں و نثار لاہور  
 ۲ جول ۱۹۶۱ء ص ۱۵۔ بلوچستان میں اردو ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر ، لاہور

۱۹۶۸ء، ص ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۲۵



اسی حالت میں آپ حضرت میاں محمد کامل کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی حالت راز بیان کی۔ بعد کی کیفیت کے بارے میں مولانا محمد قاسم لکھتے ہیں ”انجمن (میاں محمد کامل) بازوئے سید مذکور را گرفتہ در حضور انور سید العن والبشر علیہ وعلی آلہ الصوۃ بعدد اوراق الشعر رسانیدہ عفو در حق وے خواہند۔ از جناب برگزیدہ رب الارباب۔ جتان خطاب بسید مسطور رسید کہ ای راجن سادہ از تو خطای کلی معاف گردید۔“

بعد ازاں مذکورہ سید کو سونے یا جاگے کسی قسم کی تکلیف یا شہرت محسوس نہ ہوئی۔ آپ میاں کامل کے صدق دل سے مرید بن گئے۔ پھر آپ کے بیٹے میاں حسینی سادہ، میاں عالم سادہ اور میاں رکھیل سادہ بھی میاں صاحب کے حلقہ اراد میں شامل ہوئے۔ اب تک ان کی اولاد کٹار سریف کے بزرگوں کی معتقد حلی آ رہی ہے۔ جب رنارٹ کے لیے آتے ہیں تو شہر سے باہر ایک فاصلہ پر گھوڑوں سے سار حالے ہیں اور پھر ریدل شہر میں داخل ہوتے ہیں۔

## ۱۱۵

### سید رحمت اللہ شاہ

اب قندھار کے رہنے والے تھے۔ بتورام نے حالات ضلع نھل چوئیالی کے تحت لکھا ہے ”گرچہ اس ضلع کا نام نھل چوئیالی مشہور ہے لیکن نھل چوئیالی میں صدر مقام ضلع بجائے خود بلکہ تحصیل کا صدر مقام بھی ہیں ہے۔ نھل چوئیالی دو مختلف علاقوں کا نام ہے جو علاقہ تحصیل دکی میں واقع ہیں۔ نھل کے علاقہ میں دکی کا موضع بھی واقع ہے۔ جہاں صدر مقام تحصیل کا ہے اور جند دیہات آباد ہیں۔ اس تمام علاقہ کا نام نھل مشہور ہے۔ چوئیالی علیحدہ علاقہ ہے جو کوہستان مری کے زیر دامن واقع ہے۔“

وہیں ایک بسی یاد ہے جس میں سید رحمت اللہ علیہ کی حاضرت ہے۔ ان کے  
آس وقت وصال ہو سہا جب نہ علامہ مدعار کے ساتھ متعلق تھا۔ ان دنوں لوگ  
ان کو صاحب کرامت و فی سمجھتے ہیں اور ان کی بہت سی کرامت اہل انوں  
اور بلوچوں میں مشہور چلی آتی ہیں۔

## ۱۱۶

## ملا رحیم داد

ب سرور حیل سند سے۔۔۔ میں نے ور روت آں کا مسکن تھا۔ حضرت۔۔۔  
فقر اللہ علوی الموق ۹۵، ۸۱، ۱۶۸ سے حضرت ہوئے۔ جی کے ارشاد  
پر آپ نے ژوب میں مائیں کا تزی میں اللہ کے خلاف مدع کی اور اعلانے  
کلمتہ الحق کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں۔

آپ ہی کے ایما پر محمد بن محمد احمدی۔۔۔ سے ملاحدہ کے رہ میں بک  
رسالہ تحریر کیا گیا جس کا ایک نسخہ۔۔۔ علامہ محمد رفیع لاسوری کے  
کتب خانہ میں ہے۔

ملا رحیم داد ور محمد بن محمد احمدی اسی حضرت۔۔۔ فقیر اللہ علوی کے  
تبلیغی داعیوں میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔

## ۱۱۷

## پیر رضائی بکبانی

آپ اپنی پس گوئیوں اور قسم کا حال بنانے کے لیے مشہور ہیں۔ ان کی  
ذہنی ایک پس گوئیاں ان کی زندگی میں سچ ثابت ہوئیں اور بعض زیادہ

سہری اندھ کی مہار ہسپتال کے لئے خاصا وقت اپنی کی ۔ ان کا مرار رن کے  
 دہسوں میں ہے ، جو ایک ایک عام فیر یا سہروں کے ڈھیر کے مانند ہے ۔ یہ  
 سوئی گیس کی لکڑی کے ٹھوڈے ہوئے پہلے کٹوؤں کے قریب واقع ہے ۔

یہ سو سال بستر پر رستائی ہے ۔ سی جگہ ایک ستھر رکھ کر لانا تھا  
 کہ یہاں دولت ہے ۔ بالکل اس پتھر کے نیچے

اس وقت عام لوگ سوچتے تھے کہ یہ صاحب کا اشارہ 'سوئے' کی طرف  
 ہے ۔ دولت کا مظاہرہ ان کے دہسوں میں اس زمانے میں سونا یا کسی بادشاہ  
 کا وسیلہ حراست ہوا تھا ۔ لیکن آج کل سب کو یہ دس ہو گیا ہے کہ  
 یہر کا مظاہرہ دولت سے تیل یا قدرتی گیس کے ذخائر ہی تھے ۔

یہ جی نہ تھا ہے کہ چونکہ انگریزوں کے درمیان سے علاقے کے  
 مسوچ ہوئے کی دس ٹوٹی کی بھی اور اس کے بعد جو حسان کے اوگوں کے  
 اچھے دنوں کی ۔ یہ پیش کوئی بھی پوری ہو گئی ہے ۔

۱۱۸

## میان رکھیل شاہ

میان رکھیل شاہ فتح پور (مداوا) بلوچستان) میں مقیم رہے ۔ اب کا  
 معنی میرن پور شریف والے سلسلے سے ہے ۔ آپ محمد خواجہ عبدالستار  
 صوفی قادری کے مرید اور حسیہ جے ۔ آپ نے ایک دیوان "بحرالغسق" یادگار  
 چھپوڑا ہے جو لاہور میں طبع ہوا ہے ۳۸۸ کافوں اور ۱۷۳ اشعار (سی حروف) پر  
 مشتمل ہے ۔ زبان اور ۱۳۸ اشعار سندھی زبان میں ہیں ۔ انی ابیات پنجابی  
 میں ہیں ۔ صفحات کی تعداد ۲۱۲ ہے ۔ شروع میں نمبر ایض مجدد صوفی قادری  
 بلوچستانی کا فارسی میں لکھا ہوا دیباچہ بھی موجود ہے ۔

دیباچہ نگر "بحرالغسق" کے نازے میں رقم طراز ہے ۔ "کہ برای طالبان  
 و فقراں ارادتند و مریدان و بزرگدگن اعتماد نمودن چون مہتاب ندر میر

دیکھ، خود آفتاب باباں و درختان بر روی زمیں پرو امداری نمود کہ بر  
گم کردہ راہی ر منزل مقصود رہ می نماید و ہر کہ دور و کابل بنی را نازانہ  
دوے مے حشاند و منور باد کہ نام مبارک دیوان سیرف از آن موجب بحرالشق  
نہادہ شد کہ بصب دراء موصوف است۔ ول آنکہ مائد بحر و ایاں موصافش  
عمہ سب۔ دویم آنکہ خون در بای زحار موج در موج جوش در حوس سب۔  
سیوم آنکہ بحر فی سروار معنی بر یک لفظی از غاص غریق و محط سب۔  
و امد نسبت کہ بن بحر ہائے گہز و بستہای دیوار کہ از حس و عشق و  
فرب و بعد و خد و حال غی بد غناس لفظ دیگر کہ ز حمد مقامات و منزلات  
نماں می شد ی غریب بحر بای دلہنہ و کتبہای ی ظہیر از حوس حمدہ می  
محب و حروس ممای سرب وحدت صہور نمودہ سب۔ ز نورہ زر نادیہ کثرت  
بن از زین ی ربی و اسان سر۔ ز ہی حول طوفان آئند ساد رل برنہ  
می کند۔ چون مثنوی :

دو دہان داریم گویا ہمچو نے  
یک دہان پنهانست در لبہای وی  
یک دہان فالان شلہ سوی شہا  
بای و ہونی در فگندہ دریا

اعراض 'بحر عشق' عشق حقیقی سے منسوب ہے اور اس میں مقامات سہول و معرفت  
پر اچھی طرح بحث کی گئی ہے۔

۱۱۹

## خواجہ روح اللہ صاحب اخوند زادہ گانگیزی

خواجہ میاں روح اللہ تحصیل شہر سے آٹھ میل کے فاصلے پر مشرق کی  
طرف خداداد زئی گاؤں میں ۱۲۲۸ھ/۱۸۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نور ربی قصبہ  
سے اچھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم سے حمد مہینے پہلے آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔

سات سال سے بیس سال کی عمر تک آپ اپنے دادا ملا نیک محمد احموند سے باقاعدہ تحصیل علم کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ وندھار روانہ ہوئے۔ وہاں آپ نے اس وقت کے جیتند عالم ملا محمد یور پوہیزی سے فقہ، نحو، تفسیر، حدیث اور دوسرے علوم میں نورِ استادہ کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کئی حاحری محصل پشیں شریف لائے اور یہاں امامتِ اخبار کی۔ گانگری (پشیں سے سال کی طرف ۱۴ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں) کے اکابر کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے کئی بار آپ سے گانگری میں امامت اختیار کرنے کی استدعا کی۔ چنانچہ آپ ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء میں گانگری شریف لے گئے۔

بھی ایام میں آپ کو سب کرنے کا حیا آتا۔ اس زمانے میں مسرارار وندھار کے ملا محمد جنم اور کجی احموند ملا محمد عسیٰ مسہور عالم اور عارف بھی، آپ نے استعارہ کیا، دیکھے ہیں کہ ملا محمد جان کا نور فیض انک لکر میں آسماں تک جلا گیا تھا، جب کہ ملا محمد عیسیٰ کا نور فیض آسمان تک جاے کے ساتھ ساتھ ہر طرف پھیلا ہوا بھی تھا۔ اس وقت کے جس نظر آپ ملا عسیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے کجی وندھار گئے۔ جب آپ کجی پہنچے تو ملا محمد عسیٰ گھوڑے پر سوار لائعداد مریدوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ آ رہے تھے۔ وہ آپ کو دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑے، معانقہ کیا اور گھبر لے گئے۔ وہاں آپ نے سب کی اور نووڑے ہی عرصے میں مراتب عالیہ تک پہنچے۔

روایت کے مطابق آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ مگر ”تفسیر جلالین“ کا حاشیہ جو ”ترویج الارواح“ کے نام سے آج بھی پاکستان، افغانستان، اور ہندوستان میں مسہور ہے، آپ کی بلند پایہ تصنیف ہے۔ کہتے ہیں کہ سبھی علم اس امر پر متفق ہیں کہ ”ترویج الارواح“ کے لغوی ”تفسیر جلالین“ کا سمجھنا مشکل ہے۔ اسی کتاب کے پسر نظر مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی، بلوچستان کے طالب علموں سے کہتے تھے، کہ آپ نے ”ترویج الارواح“ کے مصنف کی زیارت کی ہے، جس کا جواب اثبات میں ہونا تو آپ پوچھنے کا پھر تم عالم کیسے نہیں ہوئے؟“ آپ کے بارے میں آپ کے مرشد کا کہنا ہے کہ ”شہباز جڑیا



کے داد میں آ گیا ہے۔ میں بہ حوش قسمت ہوں کہ انہی عظیم شخصیت مرے  
حلقہ ارادت میں ہے۔“

آپ جب کچنی سے ہشیں 'وئے' سو ہزاروں افراد نے آپ کی مریدی اختیار  
کی اور علمی اور روحانی بصیرت حاصل کی۔

تلات کے شاعر ملا ابوبکر اخوند فرماتے ہیں :

دفتر آن سلسلہ مختوم بر روح اللہ شد  
نیست مانندش کسی در خطہ روئے زمین  
کاشن کشمیر شد ملک پشین از فیض او  
بست بوبکر از غلامان در او بالیقین

کریم داد بلوچ لکھتے ہیں :

شیخ روح اللہ خنیور تاج داران سلوک  
چونکہ شد در خاک یادا خاک بر فرق جہاں  
سال ترحیلش بیستم از خرد بالفور گفت  
سردہ صہ سال بحر حارہ فروں نون  
۲ ۳ ۴

## رحیم داد و کریم داد

آپ دونوں سکے بھائی تھے۔ سید قبیلے سے تھے۔ کوئٹہ چھاؤنی میں قلمی  
کے قریب دفن ہیں۔

۱۱۰

۱۲۱

## رسول ملا گزندى

آپ کا مزار وہاں تحصیل بوری ضلع لورا لائی میں ہے۔ آپ کا معلق سید قبیلے سے تھا۔

۱۲۲

## رمدان سخی پیر

صحیح نام غالباً رمضان ہے۔ آپ کا مسمیہ ساراوان میں رودیمجو کے مقام پر ہے۔

۱۲۳

## رسول شیخ

آپ سب سے پہلے سے تھے۔ مزار مسجد تحصیل بوری میں ہے۔

۱۲۴

## روزے گزندى ملا

آپ کا مدفن شرن تحصیل بوری ضلع اور لائی میں ہے۔

۱۲۵

## روزک ملا

آپ سید تھے۔ مزار شہرٹی گاؤں میں لورا لائی سے مشرق کی سمت حدود میل کے فاصلے پر ہے۔

## زیارت اناگئی

یہ زیارت ایک بزرگ عورت کی ہے، جو شہن کی موری کے کربو ہائے میں ہے۔

## زبد نیکہ

آب شہن میں مزیوں کے درمیان دوں میں۔ آب کی قوم سید ہے۔

## زیارت ملا نیکہ

یہ مزار صغ دہوک کی محضر قلعہ سف شہ کے کون پستی میں ہے۔  
ملا نیکہ میرزئی سنزور خیل کا کٹو ہے۔

## زبد اللہ داد زی

آپ کا مزار تیلرانے ژوب میں واقع ہے۔

## ژڑ پیر

آپ کا مزار ضلع مہی میں ککچو کے مقام سے آٹھ میل کے فاصلے پر  
مڈگاڑ نامی گاؤں میں ہے۔

## حضرت سخی تنگو

سخی تنگو کا مقبرہ تحصیل ڈھاتر علاقہ خال نور نمر میں موضع کوٹ میگل ہوسہرہ ساہواری اور مہر گڑھ رنہاسی براہوی کے قریب ہے۔ آپ بگلانی موضع قبیلہ کے بزرگ تھے۔ آپ کے اعزہ و اقارب کو کجک بگلانی کہا جاتا ہے۔ آپ کی اولاد خال بنی ہمدہ کہہ کرند میں مقیم ہے اور انہی حائیدون کا ایک معقول حصہ زائرین کی خورونوش کے لیے لنگر کے مجاوروں کو دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ کا نسب حویلی تھا۔ اسی آمدنی سے غریبوں اور مسکینوں کی معاونت فرماتے تھے۔ جو بھی حاجت مند اسی ضرورت اے کر حاضر ہوا اب اس کی حاجت روئی فرماتے۔ سی لیے آپ کو سخی کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

جن دیوں سو حسان میں رہا و لاسار قائل دنی عداویوں کی مار آپس میں دسب و گریباں تھے، او آپ نے عمر حانددارانہ رویہ اختیار کیے رکھا، مگر کسی خدا مانرس نے آپ کا سر بن سے جدا کر دیا۔ روایت یوں ہے کہ جب آپ کا سر بن سے جدا ہوا تو آپ اسے اپنی ہتھیلی پر لیے کر اڑے لگے۔ ڈھڈر کے مضافات میں کسی نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو بہت ہو کر چلانے لگا کہ دیکھو یہ ادا سر ہتھیلی پر لیے اڑا جا رہا ہے۔ ادا کہنے کے ساتھ ہی آپ وہیں رکے اور مردے کی طرح سیدھے دراز ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھا تو رونے لگے۔ قبر کھودی گئی تو آپ کا جسد قبر سے لبا نکلا، مزید وسعت دی گئی۔ تب بھی جسد لبا ہی تھا۔ لحد کو اور بڑھایا گیا تو آپ کا جسد اور طویل ہو گیا۔ نماز عشا کا وقت ہوا تو آپ کی والدہ آپ کے قریب آ کر کہنے لگیں: کہ ”بیٹا دوستوں کو تکلیف نہ دے، صبح سے بدھ قبر کھود رہے ہیں، انہوں نے تیری خاطر بچوں کی خور و نوش کا بندوبست اور اپنا آرام چھوڑ دیا ہے، اگر تو نے کرامت دکھانی ہے تو بعد میں دیکھا دیا۔“ اس کے

بعد انہوں نے لوگوں سے کہا ”کہ اسے سپرد خاک کر دو“ اور پھر ہوں ہوا کہ قبر میں آپ کا جسد پورا آ گیا۔ روایت ہے کہ اس وقت سے ہر سال آپ کا مزار مٹھی برابر بڑھتا رہتا ہے اور بڑھتا ہی رہے گا۔

اگر کوئی مزار پر عمل ادا کر کے سو جائے تو ایسے کام سے متعلق خواب میں آئے اس کا اتمام دکھائی دے گا۔ اگر مریض محال سے دکھائی نہ دے تو مجاور پر اس کا انکشاف ضرور ہوا ہوگا۔ !!

## ۱۳۲

### سخی فتح خان

آپ سخی بنیاں کے نام سے مشہور ہیں اور سید رفی کے مورثوں میں سے تھے۔ سید زوید پختہ کے معروف قبیلہ بگل رو کے سردار کا قبیلہ ہے۔ آپ بچپن ہی سے ناداروں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ بڑے ہو کر یوؤں، یتیموں اور عربوں کی مدد کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ رات کو مسافر آتے تو انہیں خود کھانا کھلاتے۔ ور یوں آپ سلامی سچی عبادت کا عملی ثبوت بہم پہنچاتے۔ روتہ روتہ آپ بھی سعدوں کے باعث سخی مشہور ہو گئے۔

آپ حد درجہ کے متقی، پرہیزگار اور صوفی و صلہ کے بایں تھے۔ جب آپ کی بیوی کا چرچا عام ہوا تو آپ کے چند حاسدوں نے آپ میں صلاح مشورہ کیا اور آپ کے گھر میں ایسے گھوڑوں سمیت سپہاں بن کر جانے کا بیحد کیا۔ وہ لوگ میں سوچا اتنے لوگوں کا انتظام نہ ہو سکتے ہر آپ شرمسار ہوں گے۔ وہ لوگ حسب اپنے گھوڑوں کے ہمراہ آپ کے ہاں وارد ہوئے تو اعلان سے آپ کے یہاں کچھ نہ تھا۔ آپ نے گھبرانے کی بجائے اپنی زوجہ بیوی لعاب سے فرمایا کہ لوگ ہمیں آرمائے آئے ہیں۔ آپ رفیق کا تہہ بہت کریں میں سائن کا۔ یہ کہہ کر آپ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک آدمی ایک دنبہ لا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کہاں لیے جا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ آپ کے لیے لایا ہوں۔ آپ نے وہ دنبہ ذبح کیا۔

۱۱. نبیوں کا انتظام بی بی محترمہ کے سہہ تھا۔ وہ بھی خدا ترس اور نیک صفت خادموں میں۔ انہوں نے اللہ کا نام لے کر ہاتھ کی چمک پر چادر ڈال کر اسے چلانا شروع کیا۔ ایک ساعت کے بعد اس میں سے کافی آنا نکلا اور یوں ان حاسدوں کو کھانا دیا گیا۔

اب ان لوگوں نے سختی سے کہا کہ ہمارے گھوڑے بھی بھوٹے ہیں۔ ان کے لیے بھی کچھ بندوبست کر دیجئے۔ آپ نے اللہ کا نام لے کر گھوڑوں کے بھیلوں میں کدھر بھر کر ان کے سامنے رکھ دیے جنہیں گھوڑے بڑے شوق سے کھانے لگے۔ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ بھیلوں میں کدھر نہیں بلکہ کشمیر، ریگڑ، موہ، حاب ہیں۔ جیسے وقت حاسدوں نے سختی پتیاں کا شکریہ ادا کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے معوہ ہے کہ آپ بزرگ کس نیت سے آئے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار آپ کے محققین کی زہری قبیلہ کے سردار میر زرک، زرک زو سے بڑائی ہوئی۔ شکامی کے بعد آپ نے یہ دعا دی کہ سردار کے جانشینوں کا ایک سے زیادہ بیٹے نہیں ہوں گے۔

آپ کا سرار ملاط زویر میں جوہان کے بردیک و بصر میں ہے۔ یوں تو سب قبائل آپ کی عزت و شوہر کرتے ہیں۔ یکن بگل رو قید سب زمانہ اختیار کرنا ہے۔ یہاں تک کہ بگل رو آپ کے نام کی قسم اٹھاتے ہیں۔  
آپ کی زوجہ محترمہ بی بی نعلین اسپلجی میں دفن ہیں۔

### ملا سرور اخوند زادہ

آپ کلی ولگی تحصیل قلعہ سیف اللہ ضلع ژوب میں رہتے تھے۔ حیدر زو، سنزخیل کاکڑ قبیلے کے مذہبی اور روحانی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ ہنسرو زبان کے اچھے شاعر بھی تھے۔



### ● سلطان محمد نوارؒ (وفات ۱۶ صفر المظفر ۱۱۳۵ھ/۱۶ اپریل ۱۹۳۸ء)

فلات کے بروہی، شاہوئی اور دوسرے قبیلوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مستونگ، دشت، کھڈ کوحہ، سرآب، کول پور، برمک، جوہاں، سی اور ناڑی کے بیشتر قبائل نے آپ ہی سے درس طریقت لیا۔

آپ کا مجموعہ کلام ۱۹۶۲ء میں جناب علامہ دستگیر قادری دربار حضرت سلطان باہوؒ تحصیل سورکوٹ، ضلع جھنگ نے لاہور سے چھپوایا جس کے ۱۶۰ صفحے ہیں اور جو دس رسالوں (رسالہ دارالمعارف، رسالہ عندلیب لاہور، دیوان محمد نوارؒ)، نقل مکثوب سلطان محمد نوارؒ اور چند ادھوری سی حرفیوں پر مشتمل ہے۔ پہلے دو منظوم رسالے اور سترے کی حار غزلیں فارسی میں ہیں۔ حصہ دہمی فارسی میں ہے۔ باقی اشعار سحر میں ہیں۔ سرور کے دوسرے صفحہ اور احرار طرف کے ورور کے دونوں طرف ترکیب خمہ شریف، ترکیب ختم غوثہ عالیہ اور ایصال ثواب کا طریقہ درج کیا گیا ہے۔

نصوف کے مطالب کو آسان ور دں نسین ہداز میں بیعت کیا ہے۔ و صاحب حکایات کے ذریعے سے کی گئی ہے۔

### ● سلطان دوست محمدؒ (وفات ۱۱۳۶ھ/۱۹۳۸ء)

لنی نار سلیم اور ہدایت کے سے فلان اور کوئٹہ میں شریف لانے البیہ زیادہ قیام نہ فرمایا۔

### ● سلطان محمودؒ (وفات ۱۱۳۷ھ/۱۹۵۰ء)

سور لائی اور ژوب کے قبائل اور ماوندوں میں تبلیغ کی۔

سدرجہ بالا حضرات کے مرار دربار حضرت سلطان باہوؒ میں موجود ہیں۔

### ● فیض سلطان ابن حضرت سلطان نور محمدؒ

حضرت سلطان باہوؒ سے ہفتم پشت سے تھے۔ دربار سلطان باہوؒ بستی سمندری میں ۱۱۳۲ھ/۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۲۹ جون ۱۹۷۳ء مطابق ۲۷ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ بمقام بیض آباد سرآب کوئٹہ میں وفات پائی۔ او۔۔۔ محمد (بلوچستان) میں مدفون ہوئے۔ ہمیشہ جذب و مستی کی حالت میں رہتے تھے۔ لوگ ان سے خائف رہتے تھے۔ اکثر ہر آدمی کو برا بھلا کہہ دینے کی عادت



نہی۔ جو لوگ طبع کے وہ ہوں خاموش رہتے، جو نہ سمجھتے نہی مابوس ہو جاتے۔ نباتات کا جٹ سو زکھنے جے اور حود بھی جہنم ماہر زراعت نہیے۔ ناانصوص شجر کاری میں کافی دیرس نہی۔ حود بیشتر وقت شجر کاری، زمین کی صفائی، اصلاح اور زراعت کے کام میں گزار دیتے تھے۔

حکمت آباد اور اوسہ جہ کے سورہ، بروہی اور جٹ قبائل ان کے مرید ہیں۔

۱۳۹۶ھ/۱۹۸۶ء میں ان کے ایک بھائی فرید صاحب ولی جہ کی اوسہ جہ میں قرآن مجید کی نعم حاصل کرنے کے دوران وفات ہوئی اور اس کو وہیں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت صاحب موصوف نے بھی وہیں مستقل مقام کر لیا۔ زراعت اور نباتات کا۔ بون جاری رکھا۔ صیر آباد علاقہ کے جہ سے قبائل مرید ہوئے۔ انہیں جہ و مسی کے نامہ میں نصیحتیں لیا کرتے۔ استقامتی طبع اور مستی کی حالت کی وجہ سے وہاں کے بڑے بڑے زمینداروں اور وڈیروں کو ناراض نہی کیا۔ آپ کے مریدوں میں آپ کی جہ سی کر امام مشہور ہیں۔

### ● سلطان جہ مشتاق

آپ حضرت سلطان جہ حیات کے فرید ارجمند تھے۔ انہوں نے پشت میں حضرت سلطان العاروس صاحب موصوف سے جا ملتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء کے لگ بھگ دربار حضرت سلطان نابوہ میں ہوئی۔ آپ کا وصال ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء میں بمقام مانی خار فورٹ سڈیمن (بلوچستان) میں ہوا۔ مدفن بھکر میں درگاہ حضرت سلطان سردار بخش سید کے نزدیک بنا۔

آپ نے بلوچستان میں زیادہ تر علاقہ موسلی خیل اور مٹی ناڑی میں سلسلہ طریقت کو پھیلایا۔ مٹی کے علاقہ کے اکثر لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ آپ بہایت رحم دل، خدا ترس اور غریب پرور تھے۔ ان کے ڈیرہ پر اکثر اندھے، لولے، لکڑے لوگ بڑے رہتے تھے۔ ان کے خور و نوش اور لباس کا وہ خود انتظام کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی مختصر زندگی میں سیکڑوں غریبوں اور ناداروں کا انہی گروہ سے مفت علاج کرایا۔ اکثر بہروں اور نائیناؤں کو خود ہسپتالوں میں لیے بھرتے اور علاج کرا کرتے تھے۔ بون محسوس ہوتا تھا

جیسے ان کی زندگی کا یہی مشن ہو۔ جب وہ سندھ اور بلوچستان کے دورہ سے لوٹتے تو وہاں کے کئی مفکر اور نادار مریض لوگ ان کے ہمراہ ہوتے جنہیں وہ مشن اور لاہور کے ہسپتالوں میں لے جا کر داخل کرائے اور ان کے علاج کا بندوبست کر دے۔ کئی مریض تو وہ اسے عزیزوں اور دوستوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔

عوام میں غم میں پھیلائے کی خاطر انہوں نے بحباب میں بھکر کے معام پر ایک جامعہ بنام "نور دہوم" کی بنیاد رکھی۔ اسی طرح اسی نام پر انہوں نے بلوچستان میں بھاک (صلح سستی) اور ڈھادر (صلح کچھی) میں دو اسلامی مدرسوں کی بنیادیں اور اسی زندگی میں وہاں قرآن مجید کی نصابی شروعات کرائی۔

یہ ابھی کے مشن کا شروع ہے۔ آج کوئٹہ کی وحدت کالونی میں، مسلولک میں سولگر کے معام پر، قلات میں اور قلات ڈیرہ میں "نور دہوم" کے نام پر حضرت سلام دستگیر اعجازی اور حاجی سلطان نور حسین نے مدارس اسلامی کھول رکھے ہیں جو کامیاب اور خود کفیل ہیں۔

سندھ میں مشن کا دوسرا دورہ ہونے لگا۔ سستی اور موسیٰ حسن (اصل لورالائی) کے مریضوں میں ان کی ذاتی کرامات مشہور ہیں۔

سندھ میں مشن کا تیسرا دورہ اکثر سرالیکی کا نام سے سفر رہا کرتا تھا:

اے دل نہ کر اومان ہوں جو کچھ بتی واہ واہ بتی  
مولا دی ہا ایہا کنٹی جو کچھ بتی۔ واہ واہ بتی

خلفاء

### ● خلیفہ ملا معالی ڈھادر والا

مرار سستی میں موجود ہے۔ براہ راست حضرت سلطان دہوم سے فیض حاصل کیا۔ (آپ کا ذکر علیحدہ آئے گا)

### ● خلیفہ عبد العزیز یوسف زئی

مرار قبرستان کیچی بیگ علاقہ سرآب میں واقع ہے۔ آپ نے سلطان صالح محمد سے فیض حاصل کیا۔ صاحبِ حال اور فنا فی الشیخ تھے۔

## ● باغی لیبر میستانی

علاقہ میستن کا باشندہ تھا۔ اس دن دم بیع ملی تھا۔ جب حاران اور میستان کے درمیان قبائلی جنگ ہوئی تو حاران کی طرف سے تین ہزار سیکڑی، گوہرام رنی اور رئیسوں قبائل لڑ رہے تھے۔ میستن کا یہ حکمگو یعنی باغی ویر گوہرام رنیوں کے ساتھ مل گیا اور باغی مشہور ہوا۔ اس موقع پر اسپسچی کا احمد گوہرام رنی آپ کو اپنے ساتھ لایا تھا۔ گوہرام رنی حضرت سلطان سلفاں سلفاں ناہوہ کے مرید تھے۔ وہ باغی کو سلطان محمد نورؒ اس سلطان نور پورؒ کے وقت میں دربار سرفیل لے گئے۔ وہاں پہنچ کر باغی کے دل کی تکیب بدل گئی۔ وہ جنگجو سپاہی اب جذب کی حالت میں آ گیا۔ کپڑے ہار پھینکے اور جسم پر ۲۵ سر زری نوپے کے بھیر نیپٹ ہے۔ سرری ہو یہ گرمی جسم پر صرف ایک لنگوٹ دھے رکھا۔ اثر یہ نعرہ نکلا کرتا تھا :

الا ای باغی میستانی - چرا مستی درین فانی

کہ در دنیا نمی مانی - الا ای باغی میستانی

اثر باہو حق ناہو کے بھیر نکلا کرتا اور اس کے منہ سے جھک نکلتا رہتا تھا۔ وہ حضرت امیر سلطان ان حضرت سلطان نور محمدؒ اور حضرت سلطان محمد نور ان حضرت سلطان نور محمدؒ کی محبت میں رہا۔ حضرت سلطان محمد نور نے باغی پر نصف فرما دی۔ آئے ہمیں و رشاد سے نوازا۔ چنانچہ اس نے علاقہ مسونگ میں کونشک کی سار میں چالیس روز تک چلہ کشی کی اور صرف ایک کورہ ہی کے ساتھ یہ دن گزرے۔ ایک دن باغی ویر اپنے مرید کے ساتھ علاقہ ویرستان کے دورے پر گیا۔ واس آکر سوچمس کے علاقہ فلات میں وفات پائی۔ اس کا مزار دست کے علاقہ کھڈ کوچہ میں ہے۔ روایت ہے کہ ایک بار باغی کا شیر کے ساتھ آسا ساما ہو گیا تو شیر کو ڈنڈوں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ جب کبھی دربار حضرت سلطان ناہوہ کا ارادہ کرتا تو حق باہو کا نعرہ لگا کر چلی ہوئی فرین کو روک لیتا اور سوار ہو جاتا۔ یہ اس کا معمول تھا۔

## ● شاہوانی پیر

اصل نام محمد یعقوب تھا۔ آب کا محلِ قتل شاہوانی قبیلے سے تھا۔ ولادت ۱۲۵۷ (نورد مستونگ) میں ہوئی۔ مدفن ضلع جھنگ میں دربار سلطان محمد نواز دربار حصر سلطان باہو کے نزدیک ہے۔ آپ نے سلطان محمد نواز (المنوف - ۱۲۳۵/۹۳۸ء) ابن سلطان نور محمد سے بیعت کی۔ ور ابھی سے خلافت و دستار حاصل کی۔ مرشد سے بیعت کرنے کے بعد قرآن حکم کی تعلیم حاصل کی۔ پھر سوجوں اور براہویوں کو رشد و ہدایت کا سبق دینا شروع کر دیا۔ اکثر شاہوانی ان کے مرید ہوئے۔

آپ نے سادی کی بھی۔ بیوی فوت ہوئی تو مرشد نے فرمایا کہ شاہوانی پیر اب نکاح کر لو۔ شاہوانی پیر نے سے فیصلہ کر لیا تو عرض کی "میرے سب رسم در و در قبیلے دیے میری بیعت ہو چکے ہیں۔ میں کسی طرح اپنی مریدوں یا سے مرید کی مریدوں سے نکاح کروں۔ اب میں اسی طرح ٹھیک ہوں" اور دوسرا نکاح نہ کیا۔

شاہوانی پیر ایک مار ٹوٹنے سے ٹرن کے درمیان تقریباً چالیس براہویوں کے ساتھ عرس کے موقع پر دربار سریف جا رہے تھے۔ یہ سب کے سب دوں و سوف سے برسرِ سرے تھے۔ ایک ہی ڈبے میں بیٹھ گئے۔ 'ہو حق کے نعرے اور وجدانی کیفیت سفر میں ہی جاری رہی۔ راستے میں شاہوانی پیر کو اونگھ آ گئی۔ ان کے ایک ہمسفر اور پیر بھائی محمد حسین حوہانی سے انہیں جھجھوڑا اور کہا "اے شاہوانی پیر ہم سب کو ایک تالا پڑ کر گئی ہے۔ ہم مر گئے ہیں۔ ہمیں کیا ہو گیا ہے؟" شاہوانی پیر نے بوجھا۔ "کیا معاملہ ہے۔ وہ بلا کہاں ہے؟" ہم کیسے مر گئے ہیں؟" نو حوہانی نے ڈبے کی پرچھنی کی طرف اشارہ کیا۔

شاہوانی پیر نے دیکھا کہ ایک برہمن جس نے بھدرا کرا رکھا ہے، لنگوٹ باندھے، تن کو سینھا ہوا ہے اور بی مٹھیاں بھیچ رکھی ہیں۔ اس نے اپنی استدراجی قوت سے ان تمام براہوی زائرین پر ایسا اثر ڈالا کہ سب کا ذوق و شوق ختم ہو گیا اور وجدانی کیفیت کا نور ہو گئی۔

شاہوانی بیر نے فوراً حصرت سلطان بابو کے دربار کا تصور کیا اور  
 "لا اِلهَ اِلاَّ اللہ" کا نعرہ لگایا۔ اس کے ساتھ ہی دربار کے بابو کی مٹھیاں کُھیل گئیں۔  
 اس کی استدراحتی قوت ناکام ہو گئی اور ساموں بیر کے سب سے نہیں بھر رہے  
 صاحبِ حال ہو گئے۔ یہ واقعہ ساموانی بیر نے دربار پہنچنے کے بعد خود اپنے  
 مرشد سے بیان کیا تھا۔

### مائی فاطمہ مستون

حصرت سلطان سامو نے صاحبِ مقام سلطان کے سال کے مطابق  
 مائی فاطمہ مستون، قصہ فتحِ حال، ڈیرہ غازی خان، آؤ بکھوڑے چھلانے  
 ہوئے فیض عطا کر دیا تھا۔

اسی صاحبِ حال مائی مستون سے مہسر (صلی سکھ) کے محروم سے  
 نص حاصل کیا۔ مہسر کے محروم ص میں سہڑ دت نا قسلہ سے حلق ز کھنے  
 جے اور ہر محروم لہلانے۔ سندھ و بلوچستان میں اسی مہسر کے  
 محروم صاحب کے قبض سے کئی گیمناں قائم ہیں۔ مثلاً

۱۔ کشمار شریف میں بٹ صلی جھپی، بلوچستان ان کا متصل دیر اسی  
 تذکرے میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیے۔

### ۲۔ لاندھی (نزد نوتال، بلوچستان)

لاندھی کے فقیر محمود ۵ وہاں مزار ہے۔ آج بھی وہاں کے درویش  
 صاحبِ حال ہیں۔ فقیر محمود کے فرزند فقیر سلطان اور فقیر عبدالغفور تھے۔  
 فقیر سلطان کا ایک فرزند مولوی عبدالحی اور فقیر عبدالغفور کا بیٹا فقیر عبدالرسد  
 تھا جو حال ہی میں فوت ہوئے ہیں۔ لاندھی والے فقیر محمود سے سب کے فقیر  
 حال پھر سرِ عراقی نے نص حاصل کیا اور صاحبِ ذوق و سواد درویش ہوئے۔  
 فقیر جان محمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حضوری حاصل تھی۔ اکثر  
 دربار حضرت سلطان بابو زیارت کے لیے جاتے تھے۔ ان کے فرزند فقیر گل محمد،  
 فقیر علامہ محمد اور فقیر داد محمد ہیں۔ فقیر خان محمد کا مزار سب میں تقام سرِ عراقی  
 موجود ہے۔

۳۔ میان جی مراد بھی لرد بھرگزی رہوے اسٹیشن مقام وڈا

تے بھی مخدوم مہسر سے کسب فیض کیا۔ یہ گدی قائم ہے۔

۴۔ میان محمد صادق

مزار شہداد کوٹ میں ہے۔ مخدوم مہسر سے فیضان حاصل کیا۔

مذکورہ صادق بن سراج ہے۔ صادق نامی ایک شخص جو ڈیرہ اسماعیل خان  
نہ رچے والا وادیہ ڈسٹرکٹ تھا، اسکا گھر بار چھوڑ کر حضرت سلطان بابو  
کے حاشہ مقدس میں آ اور بساں حاضر کیا۔ اسے حضرت سلطان ابارویں  
کی روحانیت سے حارب کی و حکم ہوا کہ پہلے حضرت مائی صاحبہ  
سلامت وصال مسنون کی روایت کرے۔ جس کا سرور۔ وہ دیرے سندھ کے سرور  
کنارت پر ڈیرہ غازی خان میں سرور حج حب کے دربار واقع ہے۔ پھر لوہڑی  
شرف المعروف روہڑی سکھر میں جا کر رہائش اختیار کرنا۔

جب پھر صادق صاحب سرور کے حکم کے مطابق پہلے مائی فاطمہ  
مسنون کی روایت کے لئے سرور میں مائی صاحبہ کو روز روشن  
میں اسی نیکوئی سے دیکھا کہ وہ سرور۔ روایت سے کمر لک نکل کر ان سے  
مخالف ہوئی کہ نہ پھر صادق! سرور! ہم سے صحیح حد معافی کے حوالے کیا  
جیسا کہ تمہیں سرور۔ ناموس دس سرور سے حکم ہوا روہڑی میں جانا۔ لیکن  
ڈیرہ غازی خان کی رہا اپنا۔ وہاں ملاں مسعود میں سلطان احمد مستوفی تعلیم حاصل  
کرتے ہیں ان سے ملاقات کر کے انہیں حصول علم کی تاکید کرنا۔ خلیفہ  
محمد صادق رحمت ہو کر ڈیرہ غازی خان پہنچے۔ سلطان احمد مستوفی سے ملاقات  
کی اور پھر روہڑی پہنچے۔

روہڑی میں آپ کے موسمن ماہ کے جنوب میں جو کوس کے فاصلہ پر

۱۔ مسد موسن ماہ گیلانی (علاقہ معروف موسن ماہ کھونٹی) نے عہد طفلی میں  
حضرت سلطان بابو سے کسب فیض کیا۔ حکم کے مطابق عام حاصل  
کرتے لکے۔ جب علم مکمل ہوا تو مرشد کامل سے ملے آئے مگر مرشد  
انفال ہو چکا تھا۔ اور مرشد اپنے مرید موسن شاہ کے لیے موت کے وقت اپنے  
ہاتھ سے 'اسم اللہ' لکھ کر چھوڑ گئے جس سے انہیں پورا فیض ملا۔

محمود پور پرچہ میں رہائش خیار کی ۔ اور عبادت بھی میں مشغول ہوئے ۔ اور وہیں شادی بھی کی ۔ ان کے بچے ان کے حکم کے مطابق ایک حد کے درخت کے میوے پر ہی گزر اوقات کرتے تھے ۔ ان کی بڑی لڑکی مائی حو نے جب افاح کی خواہش کی تو فرمایا اسی حد سے لے آیا کرو ۔ چنانچہ ہر روز اسی درخت سے ڈول میں لے کر گئے ۔ انہیں میں حاتی جس طرح گزر وفات کرے ۔

روپڑی میں ایم کے ذوال محمد صاحب پر سال باقاعدگی کے ساتھ مہینہ دس حصہ ہاتھ کے مریہ عرس کے موقع پر کیا کرتے تھے اور ہر بار دو گدے ۔ درویشوں کے چہرے کے لیے ڈالیا کرتے تھے ۔ صلہ کچھی (سوجستان) سے سیکڑوں آدمی حیدر محمد صاحب سے ملنے کے سے آئے اور بیسیاب ہوئے ۔ ان میں علاوہ کچھی کے ایک درویش سال سلطان لوہار تھے ۔ میان سلطان کے لڑکے لغیر محمد اور حبیبہ سندر بھی صاحب حال ہو گئے ہیں ۔ ان کے علاوہ علاوہ کچھی کے گاؤں سحر کے حبیبہ سید محمد شاہ ہیں ۔ آپ صاحب مکاشفہ اور صاحب حصور تھے ۔ آپ کا بیٹا سید غنم بھی درسا اور عبادت گزار تھا ۔

### ● ملا مزار بدو زئی

اسپتھی میں پیدا ہوئے ۔ سال ولادت معلوم نہیں ۔ سن وفات ۱۹۳۹/۵۱۳۵۸ء ہے ۔ انہیں خان علاوہ ساہی وہ تحصیل جھٹ پٹ (سوجستان) میں ہے ۔

لوچستان سے متعدد بار حصہ سندن باہو کے دربار پر پہنچے ۔ اور ان کے سلسلہ قادریہ سے مسلک ہو کر فیض طلی حاصل کیا ۔ صاحب حال ہوئے اور اکثر سر مسی کے خانم میں سفر کہے تھے ۔

### ● محمد یوسف بدو زئی

موند اسپتھی ہے ۔ مدفن بھی وہیں ہے ۔ سن ولادت معلوم نہیں ۔ سن وفات

۱۹۹۰/۵۱۳۸۰ء ہے ۔

نارہا دربار حضرت سلطان بابو شریف لے گئے اور سلطان العاروی سلطان بابو کے خاندان کے ایک بزرگ سلطان نور محمد (۱۵۲۸ء/۱۸۶۳ء-۱۵۳۴ء) کے ہاتھ پر بیعت کر کے باہر سلسلہ سے منسلک ہوئے۔ اپنے مرتبہ کے بعد سبائی بنے اور اسی کو سب افغان سمجھتے تھے۔ فارسی اور برہوٹی میں ایسی طعن نہیں جو عس و محب میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ ایک نظم جو انہوں نے سے مرید سلطان نور محمد کے حضور براہوٹی میں کہی تھی اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو :

رحمہ : اے محبوب ! تو مجھے محبوب ہے۔ ایک نار تو مجھے اکرم میں۔  
 شکر ہے میں مسکرت ہوں۔ تیرے دیوانے پر آتا ہوں۔ میں تیرے دیدار کے  
 لئے آتا ہوں۔ وہاں وہاں۔ تیرے کانے میں خمدار ہیں۔ اے محبوب !  
 میرے دل تو بوٹ گئے ہیں۔ مجھ سے نار نہ چھپا۔ مجھے آس ہوئے کی  
 احاطہ دھن۔ حضورؐ میری شمع دہائے والے ہیں۔ میرے گناہ معاف  
 فرمائے۔ حضورؐ ہی میرے لیے نال ہیں۔ میرے گناہ در گزر کیجئے۔ یوسف  
 غم نہ کرنا ہے کہ اے محبوبؐ مجھ مصطفیٰؐ میں سراسر ہی خادہ ہوں۔“

گویا مرید سے محاسب ہوئے ہوئے حضورؐ بات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور روحانی مصر ۵ حواہاں ہوا پر صاحبِ طریقت کا مستہائے مقصود ہوتا ہے اور یہ صوفی شاعر نصیری احسن اس مقصد کی جانب رجوع کرتے ہیں۔

### • ہندو ملنگ پروسی

علاقہ مستونگ کے رہنے والے تھے۔ ۱۵۳۵ء/۱۹۳۵ء میں فوت ہوئے۔

حضرت سلطان العاروی سلطان بابو قدس اللہ سرہ کے خاندان کے مریدوں میں سے تھے۔ معلوم نہ ہو سکا کہ بیعت کس سے کی۔ البتہ حضرت سلطان محمد نورؒ اس حضرت سلطان نور محمدؒ کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔ مجذوب الحال تھے۔ انہوں نے بروہی زبان میں حضرت سلطان العارویؒ کی مدح و عشق میں سبکوں شعر کہے۔ وہ خود بو ذہوانگی کی حالت میں رہتے تھے مگر افسوس



ہے کہ ان کا کلام کسی اور شخص سے بھی محفوظ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کے چند راہبوں اسفار عبور تونہ درج کیے جاتے ہیں۔

نکٹ کرک راستہ گوزا سوار ماں بندا ریل ٹی  
 (اے بندے یہی نکٹ حرد ہے پھر رہیں میں سوار ہوا)  
 ے نکٹ تبا سوار مدیں یڑے ڈھڑک حور مفس  
 (نکٹ کے عبر سوار مہ ہونا وان ر لڑ حوار مہ ہونا)

● فقیر اللہ ورا یا

نوم بھنگر ، علامہ مدر مرد وہ محض لہڑی کے رسمے والے تھے۔ آپ کا مدفن مراد واہ میں ہے۔

آپ سے سناں سور پھ ان سناں سلام رسول ہو حصہ سناں العارفین سلطان ابو کی ششم ہشت میں سے ہے ، کے دسہ حق پرست ہر بیعت کی۔ بچین سال کی عمر پائی۔ اسے مرشد سناں سور پھ کی وفات سے تین سال بعد دامیٰ احل کو لیک کہا۔

ابتدا میں حب دربار سرف ، حسک ، بیعت پر پہنچے نوجو مہ یک لچھ کھایا نہ سا۔ مات حب بھی مہ کہ کیا کرنے۔ لوگ دیکھنے آئے تو سا رخ دوسری طرف پھیر دیے۔ من کے مہ مرشد کامل کی سوجہ سے اصل حالت میں آئے۔ حور و موس کا حال کرتے گئے اور مات بھی کرتے۔ ناہم بقیہ تمام زندگی فقیرانہ گمنامی میں گزاری۔

دربار سرف نور سے مرشد سناں سور پھ کا مال مویشی چراے پر مقرر ہوئے۔ بھیسیں حراے اور ان کا جی حترام کیا کرے۔ حتیٰ کہ حب کھی مویشی کسی کے کھیت میں منہ مارے لگتا تو ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر انہیں کھیت سے لوٹا لیتے اور کہتے تھے ”ہانے کیا کروں رانچھے کی بھینس ہیں۔“

فقیر اللہ ورا یا ظاہراً تو ایسی گمنامی کی زندگی بسر کرتے رہے مگر ناطن میں بڑا اونچا مقام پا چکے تھے۔ ایک بار دربار کے چند حادموں کے ساتھ کسی مات پر تکرار ہو گئی تو فرمایا اچھا پھر میں آج ملتان جاتا ہوں اور یہ کہہ

ہوئے دریائے چناب میں چھلانگ لگا دی۔ خادموں نے دیکھا کہ وہ دریا میں ڈوب گئے ہیں اور پھر نہر اچرے۔ جب سلطان نور محمد کو پتا چلا تو انہوں نے تلاس کے لیے کئی عوطہ زن اور بیراک بھیجے۔ دو روز کی تلاش کے بعد تقریباً ۱۸ میل کے فاصلے پر رنگ پور کے قریب ان کا حسم دریا کی سطح پر برتا ہوا دکھائی دیا۔ لوگ اسے کٹارے پر لے آئے۔ ہلانے جلانے پر جواب دیا کہ 'میں تو مٹا جا رہا تھا'۔ جب انہیں مرشد کا پیغام دیا گیا تو آٹھ کھڑے ہوئے اور واپس آ گئے۔

فقیر اللہ وزیرا کہا کرتے تھے "میں کسی کو عشق کیا سکھاؤں یہ بھی کوئی سکھانے کی چیز ہے۔"

### ● خلیفہ 'ملا معالی

آپ نے سلطان عارین حضرت سلطان ناہو (۳۹-۳۸-۱۰۳۸/۵۱-۶۱۶۲۸) کی زندگی میں ہی ان سے فیض حاصل کیا تھا اور اس طرح نوجوان میں حضرت سلطان العارین کا سلسلہ طریقت پھیلانے میں انہیں تمام حصہ میں ویب حاصل ہے۔ ان کا مرزا کوڑک علافہ سیوی (ستی) میں ہے جو مری قسے کا مسکر ہے۔ حضرت سلطان عارین نے فرمایا تھا کہ 'ملا معالی دروسوں میں مشرک ہے۔ مائیت سلطان کے متعلق سلسلہ تدریج حضرت سلطان ناہو کو مریوں کے علافہ اور ڈھاڈر ستی میں پھیلانے میں ملا معالی اور ان کے معاذہ شیعوں کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ اب بھی ملا معالی کی ریارت کو آتے ہیں۔

'ملا معالی کے ہمراہ حضرت سلطان العارین کی خدمت میں دو دروس ملا مصری اور خانہ شاہ بھی آئے تھے۔ ملا مصری کا مرزا جو خاص نصیب ڈھاڈر واہ میں ہے اور خانہ شاہ دروس کی خانہ قندھار کے نواح میں ہے۔ حضرت سلطان عارین کے سلسلہ طریقت سے مری قوم کا زیادہ روحانی حصہ اسی زمانے سے جلا آ رہا ہے۔ حناجہ اب بھی کوہلو اور ستی کے علافہ سے یسویوں کی تعداد میں مری حضرت سلطان العارین کے دربار پر 'مرس کے موقع پر حاضری دیتے ہیں۔

کوہلو کے مری قبائل میں ایک خاندان میں تو کئی پشتوں سے حضرت سلطان العارفين کے خاندان سے خلافت بیج کا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۸ء میں کوہلو کے حبیبہ خان محمد مری دانی کا انتقال دربار حضرت سلطان باہو پر ہی ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کا سرار حضرت سلطان نور محمد و حضرت سلطان محمد نور کی قبروں کے شری قبرستان میں موجود ہے۔

حبیبہ خان محمد مری مری صاحب درد سہا لکھے۔ ہر ماں بیسیوں مریوں کے ساتھ دربار حضرت سلطان باہو پر دوستی کے ساتھ زیارت کو آنے لگے۔ وہاں مددہ دینے اور خیرات کرتے تھے۔

### ● خلیفہ عبدالعزیز یوسف زئی

آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۵ھ کو روہ پانی وڑ کیجی بیگ سرب کوئٹہ کے قبرستان میں ہوئی۔ آپ سے علاوہ سرب پانی کیجی بیگ کے ساتھیوں نبیہ سے زیادہ اُس ہونے کے سبب کیجی بیگ میں ہی سرب کیجی حیاتی۔

حضرت سلطان باہو مدس سے سرہ کی ولادت میں سے پانچویں پشت میں ایک برہگ سلطان صاحب محمد ابن سلطان علاوہ باہو سے فیض معرف حاصل کیا۔ اکثر وجہ و سرسستی کے عالم میں رہے تھے۔ منشرح و پاکیزہ تھے۔ بھولے حضرت سلطان العارفين کے سلسلہ طریقت کو سندھ و نازی (ضلع کجھی) کے علاقوں میں پھیلائے میں کافر سرگرمی سے کام کیا۔ چنانچہ سندھ اور بھاگ پڑی کے علاقوں میں ہزاروں لوگ حبیبہ صاحب موصوف کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ علوم دینی اور صفائے باطن کے باعث علاوہ سرب میں سب سے زیادہ معزز شخصیت مانے جاتے تھے۔ زمان میں شہر بھی جو ناب کہتے پوری ہو حلق۔ ان سے متعلق کئی کرامات ان کے مریدوں میں مشہور ہیں۔ یک سال سرب کے علاقہ میں ہبضہ کی وبا بھوٹ پڑی۔ علاقہ کے معزین نے حبیبہ صاحب سے وبا کا حاکم بیان کیا۔ تو خلیفہ صاحب نے 'حق باہو' کا نعرہ لگایا اور سجدے میں گر گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے نص

سے میرے مرشد کامل نے اطلاع دی ہے کہ وبا ختم ہو گئی ہے۔ اللہ دو شخص مر جائیں گے۔ پھر فرمایا ”حاحی زرین شاہواری! تمہاری بہن اور تمہارا چچا زاد بھائی خوشدل حال مر جائیں گے“۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اور اس کے بعد بیٹھے کی وبا بھی ختم ہو گئی۔

حفیظ صاحب کی اولاد آج بھی کلی کیچی بیگ میں سکونت پذیر ہے۔

## ۱۳۵

### سلطان حمید الدین حاکم قریشی ہنکاری

آپ کی ولادت ۲ رجب الاول ۷۵۰ھ/۱۳۴۷ء میں کیچ مکران میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی شیخ حمید الدین، کنیت ابو حاکم اور لقب سلطان اتار کہیں تھا۔ آپ اشعار میں حاکم مختصر کرتے تھے۔ آپ کا سلسلہ سب چند واسطوں سے حضرت ابوسفیان بن ہارث سے جا ملتا ہے۔

شیخ حمید الدین بن سلطان ہاء الدین بن سلطان قطب الدین بن سمنان رشید الدین بن سلطان ابو علی بن شیخ المثنیٰ شیخ موسیٰ ہنکاری بن شیخ ابوطاہر بن شیخ المثنیٰ ابراہیم ابو الحسن علی ہاشمی ہنکاری بن شیخ محمد ہنکاری بن شیخ یوسف ہنکاری بن شیخ شریف عمر بن شیخ شریف عبدالوہاب بن ہارث قریشی۔

آپ نے اکیس سال تک کیچ مکران (بلوچستان) میں نہایت عدل و انصاف سے بادشاہی کی۔

”ذکر کرام“ میں آپ کے ترک سلطنت کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ اسی حکومت کے زمانے میں دیر کو ایک باغ میں فیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ اس باغ اور محل کی نگرانی اور آپ کی خدمتِ فرش گستری ٹونٹ فاسی ایک لولہ کی ذمہ تھی۔ وہی ہمیشہ آپ کا بستر بچھاتی تھی۔ ایک روز آرام کے لیے

سرف لائے تو دیکھا کہ آب کے سترے ٹونٹ لوہی سو رہی ہے۔ یہ دیکھ کر آب کو بہت عرصہ آیا اور آٹے کوڑے حبس کا حکم دیا۔ جس پر فوراً عمل ہوا۔ لوہی پر کوڑے پر جھٹنے کے جلنے ہستی تھی۔ آپ اس کے اس انداز پر حیران ہوئے۔ سب پوچھا تو وہ سب سے کہے گی کہ میں سوچتی ہوں جب اسے اچھے بستر پر رک دے سوے گی۔ ستر ہے تو ان لوگوں پر کیا گزرے گی جو ہمیشہ اس پر آرام کرتے ہیں۔ اب اس کے اس جواب سے اتنے متاثر ہوئے کہ سب جھوڑ کر رہ و روغ کی حالت رٹھ کیا۔ ایک دوسری وجہ تھی کہ اس کی ستر سے جو مساجح مکار ہیں نرچ ہے۔

ازان بعد آپ بن و سال سعید لاہور پہنچے اور اسے اپنا حضرت سید احمد توحید کے دربار میں صریحاً حضرت میں بیعت کی اور ان سے حروفہ خلافت حاصل کیا۔

حضرت سید احمد توحید کے وصال کے وقت شیخ حمید الدین سے کہا کہ صاحبزادے! اب تمہارے حصہ اسے بعض کے پاس ہے جو سلسلہ سہروردیہ میں سر ہے۔ حاجیہ آب سے مراد کی وصیت کے مطابق بعد از شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ شہاب الدین نے ان سے اشارت دی کہ تمہارا حصہ شیخ رکن الدین "واسع بن صدر الدین بن عارف بن شیخ جہاں الدین زکریا مشی کے پاس ہے۔ یوں تو ان کا زمانہ ولایت قریب نہیں باہم مجھے موقع ہے کہ تم سے عہد کو پاؤ گے اور ان سے اپنا حصہ حاصل کر لو گے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی کے ارشاد کے مطابق شیخ حمید الدین ملتان پہنچے اور ایک لمبی مدت تک شیخ رکن الدین کی ولایت کا انتظار کیا۔ جب شیخ رکن الدین (۵۹۳۵-۶۱۲۳ ۵۹۹۰-۶۱۲۹) مسد شیخت پر جنوہ افروز ہوئے تو شیخ حمید الدین نے ان کی خدمت میں حاضری دی۔ اور ان سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت ہو کر حروفہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں آج اور سکھر کے درمیانی علاقے میں تبلیغ اسلام اور ارشاد و ہدایت

میں منہمک رہے۔ اس کے بعد آپ فلعمہؑ مٹو میں تشریف لے گئے۔ جسے رائے ماہسی دوم نے تعمیر کرایا تھا۔ یہاں آپ کے باعث متعدد ہندو دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

شیخ حمید الدین نے ایک سو سرسٹھ (۱۶۷) برس کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۵۷۳ھ/۱۳۶۶ء کو رحلت فرمائی۔ سلسلہٴ سہروردیہ میں آپ ۷ سب سے لمبی عمر پائی۔ ”ذکر کرام“ میں تحریر کیا گیا ہے کہ آپ کی وفات ملتان میں ہوئی مگر تحصیل رحیم یار حان (پہول پور ڈویژن) کے ریلوے اسٹیشن رنٹھ سے جانب شہال چار میل کے فاصلہ پر بقاء مٹو دفن کئے گئے۔ آپ کے منقوطات ”کرار حمدیہ“ کے عنوان سے طبع ہوئے۔ یہ کتاب آج کل نایاب ہے۔ سیح شہر اللہ لنگہ ملتان نے جو سلسلۂ حسین لنگہ کے معاصر اور اپنے دور کے ولی اللہ تھے ”ذکرۃ حمدیہ“ کے نام سے فارسی میں اسے بحر طریف سلطان الناکین حمید الدین حاکم کی سیرت مرثیہ کی ہے جس کا اردو ترجمہ غلام دستگیر نامی نے کیا جو لاہور سے ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

حونکہ بلوچ حضرت حمد الدین حاکم کے مرید تھے اور آپ نے خود اور آپ کے خاندان کے کافی عرصہ تک بلوچوں پر حکومت کی تھی اس لیے آپ بلوچوں کو ”شیر بچگان“ سے موسوم کرتے تھے۔

سیح شہر اللہ لنگہ نے سیح جہاں حنی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”بھکر اور ملتان کے گرد و نواح میں لٹھ قوم نے لوٹ مار سے ایک قیامت برپا کر رکھی تھی۔ کوئی شخص امن حین سے زندگی بسر نہیں کر سکتا تھا۔ ایک دن سلطان النار کر سیح حمید الدین حاکم علیہ الرحمۃ خوشی کے عالم میں بیٹھے تھے۔ چند مردوں نے حاضر ہو کر التمس کی کہ حضرت ہم لٹھ قوم کے ڈاکوؤں کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں۔ آپ کبھی دیر خاموش بیٹھے رہے۔ ازاں بعد ڈھانٹا کھول کر مغرب کا رخ کر لیا۔ ایک سندھی فقیر نے جو حضرت سے کافی بے تکلف تھا، عرض کیا کہ مغرب سے ٹھنڈی ہوا آرہی ہے۔ شاید جناب نے اسی وجہ سے اس جانب منہ کر لیا ہے۔ فرمایا، یہ بات نہیں بلکہ قوم لٹھ کے استیصال کے لیے اپنے شیر بچگان کو بلا رہا ہوں۔ شیخ جہاں آچی فرماتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد کے تھوڑا عرصہ بعد بلوچ قوم گروہ درگروہ اس طرف بڑھنا شروع ہوئی اور اس نے قوم لٹھ کو کلیتہً ختم کر دیا۔“



منعہ نہا۔ ایک رات ایک دنہ چوری کر کے اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے۔  
 راستے میں ایک سوڑی سی۔ اس نے ب سے کہا میرے بچے بھوکے  
 ہیں، میرا شوہر کئی دنوں سے بلاس رو میں گھر سے بھر گیا ہوا ہے، میں  
 اس کے ابطار میں اس کا راستہ دیکھ رہی ہوں۔ اب کو اس کی حالت راز  
 رحم آیا، دنہ دھج کیا اور کتاب بنا کر ان کی سیکہ سیری کرائی۔ اس سوڑی  
 نے ان کے حق میں دعا کی کہ: ”اے رب العزت! مٹ اس بندے سے ہمیں  
 بھوکوں مرنے سے خاصا ہے تو اس کی مراد پوری کر اور حصر نہ کر۔“  
 صدے میں اسے فردوس بریں کی عصوں سے مالا مال کر۔“ غور کی مصو  
 ہوئی اور اسے گڈ کو، سر سٹال بن گیا۔ یہ اب کا آخری ذائقہ ہے۔ ب  
 آپ عادت و ریاض میں مصروف ہو گئے اور بقی عمر اسی میں گزاری۔

روایت ہے کہ ایک قافہ اونٹوں پر کھجوریں لادے جا رہا تھا۔ ب سے  
 ملے ہوئے ہوئے، اب سے چلے سرے سے۔ حوا کہ کہ بے جا رہے ہو اس  
 نے سوچا کہ یہ اونٹوں کا کہ کھجوریں ہیں و وٹ سے رہا رنے کا ر۔  
 انہیں کھجوریں بھی دیں، ریں۔ اس نے کہا ”نک ہے“۔ اب سے کہا ”اچھا  
 نک ہی ہوگا“۔ آخری ستریاں سے بھی ہی بوجھا، اس سے ٹھیک ٹھیک مانا  
 اور کچھ کھجوریں اب کو سے ہی دیر، جب دیر، سہر سے بوجھا ہو چلے  
 شتریاں کی کھجوریں واقعی نک بن گئی تھیں۔

ایک اور روایت ہے کہ ایک قافے کا ایک کمزور اونٹ بوجھ کی زیادتی  
 کی وجہ سے قافے سے پیچھے رہ گیا۔ جسے چلتے وہ گر ڈا اور اس کی ٹانگ  
 ٹوٹ گئی۔ ستریاں نے دل ہی دل میں ب کو یاد کیا۔ بھوڑی دیر میں ایک  
 سعید ربتی برگ آیا، حالت بوجھی۔ بھر جیب سے کوئی چیر نکال کر اونٹ کی  
 ٹانگ میں ٹھونک دی۔ اونٹ ٹھیک ہو کر چلنے لگا۔ اب نے کہا کہ جب  
 اسے ذبح کرو تو اس کی یہ ٹانگ دیکھ لیا۔ بوڑھے ستریاں نے استسار کا  
 ”آپ کون ہیں؟“ اب نے جواب دیا، ”م سے کس کو یاد کیا  
 تھا؟“۔ اور اس کے ساتھ ہی غائب ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ جب  
 سالوں بعد اس اونٹ کو ذبح کیا گیا تو اس کے ماتک کو اس کی ٹانگ سے  
 سونے کی کیلیں ملیں۔







## پیر ملتانے کل مدٹان گوں بھاوالاں

(ملتان کے تمام پیر، مہاول (مراد غوث مہاؤ الحق سہروردی) کے ساتھ  
میرے مدد کار ہیں)

ننگریں سہری دودا' بھاوالاں' سخی

(سخی پیر سہری دودا اور بھاوالاں سخی)

سہواں پیر یاد ٹال آن ہفتیں ولی

(اور سہواں کے قنڈر شہار ور ہنس ولی کو میں نے یاد کیا)

آپ کی کرامتوں کے بارے میں کئی کہانیاں منسپور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ خضر علیہ السلام سے بھی ملتے تھے۔ بیشک کے لحاظ سے آپ درواہے تھے۔ ملوں اے۔ میتھسن (A. Matheson) لکھتی ہیں۔ ”وہ ایک درواہے تھے جب کہ چار دوست جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باری باری خلیفہ بنے تھے، ظاہر ہونے اور گ سے ایک کبری مانگی۔ انہوں نے کہا کہ ریوڑ میں صرف ایک بکری تھی کی ابی ہے چنانچہ وہ کبری انہوں نے آن چاروں کو دے دی جنہوں نے اسے چوما اور کھایا۔ جائے ہونے وہ پیر صاحب سے کہہ گئے کہ جب کبھی وہ بے روزگار ہوں وہ اپنی بکریاں خود لے لیں اور آج تک رکھیں۔ وہ ایسی ہوں گی آج تک کسی سے نہیں دیکھیں۔ انہوں نے سورتی کو ایک لائھی بھی دی اور کہا کہ جب پای کی ضرورت ہو اسے بھوڑا سا زمین میں دھساؤ تو وہاں سے پای نکل آئے گا۔ اب پیر سہری پای کی تلاش میں ریوڑ کو میوں لیے پھرنے کے بجائے وہ لائھی درامی زمین دھسانے کو وہاں سے سی بھوٹ بھتا۔ جب ریوڑ کے مالک کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے سہری کو ایک صاحب کرامت فقیر قرار دیا۔

۱۔ سردار دودا خان والد مبارک خان مری۔ متوفی ۱۲۵۷ھ - ۱۸۸۱ھ

۲۔ سردار بھاوالاں خان مری والد دوست علی خان۔ متوفی ۱۲۲۲ھ - ۱۸۰۵ھ

۳۔ مہووا اے۔ میتھسن۔ دی ٹریگڈی آف بلوچستان۔ آرنہر پبلشرز، احمد آباد

۵ ونزلے سٹریٹ لندن ڈبلیو ۱، ۱۹۶۷

اس وقت تک چرواہا پھر ایک بکری کا مالک بن چکا تھا جو اس کی مزدوری متصور ہوں۔ جسے انہوں نے باڑے میں رکھا۔ جب وہ دوسری صبح جاگے تو یہوں نے دیکھا کہ بازہ بکریوں سے بھرا ہوا ہے۔ ان کا رنگ یا کم از کم ان کے کان سرخی مائل خاکی ہیں۔ اس قسم کی بکریاں اس سے پہلے اس علاقے میں کبھی نہیں دیکھی گئی ہیں۔

ایک دن لیدیوں کے ایک گروہ نے ان کا سر قلم کر دیا اور ان کا ریور بانک کرائے گئے مگر ہر سوری بے اتنا ہر اسے باہیوں میں اٹھا لیا اور ڈاکوؤں کا عاقبت کرے گئے۔ وہ ڈاکو دہشت کے مارے پھر پھر کانٹے لگے اور ان کے ہاؤں بکڑ کر معاف مانگے گئے۔ ہر صاحب نے انہیں معاف کر دیا اور ہر طرح ہر کے عین اسے گھر پہنچ گئے وہاں ہمیشہ کے لیے رہنے کی جگہ بن کرے گئے۔ میرے سے پہلے جوں نے اسے لڑکوں کو ویت کی کہ وہ ان کو ایک وٹ ہر دائہ دیں اور اس جگہ ان کا مزار بنا دیں جہاں اونٹ بیٹھ جائے اور آگے حاسے سے انکار کرے۔ اوٹ نے چار مختلف جگہ وقفے سے آرام کیا۔ ان حاروں جگہ "کاہر" کے درخت رہا ہوئے اور آخر کار اس علاقے کی سخت و زبردی چٹانوں کے سلسلے کی چوٹی پر فرو نش ہو گیا۔

وہیں آپ کا مزار ہے جس کے بارے میں شروع میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔

## حضرت سید احمد

آپ کا تعلق حضرت سید درجہل بھاری کی اولاد سے ہے۔ جو ہشتم میں سکونت پذیر ہے۔ آپ کی اولاد کو احمدی سادات کہتے ہیں۔ جو احمدوں نامی تھے (جسے احمدوں بھی کہا جاتا ہے) میں رہتے ہیں۔ احمدوں نے دراصل آپ کے نام احمد سے ہی منسوب ہے۔

آپ بڑے ولی اللہ تھے۔ آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔

## حضرت سید پر بلو

آپ افغانستان کے رہنے والے تھے۔ انہیں غنیمت سر مو ا غور تھا۔ وہ صاحب کشف و تراوات تھے۔ جس ہی سے صحبت گوارا دے اور ذکر انہیں میں معروف رہتے۔ آپ کے والدین کی جو پس چو کہ کن کا در۔ دین کے خائے دیا اور امور دنیوی کی صرف متوجہ تھے۔ وہ آپ کی صفت میں محل ہوئے تھے۔

مجبوراً آپ کو اپنا گھر باو چھوڑنا پڑا۔ آپ کوئی صبح نہ رہا۔ روڈ کے کنارے بیٹھ گئے۔ در۔ ذکر انہیں میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے پاس بڑی تعداد میں لوگ آنے لگے اور فیضان حاصل کرنے لگے۔

روایت ہے کہ افغانستان کے چند مشہور صوفیاء آپ سے اس سے وطن جا رہے۔ انہوں نے وادی سال کوٹہ (کابل) میں پہنچ کر سید پر بلو کے فیضان کا مشہور ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے آپ کو پھانسی پر لٹا دینے کی صلاح دی۔

آپ کے والد جو بہت ضعیف ہو چکے تھے، بے شے کے پاس آئے اور انہیں گھر چلے ہر محسوس کرنے لگے۔ حضرت پر بلو چونکہ دیہاتی لوگوں میں پڑنا نہیں چاہتے تھے اس لیے ایک ذمہ خاں ہو گئے۔ صریح روڈ پر واقع آپ کی حلقہ پر آج بھی لوگ بڑی تعداد میں حاضر رہتے ہیں۔

## حضرت سید در بلبل

کہا جاتا ہے کہ آپ چار بھائی تھے۔ چاروں 'سب حصیر سحری' (صلح لورا لانی) کے علاوہ ہوں میں آئے تھے۔ آپ کا نام سید در بلبل تھا۔ بعض تاریخوں میں سید در بلبل درج ہے۔

جب آب اس علاقہ میں آئے تو ان دنوں پوٹی نامی کٹی کا نام جلال آباد  
 نیا۔ یہاں کے لوگوں نے آب کو آزمائے کے لیے کہا کہ اگر واقعی بڑ اور سید  
 ہیں تو اس ہتے ہوئے پانی کو دودھ میں بدل دیں۔ روایت ہے کہ آپ نے  
 اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا اور دعا کی کہ اے میرے مولا یہ پانی دودھ  
 بن جائے۔ چنانچہ آب کی دعا قبول ہوئی اور یہاں ہوا پانی دودھ میں بدل گیا۔

کچھ عرصے کے بعد جب لوگوں کا جی دودھ سے بھر گیا تو بھوں نے  
 پھر اب سے درخواست کی کہ ہمیں دودھ کے بجائے پانی ہی چاہیے۔ آپ نے پھر  
 بارگاہِ ابردی میں دعا کی جو منظور ہوئی اور دودھ دوبارہ پانی بن گیا۔ اس وقت  
 سے جلال آباد کا نام 'پوٹی' پڑ گیا۔ پوٹی ستونیاں کے لفظ 'پٹی' کی بگڑی  
 ہوئی شکل ہے۔ جس کا معنی دودھ ہے۔ انگریزوں نے 'پٹی' کے بجائے پوٹی  
 لکھا شروع کیا۔ مقامی مسو میں اسے اب بھی 'پوٹی' کی بجائے پٹی کہتے ہیں۔  
 البتہ اب کوئی شخص بھی اسے حلال آباد کے نام سے نہیں پکارتا۔

پوٹی کا علاقہ بڑا سرسبز اور آباد ہے۔ سنجاولی سے راستہ زدارت  
 کوٹھ جانے والی سڑک کے قریب سنجاولی بازار سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر کٹی  
 پوٹی ہے۔ لورا لائی سے بس بھی آتی جاتی ہے۔

حضرت سید در پائیں عاری کی اولاد کو 'پچی' (پوٹی یا پٹی میں رہنے کی  
 مناسبت سے) آباد کہا جاتا ہے۔ پچی آبادات پوٹی کٹی کے علاقہ میں محض  
 سنجاولی اور بلوچستان کے دوسرے حصوں میں بھی سکونت پذیر ہیں۔

کٹی پوٹی کے جس مقام پر آب کا مزار ہے وہ 'پیری' کہلاتا ہے۔ مزار  
 بہت خوبصورت اور مرجعِ خلائی ہے۔ وہاں باقاعدہ محاور رہتا ہے۔

### حضرت سید محمود

آپ کے بارے میں کسی قسم کی معلومات نہیں ملتیں۔ آپ کا مزار نوشہی  
 میں، حالس محل دور زرو میں ہے۔ سید بکالنگ آب کو زندہ پیر تسلیم کرنے

ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”تمام تاجر خدا کی خوشنودی اور پس صاحب کی رضا جوئی کے لیے اپنے مال میں سے کچھ نہ کچھ نذرانہ ضرور دیتے ہیں۔“

آپ ایک جلالی طبیعت کے بزرگ تھے اور اس جلال کا اظہار اب بھی ہوتا رہتا ہے۔ میجر میکنٹی نے آنچوروں کو تنک میں بدل دینے والا واقعہ آپ سے منسوب کیا ہے۔ حادثہ بعض روایات کے مطابق وہ کرامت پیر سلطان قیصر کی تھی۔ صحیح علم تو خدا ہی کو ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے مزار پر صدقہ دے بغیر موشیوں کو حرنے کے لیے نہیں چھوڑا جاتا۔ ایک نارسیہ بلاؤس کے گھر سے گا کر وہی فرد آپ کے مزار پر آنا اور وٹ حرنے کی ممانعت کے باوجود ساوٹ حرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ وٹ گر مزار اور اس کی حالت سیڑی ہو گئی تھی۔ اسے دھ کر مزار پر رات کو اس سے خواب میں حضرت سید محمود کو آواز آئی کہ سوار سوئے جلال میں دیکھا۔ اس نے خوفزدہ ہو کر سید بلاؤس کو مدد کے لیے پکارا۔ وہ آئے اور لکھا کہ صبح ایک ریوڑ آئے گا اس میں میرے دو سنگوں والا ایک دُڈنہ ہے، آتے دربار میں نذرانہ کے طور پر دھ کر دینا، ورنہ حضرت کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوگا۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ ڈاکروں نے حمد بھائیوں کا گھوٹا کیا، وہ بھاگے بھاگے آئے اور مزار میں پناہ لی۔ ڈاکروں نے ہر ایک پر از دھوا تودار ہوا اور وہ ڈر کے مارے واپس بھاگ گئے۔

ایک اور روایت کے مطابق آج سے ساٹھ سو سال پہلے سمور نامی ایک شخص وضع مناسک کی پیری کی وجہ سے چلتے پھرتے سے ناخزا آگیا۔ ماہوس ہو کر ایک رات اس نے اپنے آپ کو آپ کے مزار میں بند کر دیا۔ صبح وہ بالکل تندرست تھا۔ استفسار پر اس نے بتایا کہ رات خواب میں حضرت آئے تھے اور انہوں نے میرے پاؤں سے دو سرخ سیخیں نکالیں۔ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے آپ کو بالکل تندرست پایا۔

کہتے ہیں کہ ایک نارکسی معتمد کے مزار کے دیے کا گھوسٹ بانٹا جا رہا تھا۔ بانٹنے والے نے ایک بوٹی سی گڑی میں چھالی اس کی گڑی کو آگ لگ گئی۔





صباغ الدین لاجوری ، مناء حسن لردیسی ، علاء حسن بخروج اور جلال مدنی  
سوزانی - آپ طالب علمی کے زمانے میں ہی سب زبردست تھے ، جن کے مختلف کتابوں  
پر حواشی اور بیروغ لکھیں اور دیگر تصانیف میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں :

- (۱) مرآۃ المتذللین علی مشکوٰۃ المصابیح (۲) سعاده اندالین علی مسیر
  - حلائس (۳) فتح العلی علی مدرس جندی ۱۷ صباغ مضمیٰ العریض علی قاضی
  - منارک (۴) مآول علی المصنوع ۱۶ وفید علی کاشیہ (۵) غنیم علی السیہ
  - (۶) لای علی احدى و مسعود علی شرح جندی (۷) مادی علی زرری
  - (۸) ظرف صلاقی علی صرف - ۱۲ ترکیب مدہ عامل ۱۳ بحر اسعاج
  - (۹) مجموعۃ بیروغ ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ رسالہ صرف (۱۱) رسالہ
  - فواہ صرف ۱۱ رسالہ صرف ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ رسالہ خط و کتابت
  - ۱۶ رسالہ بیروغ فارسی ۲۰ مجموعہ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ رسالہ خط و کتابت
- دیوان محمد یعقوب -

ب غریب ، فارسی اور سنو میں شاعری جس میں نثر کے بھیجے - آپ کا ایک  
مجموعہ شعر "مرثیوں سنو سنو - محمد یعقوب" جس سے - اسے اپنے نون  
دعا کرتے ہیں :

ذبیق و نارنگی مگر دان قبر یعقوب ای کریم  
چونکہ در دنیا ندیدہ عاشق مسکین غمخیز

## سات براہم خیل

یہ سب ایک ہی جگہ دفن ہیں - ساتوں بزرگ مسہور ہیں - ان کی اولاد  
سے کلی براہم خیل پری ہاں (عارف آں) میں ساحل مسسے کے بزرگ موجود ہیں -

## ۱۴۵

## سام خیل چہارتن (سلورنہ)

ہندو باع ضلع ژوب کے اطراف میں یہ چاروں بھائی ایک جگہ دفن ہیں ۔  
سام خیل کاکڑ قبیلے سے ہیں ۔

## ۱۴۶

## سامن جان آغا

آب کا نام حسام الدین بھا، ترن قوم سے تھے ۔ خویدا زو کی میں سکونت  
تھی ۔ یہیں آب کی تدفین ہوئی ۔ عابدہ اور زاہد انساں بھے ۔ آب کے ہزاروں  
عقیدت مند ہیں ۔

## ۱۴۷

## سپر کئی پیر

آب کا مزار میختر تحصیل پوری ضلع لورالائی میں ہے ۔ مقامی لوگوں کی  
روایت سے محمد اسماعیل سائل بیان کرتے ہیں کہ پہلے میختر کا نام سو بی بھا،  
مگر جب سپر کی پیر نے سیلاب کی روک تھام کے لیے زمیں میں کھل گاڑی تو  
یہ مقام ہمیشہ کے لیے سیلاب کی تباہی سے محفوظ ہو گیا اور اس کا نام میختر  
پڑ گیا ۔ میخ پشتو میں کھل کو کہتے ہیں ۔

۱۴۳

۱۴۸

### سپین نیکہ

سپین نیکہ تحصیل پوری صبح پور لائے کے جنگی ناسی گاؤں میں دفن ہیں۔  
زیارت پر مجبور بھی ہے۔ ب کا تعلق سرحد کا کٹر قیسے سے ہے۔

۱۴۹

### سر پریکڑے نیکہ

آپ کا مراد ٹوڑی علاقہ شورٹ ہیں پوری میں ہے۔

۱۵۰

### سرتور نیکہ

ہندو باغ کے قریب دفن ہیں۔

۱۵۱

### سکندر نیکہ

آپ فقیر رفی منزر ہیں کا کڑ ہیں۔ آپ کا مزار مرغہ فقیر زئی ضلع ژوب  
میں ہے۔

### سکیر نیکہ

آپ میری سنر خیل کا کڑ ہیں ۔ آپ کا مغرہ سندو باغ کے ۔ و حمد نامی  
کاؤں کے قریب ہے ۔

### سادہ گل

میری ڈاکٹر جسے سے معور رہے ہیں ۔ آپ کی ۔ ہوں سنگ حیدر رانی کے  
قریب ہوں ہے ۔

### سخی نیکہ

مسلم باغ سے جنوب کی طرف ۲۰ میل پر یعقوب ساندہ کے کنارے آپ کا  
مزار ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے سینکڑوں خربوزوں کو ننھروں میں بدل  
کر دیا گیا ۔

### سعد اللہ فقیر

آپ بیدار قوم سے ہیں ۔ درگئی کاؤں تحصیل پوری ضلع لورالائی میں  
مدفون ہیں ۔

۱۵۶

سعد اللہ نانا

حمزہ زئی سنزر خیل کا کٹر ہیں۔ لورالائی فورٹ سٹیفین روڈ پر ۳۵ میل کے فاصلے پر برڈ گاؤں میں دفن ہوئے۔

۱۵۷

سلد نیکہ

آپ پشین میں مروری علاقہ کے آخری حصے میں ٹانگی نامی گاؤں میں دفن ہیں۔

۱۵۸

سلطان

ساراوان میں زہرا کے مقام پر دفن ہیں۔ آپ کے مزار میں شاہ نسنے والے کو احتراماً یہاں کچھ نہیں کہا جاتا۔

۱۵۹

سلطان سمرقند بخاری

آپ کا مزار کنداواہ میں تیری کے قریب واقع ہے۔

۱۶۵

## سلطان عارفی

آپ کا مقبرہ ساراوان میں نورگا زاہری کے مقام پر ہے ۔

۱۶۱

## سلیمان آخوند

آپ موہڑی حمہ زئی سنزر خیل کا کٹر ہیں ۔ زالار علاقہ تھل چٹیالی تحصیل  
’دکی ضلع لورالائی میں دفن ہیں ۔

۱۶۲

## سمائل نیکہ

آپ کا صحیح نام غالباً اسماعیل ہوگا ۔ آپ کا تعلق کبڑی سنزر خیل کا کٹر  
قبیلے سے ہے ۔ ضلع ژوب کی تحصیل قلعه سیف اللہ کے کبڑی گاؤں میں مدفون ہیں ۔

۱۶۳

## سودل نیکہ

آپ شہباز زئی فقیر زئی سنزر خیل کا کٹر ہیں ۔ آپ کا مزار سرکی کاریز کے  
قریب ضلع ژوب میں ہے ۔

## سولوگئی نانا

شیرزئی حمزہ زئی منزر خیل کا کڑی ہیں - میختر میں دفن ہیں -

## سید محمد

سید محمد کا تعلق غورے زئی کا کڑی قبیلے سے ہے - یونی ور ضلع ژوب میں دفن ہیں -

## سید نوروز

آپ کا مزار جہالاولان میں منکا آجر کے مقام پر ہے -

## بزرگانِ شاہ پور

چھتر کے علاقہ میں شاہ پور کا قصبہ صوفی ساداتِ کرام کا مسکن ہے - اس خاندان کے یکے بعد دیگرے کئی ولی پیدا ہوئے - ان میں سید حسن شاہ بڑے نامور گزرے ہیں جن کی نظرِ کیمیا اور عملِ کریمانہ تھا - اطرافِ کوہستان کے وحشی قبائل آپ کی ایک نظر سے گھائل ہو کر مطیع و فرمانبردار ہو جاتے تھے - حاکمانِ وقت نے خاندان کو بڑی بڑی جاگیریں عنایت کیں جن کی آمدنی سے وہ مساکین اور مسافروں کی دل کھول کر خدمت اور مدد کرتے تھے -

## شاہ بلاول

آب کا سزار شاہ بلاول گاؤں کے پاس اور سب ندی (ضلع نر پیدہ) کے مغرب کی جانب ہے۔ آب سدھ کے ایک سید تھے اور ۹۰۰ ہجری کے لگ بھگ ”لاہوت لامکان“ میں مقیم ہوئے۔ جہاں سے موجودہ مقام پر منتقل ہوئے۔

وہاں پہلے ایک باغ تھا جس کا مالک گوکل نامی ایک ہندو تھا۔ ہندو اپنے بچوں کو حنیو پہانے سے قبل ان کے بال انروانے کی رسم یہیں ادا کیا کرتے تھے۔

یہ مقبرہ لب پہاڑیوں کے درمیان ایک تنگ وادی میں واقع ہے جو عمدہ دومی چشمہ سے سیراب ہوتی ہے۔ یہ جگہ زرخیز ہے اور اعلیٰ (تیر ہدی) ، آٹم اور جان کے درجہ مہاں کی اہم پیداوار ہیں۔ مقبرہ سے ملحق ایک مسجد اور قبرستان بھی ہے۔

شاہ بلاول میں ہر سال ۱۱ رمضان المبارک کو میلہ لگتا ہے جس میں دور و نزدیک کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔

## شاہ عبداللہ

آپ شاہ جعفر کے فرزند ارجمند تھے جو بی بی نانی (جن کا مزار بولان میں ہے) اور پیر غائب (جن کا مزار کھجوری میں ہے) کے بیٹائی تھے۔ ان کا مزار رودبار میں ہے۔ کہتے ہیں کہ رودبار میں ایک اژدہا تھا جو لوگوں کی بھیڑ بکریوں کا صفایا کیا کرتا تھا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ اسے ختم کر دے۔ کئی منصوبے تیار کئے گئے لیکن عملی طور پر سب ناکام رہے۔ مویشیوں



کے علاوہ جب لوگوں کو اپنی جان کا خصرہ بھی لاحق ہوا تو انہوں نے حضرت شاہ جعفر کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس اڑہا کو مار ڈالا جس کے باعث لوگ مسرت و طمانیت سے چہوہ اٹھے۔ رودنار کے ایک معزز شخص نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کر دی جس کے بعد سے شاہ عبداللہ پیدا ہوئے۔

آپ کی علم و تربیت آپ کے والد نزرگوار کی نگرانی میں ہوئی اور ان سے فیض یاب ہو کر آپ نے ساری زندگی سلام کے لیے وقف کر دی۔ آپ کی متعدد کرامات مشہور ہیں۔ آپ کا وصال ملاٹ ڈویژن میں درگ کے مقام پر ہوا جو ٹرمک میں واقع ہے۔

بھڑی سدا میں جس کے ہاں حب کرو ہے۔۔۔ ہوا ہے تو وہ ایک کرا یا ذمہ مرز برائے خاک کر دج آئے ہیں۔ سردار کے حاکم کے لوگ تکرے۔۔۔ کی حد تک میں قربان آئے ہیں۔ ٹرمک کا ہر کشتکار اپنی گندہ کا ایک حصہ "ک" کے طور پر مرز سرمد میں مہیا دیتا ہے۔

## پیر شاہ محمود

آپ آج سرمد کے — خجے — آئے۔ مرزا جعفر بن سہاڑوں میں حب اور نارکھان میں دھتی (لعاری بارکھن سرک — حصہ نارکھان) کے مقام پر واقع ہیں۔ (قیاس ہے کہ اُن میں سے ایک مرز یادگاری ہوگا)۔ آپ بھڑ کے دودھ پر گزر اوقات کرتے تھے۔ روایت ہے کہ آپ کی دعا نارنگہ اردی میں قبول ہوئی تھی جس کے نتیجہ میں دھتی اور سہاڑی میں ہالی کا حشمہ ٹھوٹ بھا گیا۔

کوہلو کے زرغون، کھیتراں اور مڈکی (الورائی) کے اُٹونی آپ کے مزار کی بہت توفیر کرتے ہیں۔ اُٹونی پر سال بھڑوں کے ایک گئے جہاں ایک بھڑ آپ کی اولاد کو تس کرتے ہیں۔ جب کہ سدا باہر انسی زمین کی پیداوار کا

سو لہواں حصہ دیتے ہیں۔ مزار کے متصل تقریباً تیس ایکڑ زمین بھی ہے جس کا مالک معاف ہے۔

## ۱۷۱

### شاہ مردان

آب کا مزار 'کشن اور جوہان کے وسط میں ملات بولان روڈ پر واقع ہے۔ اسے شاہوانی قبیلہ کے علاقہ میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اور 'شاہ مردان نا زیارت' کے نام سے موسوم ہے۔ آب کا اسم مبارک علی تھا لیکن عرف عام میں شاہ مردان مشہور ہوئے۔

بلوچستان کے صوفیائے کرام کے بارے میں یہ بت چلتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ظالموں اور کافروں کے سر سے محفوظ رکھنے کے لیے کبھی حجاب سے گریز نہیں کرتے تھے۔ ان میں سے کئی ایک حق کی خاطر شہید بھی ہوئے۔

شاہ مردان کے زمانے میں بھی کافروں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تھا۔ لوگوں نے آپ سے مدد کی درخواست کی۔ آپ نے پہلے نارگاہ حدادی میں ٹہر گڑا کر مسلمانوں کی نصرت کے لیے دعا کی پھر کافروں کو بھڑا کر اس جگہ پر پہنچانا جہاں آب کا مزار ہے۔ وہیں ایک زبردست جھڑپ ہوئی۔ دونوں اطراف کے کئی آدمی لڑائی میں کام آئے۔ آپ لڑائی کے وقت ایک اونٹ پر سوار تھے۔ آپ کے اونٹ نے چھلانگ لگائی اور دو ہی چھلانگوں میں پہاڑی پر پہنچ گیا۔ وہاں اب تک اونٹ کے بیروں کے نشان موحود ہیں۔

آپ کا مزار پہاڑی کے دامن میں نتھروں سے لٹکا گیا ہے۔ براہوی عزت و توقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر سال لوگ زیارت کے لیے آتے ہیں اور جانور قربان کیے جاتے ہیں۔

## شامو نیکہ

آپ شامزئی، کیزی، سنز خیل، کاکڑ کے جد اعلیٰ ہیں۔ اپنے دور کے بزرگ تھے۔ علاقے میں ان کی کئی کرامات مشہور ہیں۔

آپ نے سنزولیکہ، سید خوشی نیکہ، سید گڑے لیکہ، سید جرمی لیکہ اور محمد اسماعیل نیکہ کے ساتھ مل کر کنار کے مقابلے میں جہاد کیا اور شہید ہوئے۔ سہو نیکہ اور سید خوشی نیکہ کے واقعات زبان زد خاص و عام ہیں۔ ان کے سرار لواڑگی علاقہ عند اللہ زئی تحصیل فورٹ سڈین ضلع ژوب میں مرجع خلائی ہیں۔ مجاور موحدو ہے اور انگر کا انتظام ہے۔

## حضرت شے حسن

آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے۔

حضرت شے حسن بن حصرت بلائوش بن حضرت ملک ارقم بن حضرت پیر عمر بن حصرت شیخ عبدالعزیز بن حصرت سخ سدائقار جیلانی۔

- ۱۔ سنزو خیل کاکڑ قبیلے کے جد اعلیٰ۔
- ۲۔ سادات کے مشہور قبیلہ سید خوشی کے جد اعلیٰ، بعض روایات کے مطابق ان کا نام ابو الفتح صفی الدین محمد ہے۔ افغانستان کے 'خوست' نامی علاقے سے آئے تھے اس لیے اصل نام کی بجائے عرف عام میں "سید خوشی نیکہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ صاحب کرامت بزرگ تھے۔
- ۳۔ سادات کے معروف قبیلے تارن کے فرد تھے۔
- ۴۔ سادات کے مشہور قبیلے جرمی کے جد اعلیٰ۔
- ۵۔ سنزو خیل قبیلے کی اسماعیلی زئی شاخ کے جد اعلیٰ۔ ان کا مزار علاقہ عبداللہ زئی ضلع ژوب میں ہے۔ صاحب کرامت صوفی تھے۔
- ۶۔ حضرت شے حسنؒ۔ عبدالرحمان براہوئی۔ آئینہ لاہور نومبر ۱۹۶۹ء

آپ کے دو صاحبزادے میر علی اور سید جلال تھے ، جو مغلوں کے نوشکی  
پر حملہ آور ہونے اور لڑائی کے دوران شہید ہوئے۔ دو صاحبزادیاں تھیں ،  
جس کے اسماعیل کی منکوحہ تھیں اور بسو بی بی کی شادی شیخ حسین سے ہوئی ۔  
آپ کا مزار مبارک نوشکی کی مشہور زیارت گاہ ہے ۔

روایت ہے کہ جب مغل نوشکی پر حملہ آور ہوئے تو وہ واپسی پر ایک ہزار  
ردوں اور عورتوں کو قیدی بنا کر لے گئے ۔ حضرت سے حسن نے خاموشی  
احبار کی اور صرف اسے حرہ کو لے کر لہاڑ پر چلے گئے ۔ جب آپ کے والد  
حضرت سید ملا نوش شریف لائے تو وہ سخت برہم ہوئے اور آپ کو ڈانٹا ۔  
آپ والد کی ڈانٹ ڈٹ سن کر حلال میں آگئے اور ڈکڑ چھاڑ کی س جوتی پر  
جا بیٹھے جو نوشکی سے یک دن کی مسافت کے برابر ہے ۔ وہاں سے آپ افغانستان  
کے سبز بار پہنچے ۔ وہاں ہزار ادا کی ۔ لوگوں نے دیکھا تو وہاں جمع ہو گئے  
اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مگر کا کچھ کول ہر دو ۔ آپ نے فرمایا  
کہ میں صرف اسے ایک ہزار قیدی واپس لے آیا ہوں ۔ انھوں نے قیدیوں کی  
ربائی کے لئے یہ شرط رکھی کہ آپ ایک رات آپ میں رہیں تاکہ آپ کی کمر سن  
دیکھ سکیں ۔ آپ نے شرط منظور کر لی اور اپنے خفیہ دواخانہ سے کہا کہ میں  
رات آگ میں سر کر دوں گا ۔ میرے وضو کے لئے باقی لے آیا ، کھرانے کی  
کوئی بات نہیں ۔ آپ بسم اللہ پڑھ کر آپ میں داخل ہو گئے ۔ ان کے  
ساتھ ایک نر کو بھی ذبح کر کے آپ میں ڈال دیا گیا ۔ صبح سویرے جب  
خادم پہنچا تو کیا دیکھا ہے کہ آپ سردی کے مارے کانپ رہے ہیں اور آپ کی  
حرارت سے آپ ذرا بھی متاثر نہیں ہوئے اور بس جل کر راکھ ہو گیا ہے ۔ آپ کے  
ہاتھ میں ایک بھول بھی تھا ۔ آپ ٹپے ، وضو کیا ، ہاؤ بڑھی اور اپنے  
قیدیوں کی ربائی کا مطالبہ کر دیا ۔ سب قیدیوں کو حاضر کیا گیا مگر آپ کو  
کسف کے ذریعے معوم ہوا کہ دو لونڈیوں کو اوپر کی منزل میں چھپا دیا  
گیا ہے جہاں وہ رو رہی ہیں ۔ آپ نے معیوں کے سردار میر عمر سے کہا کہ  
دو لونڈیاں انھی تمہارے قبضے میں ہیں ، انہیں بھی رہا کرو ۔ اس نے کہا  
کہ وہ دونوں مر گئی ہیں اور وہ دو قبریں انھی کی ہیں ۔ آپ وہاں گئے اور  
تین قبروں میں مدفون "مردوں سے کہا کہ اپنے نام بتاؤ ۔ انھوں نے اپنے نام  
بنا دیئے ۔ آپ جلال میں آئے اور میر عمر سے کہا کہ تم نے غلط بیانی کی ہے ۔

ور ہوڑی سی منی تھاکر ہوا میں چسک دی جس سے ہر طرف تک لگ گئی۔  
 سر عمر فوراً کنبیروں کو لے آیا۔ آپ سے تمام قسموں کو وصل روئے کیا اور  
 خود اپنے حلیفہ دیوانہ کے ساتھ کدہ سیل کی طرف روانہ ہوئے۔ صفا کے مقام پر  
 آپ پہنچے تو وہاں بنا بھوٹ بڑی۔ لوگوں سے آپ سے درخواست کی۔ آپ مراہے  
 میں چلے گئے۔ نئے حلیفہ سے کہا کہ گر میں زمین کے اوپر نا در جائے لگوں  
 تو مجھے لکڑ لیا اور حب میرا گھورا پھیلے واسے حرا ذل دیں۔ اسفراق  
 میں آپ کی جانب دگرگوں ہو گئی۔ گھوڑا پھیلے، حلیفہ سے حرا ذلے لگا تو  
 میں انا میں آپ زندہ زمین میں چلے گئے۔ حرا ذل صرف ایک لکڑا باہر رہ گیا  
 جسے زفر سے مر۔ سمجھ کر میں میں حرا ذل دیوانہ اب اس بات سے  
 ذرا بھا کہ اگر سے حسن کے والد سے مجھ سے اسے کے سب سے سباز کیا  
 تو وہ کیا جواب دے گا۔ وہاں حضرت ملا یوس کو کسب سے معلوم  
 ہوا تو آپ نے دیوانہ کے دونوں ہاتھ کب سے کی رسم لہائی۔ دیوانہ ہوسکی  
 پہچان لوگوں کی رائی اس کو حضرت کے بصرے سے حلا۔ وہ چھوٹا رہا۔  
 حرا سادات کے دستور کے مطابق حضرت سے معافی کی درخواست کی تھی اور  
 بالآخر اس کو اس پر رخصی کیا۔ کہ وہ اسے وعدے کے مطابق دیوانہ کے  
 کرنے کی آئینیں لٹ ڈالیں۔ آپ سے یہاں ہی دیا اور ساتھ ہی اسی رسم کا  
 دھارہ ادا کیا۔

تیسویں صدی حسوی کے وقت میں ضلع ہوسکی میں سادہ نامی ایک  
 سہمور ساعر ہوا ہے، وہ حضرت سے حسن کو بول لکھا ہے:-

شعرے آیتک ملائک شعرے حسن و باغک

سعار عیب سے برشے لے ہیں بھر حضرت سے حسن مجھے ان کی معیہ  
 دیتے ہیں)۔

۱۷۲

## شے ڈاھی

درب دوپوں ڈایک مسور بسا ہے:

۱۔ ایٹمی آف دی گرامرز آف برہونکی، سوچی اینڈ دی پنجابی لینگویجز۔  
 پبلیشنگ آر۔ لیج۔ لاہور۔ ۱۹۰۰ء ص ۱۲۔

او زیسو! نئے دیرایتے  
نادیک ہنی نوئے دیرایتے  
گودی گدانا نئے دیرایتے  
نادیک پدینوئے دیرایتے

ترجمہ :

اے حسینہ ! ہمیں پانی دو  
تیرے ہاتھوں کا پانی شیریں ہے ، ہمیں پانی دے دو  
اے خیمے کی ملکہ ! ہمیں پانی دے دو  
تیرے ہاتھوں کا پانی خنک ہے ، ہمیں پانی دے دو

پروفیسر انور رومان' لے س گیب پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا صحیح بات

لکھی ہے :

”براہوئیوں کو اگر پانی با افرہ ور بروٹ مسر آجائے تو ان کی  
سر زمین گل و گہراڑ اور سج و مہار بن جائے اور ان کے صدیوں پرانے  
آلام و مصائب حمہ ہو جائیں ۔ ۔ ۔ ی کی نایابی کا دکھ ان کے یہاں اتنا  
گہرا اور گہمیر ہے کہ یہ اے مختصر ، لطیف اور دلنواز گیب میں بھی  
”نئے دیرایتے“ کی المعانیہ لیکن تاریخی ترکیب میں ابھر آیا ہے ۔“

کوہک ۵ علاقہ (ملاٹ دوہروں) مقلدنا زیادہ نجر ہے ۔ اس سارے  
علاقے میں سننے کے سارے بے سوان تک موحود نہیں ہے ۔ یہ ”نئے دیرایتے“  
جیسی تاریخی ترکیب کا عملی نمونہ اس درنا ہے ۔ لوگ صبح سویرے پانی  
پینے کی خاطر روانہ ہوتے ہیں اور مشکل سے عصر کے وقت واپس آتے ہیں ۔  
اگر کسی کے پاس پانی کی نمی ہو تو وہ بروہیوں سے ادھار لیتا ہے  
جیسے اسی صورت میں لونانا لڑتا ہے ۔ اسی بے آب و گیہ خطے کو اللہ کے  
ایک برگزیدہ بندے (شے ڈبی) نے اتنا مسکن بنایا ۔ جسے ”شیخ“ کا مخفف ہے ۔  
اور ڈاہی بلوچی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جبر دہنے والے کے ہیں ۔

۱۔ دی براہوئز آف کونٹہ ملاٹ ریجن ۔ پروفیسر ایچ ۔ انور رومان ۔ لراچی

یہ نام خاندان دوسرے بلوچوں میں مشہور ہے۔ آپ کا اصل نام سردار احمد ہے۔  
 ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں کو ان کے دل کی نالی بناتے ہوں اور یوں  
 'دابی' مشہور ہو گئے ہوں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آپ نے کس سلسلہ  
 میں بیعت کی تھی اور سوچنا یہ ہے کہ یہاں پہنچے تھے یا یہیں کے مکین تھے۔ اس  
 علامہ کے لوگوں میں آپ کی کرامات مشہور ہیں۔

بلوچستان میں پرانے وقتوں سے یہ رواج ہے کہ روپے نص کی کتنی  
 کے پورے ہر اسے مریدوں کے پاس دیتے ہیں اور وہ انہیں اسے پس کرتے ہیں  
 جسے مقامی بولی میں 'ٹک' کہا جاتا ہے۔ ایک مرید۔ آپ انہی مریدوں کے  
 پاس جا رہے تھے کہ رات میں ایک سید صاحب سے آگاہ ہوا۔ انہوں  
 نے پوچھا کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا 'میں اپنے  
 مریدوں سے 'ٹک لینے کے لئے کوہک جا رہا ہوں'۔۔۔ سننے ہی پر سید صاحب  
 براہِ رخصت ہو گئے اور کہنے لگے 'کوہک کا علاقہ تو میرا ہے میرے علاوہ  
 کسی کو ٹک لینے کی مجال نہیں'۔۔۔ جواب سے ڈاہی نے فرما دیا کہ میں فقط  
 اپنے مریدوں کے ہاں جا رہا ہوں۔ آپ کے مریدوں سے انہوں نے کہا کہ  
 راتوں ۵۔۔۔ وہ کہنے لگا 'آؤ مرید'۔۔۔ پس جو حسبِ حالت وہی سے علاقے  
 کے 'ٹک' کا مالک بنے گا۔ آپ نے اس سید کی بات مان کر اسے آرام  
 دیا اور کوہک کہا۔ وہ کہنے لگا 'اسے جو جنگی سسے کے حد درخت قدر  
 رہے ہیں، میں ان کو وہاں لے آؤں گا'۔۔۔ آپ نے اسات میں سر ہلاتا۔ سید نے  
 حدی ہستوں کو آواز دی تو وہ کہنے لگے 'لیکن اسی جگہ سے نہ بنے۔  
 دوسری اور دوسری بار بھی ان میں صرف حرکت یہ ہوئی مگر انہوں نے  
 اسی جگہ نہ چھوڑی۔ یہ دیکھ کر سید حیران رہ گیا۔ آپ نے دہی نے اللہ  
 کا نام لیا اور درختوں کو آواز دی۔ درخت آپ کی جانب آئے لگے۔ (اب  
 یہی ایک سبھی مقام میں لکھتے دیکھائی دیتے ہیں)۔ اس پر سید صاحب  
 مطمئن ہوئے اور کہا کہ سارے ہماری یہ جو سب سے بڑا پھر نص آ  
 رہا ہے اسے تلوار کے ایک ہی وار میں دو ٹکڑے کر دیں۔ اسے ڈاہی نے  
 ان سے کہا کہ آپ ہی پہل کریں۔ سید صاحب نے اسی تلوار پھر ہر ساری  
 ہر تلوار ٹوٹ گئی۔ سید کے بعد آپ نے ہم سارے الرحمن الرحیم کر کے انوار





کہلاتی ہے اور سرود کے علاوہ افغانستان کی سرحد سے متصل سرحدی  
ہزاروں میں بھی اقامت تریں ہے۔ اب صاحبِ حال بزرگ تھے۔ وفات کے بعد  
نیمرخ میں ہی دفن ہوئے۔ (سبح) کا ممبرہ مدنی ساروان، جہالاولان  
اور سرود کے لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ ہر سال ہجرت کی سال کے بعد  
میلے کے لیے ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ دور نزدیک سے معتقدین  
جمع ہوتے ہیں۔ چھتر درکاریوں کے سرے سے آتے جاتے ہیں جو ذبح  
ہونے کے بعد لوگوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ نیمرخ کے لوگ اس زمینوں کی  
آمنی کا جالیسوال حصہ "ک" کے طور پر ادا کرتے ہیں اور یوں  
دارالحکومت کے لیے کھانے کا سامان ہو جاتا ہے۔

### شہ کھٹے (شیخ کھٹے)

اب قبیہ، آلمہری سے ملحق رہتے تھے۔ صاحبِ حال آئے۔ پندرہویں صدی  
کے اواخر میں ہو گزرے ہیں۔ اب اسیر حاکم سردار اعظم رند بلوچ  
(۱۳۵۷-۱۵۵۵ء) کے مرشد تھے۔

اب ایک دن اپنے داماد دستے کے ہمراہ کسی پہاڑ کے دامن میں ایک  
مگنڈی سے ٹکر رہے تھے کہ سامنے سے میر چاکر کے ہنوی اور ناسور  
ہادر میر بابر حاکم آئے۔ اب کے مہمانوں سے مصالحت کیا کہ وہ  
سہ صاحب کے لیے راستہ چھوڑ دیں۔ بکرا میر رہے انکو کھڑا۔  
مہمانوں نے برا فروخت ہو کر یہ چلائے اور اسے ہلاک کر دیا۔ اس انکار  
کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک دفعہ حاکم اعظم کے بھروسے دربار میں  
میر بابر حاکم نے یہ وعدہ کیا تھا اگر وہ کسی راہ پر چلے تو پھر  
کوئی اس کا راستہ نہیں روک سکے گا خواہ اسے جس پر قربان کرنا پڑے۔

اس واقعہ کے نتیجے میں میر باہر خان کے بیٹے امیر بیورغ نے ایک مدت کے بعد آپ کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا۔ آپ سب کے شہل مغرب کی جانب ناڑی ندی کے کنارے مدفون ہیں۔ زائرین زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ حضرت طوف علی مست بھی شریف لے گئے تھے اور رات کا زیادہ حصہ وہیں گزارا تھا ۲۔

## ۱۷۷

### حضرت شیر جان آغا قلندر گلنگوری

۱۔ ۵ مہینہ سو بجی رو۔ لے کر۔ شنگور میں واقع ہے۔ آپ حریری کرتے تھے۔ ایک روز حضرت سر عبدالسلام نے حویرالین میں سے تھے، آپ کو دیکھا تو فوراً آپ کی روحانی رغبت کا اندازہ لگا لیا۔ انہوں نے آپ کو ہدایت کی کہ آپ کسی جگہ سیر کر سیر اسلام کے مدرس قریضہ ادا کریں۔ لہذا آپ نے شنگور میں عبادت شروع کر دی۔ آپ صاحب کشف و شرافت تھے۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے فیضان حاصل کیا۔ آج بھی آپ کے معتدین بھاری تعداد میں موجود ہیں۔

آپ کا ایک معروف واقعہ یہ ہے کہ انگریزوں نے دہلوی لائن بچھانے کے لیے جو لائن بنائی اس کے مطابق لائن اب کے مزار کے قریب سے گزرتی تھی۔ آپ نے اس لائن کے بچھانے والے انجینئر کو تین بار خواب میں کہا کہ لائن ہٹا کر بچھاؤ مگر انجینئر نے اپنا فیصلہ نہ بدلا اور لائن اپنے نقشے کے مطابق بچھا دی۔ اس لائن پر جب تھوڑی دیر چلائی گئی تو وہ ٹرین آپ کی خانقاہ کے نزدیک پہنچ کر الٹ گئی۔

۱۔ سرسبز بلوچستان، ذکیر۔ سردار خان صفحات ۳، ۴، ۵، ۶، ۷

۲۔ ص ۲۶

۳۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیر ضلع ستی حصہ سوم، ص ۸

پھر بھی مدکورہ انگریز انجینئر اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور لائن دوبارہ بنا دی۔ آس کے اٹنے روز ہی انگریز انجینئر کی لاش ایک درخت پر لٹکی ہوئی بائی گئی۔ مجبوراً انگریزوں کو لائن پچھانے کا نقشہ تبدیل کرنا پڑا۔

آب سید پشتوں تھے۔ آب کے مرار۔ ابوار ہر سال عرس باقاعدگی سے منایا جاتا ہے۔

آپ کے بارے میں عوامی اصاف شعر میں بہت کچھ کہا گیا ہے جس سے آن کی ہر دہمیری اور لوگوں میں مقبول کا بھوی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

## ۱۷۸

### شاہ داہو

آب کا مرار جوہان میں ہے۔ کچھی نہری خاندان سے ہیں۔ کرامت یہ بھی کہ انہی مرادوں کی مصدق آب سے بجاتے تھے۔

## ۱۷۹

### شاہ کمال پیر

آپ زیدی میں دفن ہیں۔ کلاچی دریا کے کنارے خوبصورت روضہ بنا ہے۔ سندھ میں نانگ کے مقام پر آپ کی اولاد رہتی ہے۔

### شامو نیکہ

ضلع روہ علاقہ کاکڑ دی پور سے قریب کوچی زئی کے مقام پر آب  
دفن ہیں۔ آب کی ولاد سے ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں، جن کا  
نام اسماعیل مکہ ناما جانا ہے اور مرزا بھانہ مسافر پور، کوئٹہ روڈ پر ہے۔

### شیر گوتے نیکہ

ب صبح پور لائی کی تحصیل وری میں۔ وہ کاریز اور لونگہ کے درمیان  
دفن ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آب کاکڑ تھے۔

### شاغ، زیرک

یہ دو بھائی تھے۔ سیح قسم سے تھے۔ ان کے مزارات برنائی کی کلی  
’کلا‘ کے قبرستان میں ہیں۔

### شعبان پیر

آپ کا مقبرہ جھالاواں میں چھائی کے قریب چھاہار کے مقام پر ہے۔

## شکرہ در نیکہ

آب کا مقبرہ ژوب کے علاقہ شبرانی کے ایک مقام ٹرمیل کیسپ میں ہے ۔

## شملی نیکہ

دہلی قبیلے سے آب کا عس ہے ۔ مرارہ عربو مرغی ، تحصیل بندو باغ میں ہے ۔

## شین حاجی

آب کا مرارہ دھالاوان میں ، گکوھر کے مقام پر ہے ۔

## شیخ جلیک

ملارٹی منزر خیل کا کٹر ہیں ۔ بنادات حسین زئی تحصیل قلعہ سیف اللہ کے قریب دفن ہیں ۔

## شیخ دارون نیکہ

ہفتو باغ کے جنوبی سمت میں آپ کا مزار ہے ۔

## شیران نیکہ

مزار مسلم باغ میں ہے ۔ روایت ہے کہ آپ نے بیصرہ کی واپس آئے  
سے نکال باہر کی تھی ۔

## شیخ تیمن

اب سنز نیکہ کے لیے سائے جاتے ہیں ۔ آپ کی اولاد کو نسائی کہا  
جاتا ہے ۔ آپ ولی اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ نشتر زبان کے ایک اچھے شاعر  
تھی تھی ۔ آپ کا کلام دستاب ہے ۔ آپ نے سلطان غیاث الدین غوری کی  
مدح میں مندرجہ ذیل بیت کہے تھے :

غیاث الدین دغور زمرے عالیشان

داسلام دین ددہ بد توہ روپان

(غیاث الدین غور کے عالیشان شہر میں اور دین اسلام آں کی تلوار

سے روشن ہے)

ہندے روپانہ پہ اسلام کمریٰ نا

پہ کافرانوے ناؤرین کمریٰ نا

(انہوں نے ہندوستان کو اسلام سے منور اور روشن کر دیا اور کفار پر ہمیشہ کے لیے غم مسلط کر دیا ہے)

## ۱۹۱

### شیخ فرید نیکہ

اب ۵ مارچ ۱۹۱۱ء میں علی پور میں ہے۔ آپ سندھ ہیں۔ مفسرہ سر آئندہ بھی ہے۔ مزارات کے مونس سیال کاکڑ کے قول کے مطابق ایک ستمو ضرب المثل آپ کی روحانی شخصیت سے منسوب ہے :

— شیخ فریدہ ، پتہ خولہ دی بہتری دہ (کہاوت)

ترجمہ : شیخ فریدہ خاموش ہی رہنے میں آپ کی بولاؤ ہے ۔

## ۱۹۲

### شیخ ماندہ بابا

پسین روڈ سر آئندہ کے قریب شارع عام کے ایک کنارے پر شیخ ماندہ بابا کا مزار ہے۔ قریبی ریلوے سٹیشن اسی نام سے منسوب ہے۔ عیدوں کے تہواروں پر یہاں میلہ لگتا ہے ۔

۱۹۳

## شیخ معروف نیکہ

گلستان میں داویان کے قریب ندی لوڑہ کے کنارے دفن ہیں۔

۱۹۲

## شیخ موسوی نیکہ

آپ کا مزار ہرنائی میں سرلانڈ کے قبرستان میں ہے۔

۱۹۵

## شیخ واصل

جھالاوان میں شیخ واصل ہی کے مقام پر دفن ہیں۔

۱۹۶

## شاہ جمال

ان کا مزار میان لس یلہ میں ہے۔ ہر سال جمادی الثانی میں میلہ لگتا ہے۔



## شاہ حسین نیکہ

مزار آرگسہ تحصیل مسلمہ باغ میں ہے۔ - عسلی خیل کا لڑ ہیں۔ - سنہیا  
قبیلہ ان کا بے حد احترام کرتا ہے۔ - روات ہے کہ ان کے ہاتھ میں ہر وقت  
بکری کا سینک ہوتا تھا۔ -

## صابر شاہ

آپ پنجاب سے جاگ سرینہ لائے تھے۔ - سرورسن ممبر کے نام سے مشہور  
معروف ہیں۔ - سنہ وفات ۸۱۳۱۰ ہے۔ -

## صاحب اکا

آپ کنسگری گاؤں تحصیل سہیل میں دفن ہیں۔ - نرین قوم سے آپ کا  
علق ہے۔ -

## صوفی نیکہ

میاں خیل میرزہ سزر حین کا کٹر قبیلے سے ہیں۔ - آپ کا مفرہ ہسوداء میں  
بڑے ہند کے قریب ہے۔ -

## حضرت طاہر آب شناس

آپ بدوچسان کے مشہور سید قبیلہ 'نارن' کے جد امجد تھے۔ آپ کا نام نامی سید طاہر تھا اور لقب نارن۔ اسی لیے اولاد کو "نارن" کہا جاتا ہے۔

آپ حسینی سید ہیں۔ موسیٰ المدنی کی اولاد ہیں۔ لوگ آپ کو ایک بہت بڑا ولی سمجھتے ہیں۔

## حضرت میان عبدالحکیم نانا صاحب

میان عبدالحکیم نانا صاحب ۱۰۹۰ھ/۱۶۷۹ء میں خانوزئی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سکندر شاہ تھا۔ آپ ڈیوڈ رئی شموڑی سنیا کا کڑ تھے۔ "نانا" ان کا اہرامی نام ہے جو اردو کے "نانا" کا مترادف ہے مگر کثرت استعمال سے ان کے نام کا جزو ہی بن گیا۔ کہتے ہیں کہ میان صاحب کے والد سکندر شاہ خود بھی صاحب بصیرت اور اہل کسب و کرامات میں سے تھے۔ انہوں نے انجیڑ عمر میں سادی کی۔ میان صاحب کی والدہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے نور کی دریں بھوٹ رہی ہیں جس سے وہ اپنے کپڑوں میں چھٹا رہی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد صاحب سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اس کی تعبیر بتائی کہ خدا آپ کو ایک ایسا نیک بخت فرزند عطا کرے گا جس کے ناطی علوہ و انوار سے دنیا منور ہو جائے گی۔ میان صاحب اسی تعبیر کی مادی صورت تھے جن کے ظاہری اور ناطی علوہ و کمالات سے مدھار، شبیں اور نورانی کائنات غلام فیضیاب ہوا۔

میاں صاحب ابھی شیر خوار ہی تھے کہ ان کی والدہ محترمہ اللہ کو بیاری ہو گئیں۔ ان کے والد نے دوسری شادی کی۔ سونیل ماں کے ساتوں نازواں اور بشدد تمیز تھا۔ وہ گاؤں کے مدرسہ میں دوسرے بچوں کے ساتھ پڑھے رہے۔ ان دنوں انہوں نے گمان، بومستان، شروط اصولہ پڑھیں، مگر مسلسل زیادتیوں کے سبب انہیں گاؤں چھوڑنا پڑا۔ وہ جی جواں کی سرحدوں کو چھوئے والے تھے، انہیں پیشی کے گرد و بواح کے مختلف گاؤں میں جا کر تعلیم حاصل کرنی پڑی۔ اس سما میں انہوں نے فارسی، تہذیب و تمدن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور قندھار، روس، ہولینڈ۔ وہاں ان دنوں پرویس کی حکومت تھی۔ انہوں نے بہت جلد وہاں متفق، ندیم، معانی، بیان، اصول، حدیث و تفسیر کی مکمل تعلیم کی تحصیل کر لی۔ اس کے بعد انہوں نے نصوص و طریقت کی راہ اختیار کی۔ پہلے پہل مولے سے میاں سید لعل جیوکر ہزاری رحمہ اللہ سے سید کی مریدی اختیار کی، مگر ان کے استیاء باطنی اور روحانی صلاحیتوں کا اندازہ کرنے کے بعد انہوں نے سال صاحب کو اپنے استاد شیخ عبدالغفور نمبرستانی کے پاس حاضر ہو کر دیا۔ انہوں نے بھی حسبِ مدد ان کی روحانی سنگی چھائے کی کوشش کی، مگر آخر انہوں نے بھی میاں صاحب کو اپنے استاد مکرم میاں شہ سر کے پاس لاہور بھیج دیا، جہاں ان کی روحانی شخصیت کی تکمیل ہوئی اور مریدوں کے اس خلافت کے حریف دے کر رحمت کر دیا۔ انہوں نے دہری اور نصیری دونوں طریقے حاصل کیے۔ قندھار و نس پہنچے تو حبیب صہب کی درس و تدریس کے ساتھ ساتھ انہوں نے رکیہ نفس و باطن کے لیے وہ و ارشاد کا جی سار کر دیا۔ پورے ہی غرض سے میں نے ان کی بہت دور دور تک پہنچ گئی۔ انہیں ہی بلکہ وہ بہ کردار لوگ تھے ان کی ایک نظر سے شائبہ نہ رہتا تھا۔ مستقیم اخیر کر لیتے۔ انہوں نے انہوں کو روحانی مراتب بتائے۔ مریدوں میں آئے دن اضافہ ہوتا گیا، یہاں تک کہ حاشہ اور کیشہ پرور لوگوں نے بادشاہ وقت، شاہ حسین بویک کو میاں صاحب کی بے اندازہ مقبولیت کا خوف دلایا۔ نتیجتاً اس نے حکم صادر کر دیا کہ میاں صاحب قندھار چھوڑ دیں۔

میاں صاحب ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء سے ۱۱۳۶ھ/۱۷۲۶ء تک یعنی تقریباً پچیس سال قندھار میں رہے، اس دوران میں پروسی خان، عبداللہ خان، شاہ محمود خان اور شاہ اشرف خان نے قندھار پر باری باری حکومت کی اور ان کے تعلقات میاں صاحب سے انتہائی خوشگوار رہے۔ مگر شاہ حسین ہوتک نے ان کے بے شمار معتقدین اور مریدوں کے ڈر سے میاں صاحب کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ کہتے ہیں جب میاں صاحب وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے غلجی اقتدار — حاتمے اور قندھار کی بربادی کی بددعا کی۔ انہی تلخ واقعات کا ایک گمنام عوامی پشتو شاعر نے اپنے ”بدلہ“ (عوامی صف شعر، پشتو) میں برملا اظہار کیا ہے۔ گو کہ اس گیت نما نظم میں فنی اسقام اور اوزان کی چند ایک خامیاں نظر آتی ہیں، مگر چونکہ یہ ایک واقعاتی نظم ہے، اس لیے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اسے واقعات کی صداقت کے لیے پیش کرنے میں خاصی مطلوبت ملتی ہے۔

### (اردو منظوم ترجمہ)

میاں جب شہر سے نکلے تو رویا حاکم دوران  
نہ بھی جانے اماں کوئی، کہ سب سے خوف سے لرزاں

میاں جب شہر سے نکلے، چلے ادجار کوڑک بھی  
کوئی تو سائباں اور کا، کوئی کرتا قدسیوسی  
میاں نے جب نظر کی، رک گئے اسی جگہ سب ہی  
مگر جوڑنگ خنشد ہمرکابِ مرشد دوران

میاں جب شہر سے نکلے تو وہ کزیر میں ٹھہرے  
کہا ”سر کے چہپانے کو جگہ دو، تم ہو سب اپنے“  
مخالف ایک تھا، اس کو، گئے یہ بددعا دینے  
”کہ جا اب سات پشتوں تک نہ اک سے دو ہوں تیرے ہاں“

اس گیت میں درختوں کے چسے اور محاب لو مدعا دیے ۔ ہو ذکر  
آتا ہے اس کے متعلق لوگوں میں جو روایت مشہور ہیں وہ یہاں جان کی  
جاتی ہیں :

جب میان صاحب کوڑک پہاڑ سے اتر کر خانوزئی کی طرف جانے لگے  
تو پہاڑ کے درخت بھی اُن کے پیچھے چل پڑے ۔ آپ نے اشارہ فرمایا ، تو  
وہ رک گئے مگر ایک درخت سات اٹھ سو تک اُن کے پیچھے جاتا رہا  
آخر قلعہ عبداللہ شہر سے ایک دو سو سو صرف وہ چل نکلا ۔ اس درخت  
کو آج بھی ”جوڑنگ غنجد“ کہتے ہیں ۔

اسی طرح روایت ہے کہ ایک بار یونہی میان صاحب نو سو میں  
ربانشر اختیار کرنے کے اٹھے زمیں دنگے لگے ۔ مگر ایک شخص نے صاف  
نہر کر دیا ۔ میان صاحب نے مدعا کی کہ سات سو تک برا ایک  
دو سو ہو ۔ اور یہی ہو ۔ اس کی سات سو تک ایک سو واد  
ہوئی رہی ۔

اُن کی روائی کے وقت ۔ کے ہر سو مرید اور مفسر اُن کے ساتھ  
ہے ۔ انھوں نے شہر سے نکل کر چار صبح کی کہ وہ سے گھروں کو  
یوں حاس ۔ مگر آدس مرید حسب کی وجہ سے اُن کے ساتھ چلے آئے ۔  
وہ کوڑک پہاڑ سے ہوئے خانوزئی اپنے آبائی گڑوں پہنچے ۔ والد مرحوم  
کا مزار تھا ، ایک مسجد تعمیر کی اور اس کے ساتھ ایک باغ لگایا ۔ یک  
سال تک وہاں قیام کیا ۔ مگر اغزو والدت سے ساتھ جس کے خوف سے  
انچوں ارضی میں حصہ نہ دیا اور وہ وہاں سے ۱۱۵۱ھ میں دکی سیرف  
نئے گئے ۔ اُن کے مرید بھی اُن کے ساتھ تھے ۔ یوسف ، یعقوب ، کواس ، بعاو ،  
سہن ، حوزی اور ان سے گزرے مگر کا کٹر قبیلے نے جی ن لو جک نہ دی ۔  
آخر چوٹیلیاں نہیں کی تین قوم نے جیس رہیں دی ۔ وہاں انھوں نے اپنی زندگی  
کے آخری چھ سال گزرے اور ۱۱۵۳ھ ۔ ۱۱۵۴ھ میں وفات پائے ۔

وہ زندگی بھر مجرد رہے ۔ بعد میں اُن کے سجدہ نسین سردار حاجی  
صورت خان ترین نے اُن کا مزار تعمیر کرایا ۔

میاں صاحب کی بد دعا کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو میاں صاحب کے جانے کے ہیں سال بعد سببوں سے انتشار چھن گیا اور نادر شاہ مسافر وہاں کا حاکم بنا۔ آج تک دوبارہ سعی ہود کو حکومت نہیں ملی۔ قندھار کی مٹی کی برتنوں کی بدعا اس سے کیجئے کہ آج تک اس کی مٹی دور دو تک حار سے اور وہاں اس سے برس سائے جاتے ہیں۔

ایک اور روایت ہے کہ ایک دن قندھار شہر میں گھوڑے سے لہ بھی ایک حد نظر آتا ہے اس لانا، دغا دی اور رخصت کر دیا۔ مریوں کے استفسار پر میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ یڑا تیکہ بخت پیدا ہے۔ اس کے بعد یہ روایت سے حور بنت۔ اور یہی بعد میاں صاحب کی موت کے سات سال بعد جب مسافر یہ حور تاریخ میں احمد شاہ ابدی کے دور میں مشہور ہے۔

میاں صاحب کے پہلے سے مسافر میں نور محمد حیو درانی قندھاری تھے، جو ان کے ساتھ ہی بلوچستان آئے تھے اور ان کو دوسرے حیدر مریوں میں سے کے ملازمین حیدر محمد بن۔ مسافر حیدر مریوں کے ساتھ شہر میں رہے۔

میاں صاحب نے اپنی کتابیں لکھیں ہیں جو کثیر تصوف سے متعلق ہیں اور جو زیادہ تر فارسی میں ہیں۔ میں صاحب کی حار کتابیں مجموعہ رسائل (جو سندھو حیدر کے نام سے، مسافر حیدر (مسابات الخوید)، رسائل حکیمہ، اور حصص الانبیاء ہیں۔ "مجموعہ رسائل" میں چھ باب ہیں جن میں سرمد، فرس، حبیب صمد و فرس، حبیب بختی و رخت بنی و اساتذہ ربیب خانقاہ اور عفا، غیب کی گئی ہے۔ سر کے علاوہ بہ کثرت غلوہ و معارف چلے۔ "مسابات الخوید" قندھار میں جمع ہوئی ہے، نالی کتابیں اچھی تک وصف صورت میں ہیں۔ "حصص الانبیاء" میں حانوزی کے اساتذہ حادہ ہیں۔ یہ حادی صورت حال صاحب برس مریخوہ کی فرمائش پر ۱۹۵۰ء ۱۹۵۱ء ۱۹۵۲ء میں چھاپی گئی، جو ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سروری پر لکھا ہوا ہے: "وہ مسافر صورت حال میں رہن دی۔ آلا إن اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا عذاب یجربون۔ حمد للہ و الصلوٰۃ کہ کتاب مستطاب نایف

حضر تظہ الافطاب مآلہ اجل فاضل اکمل سیب سربعت و طریقت غوث زمان  
حضرت میان عبدالعزیز کلاثر افعال دس سرہ اعظم المستی بہ مختصر  
حسن الایمان فارسی در عقائد پنج بہرت حضرت ابشان سعی و صحت و مالیف  
خان محمد تاجر کتب حسب فرائض جناب خادہ الفقرا و العلما خان صاحب  
حاجی صورت خان قرین دکی - پوری - بلوچستان۔

”حسن لایمان“ میں عقائد پر بحث کی گئی ہے۔ اسلوب بیان سہل  
اور دلنشین ہے۔ سوال و جواب کا انداز حصار بنا گیا ہے۔ اس سب وجہ سے  
کے عقائد پیش نظر رکھے گئے ہیں۔ دلائل دئے گئے اور وضاحت کی گئی ہے۔  
آیات و احادیث کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ کل آج ناب ہوئی جس کی صفیں  
یہ ہے :

ابواب الاول فی صفات اللہ	باب ساری فی صفات لایمان
ابواب الثالث فی احکام الایمان	باب تاریخ فی افعال اعداد
ابواب الخامس فی احکام الآخرہ	باب المبادئ فی صفات اللہ
ابواب انسایع فی الابتلاء	باب التماس فی الصفات

”وحد کی ہوں وضاحت فرماتے ہیں: “ہم کہ۔ ”وحد یعنی اکمل اس صرحمانے  
و حروف و یکے دست سب۔ از روی عدد زر کہ بلا۔ از روی عدد  
آرا کہ ہا کہ در دوم عدد و نہ معنی ہجوس بلا۔ ہا کہ حروف سب  
کہ ہرگز از وی ہا کی ہرگز و کہ ہا کی از حریف وی ہرگز و ہرگز  
مثل موجود باشد و خداوند معنی ”سرد سے از سر و ماسد۔“

فی فضل البشر علی الملائکۃ کے تحت تحریر فرماتے ہیں: ”ہا کہ خواص  
بنی آدم یعنی انبیاء افضل اند از جملہ ملائک و ہرگز ہی آدم یعنی انبیاء افضل  
اند از عوام ملائک و خواص ملائک افضل اند از عوام ہی آدم و ہا کہ سعد  
ملائک مر آدم را علیہ سلام بطریق تعیت بود یعنی ہرگز سلام ہرگز نہ بطریق  
عبادت زیرا کہ سلام امتان شین بمعینہ ہوتی و در سربعت ماحد مسجد مسوخ  
شدہ است و سلام و مصافحہ یعوق ”کونے مشروع“ گشت۔ و سعد مر آدم  
علیہ سلام را بعد نطق روح بود در زمین۔“

کتاب کے آخر میں تاریخ تالیف کو یوں ظاہر کیا ہے : ”تمام صد کتاب  
منتخب حصن الانام از تالیف عبدالحمید قندھاری معروف بقوم کاکری بتاریخ  
سیزدهم ماه رمضان المبارک فی یوم الاحد ۱۱۰۰ھ/۱۶۸۸ء۔“

یہاں دو محطوطات کا حوالہ دیا ہے جن سے ہوگا۔ یہ دونوں عربی معجم  
صاحب زادہ سید اللہ صاحب (سب صحیح کوئٹہ پشین) کے ذاتی کتاب خانے  
میں ہیں۔ ان کا موضوع سب سیدالحکیم کے روحانی آسائبات کا ذکر ہے  
جو انہیں وہ وقت اسے مریدوں اور شیوؤں سے میسر آئے اور انہوں نے آگے  
سے اردمندوں کو سنائے۔ سوک و معرفت سے متعلق مسائل کے بارے میں  
ان کے خیالات معلوم کرنے کے لیے ان رسائل کا مطالعہ ضروری ہے۔

۱۔ رسالہ متعلق بہ اکسائبات روحانی میاں عبدالحمید

یہ رسالہ ۶۷ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اس کے مؤلف کا نام اس پر درج نہیں۔  
سند پہلے صفحے پر دو سہرس ہیں۔ پہلی سہر کی عبارت یوں ہے :

المتمول علی اللہ الصمد عبدہ بر محمد ۱۲۱۳ھ/۱۷۹۹ء

دوسری سہر کی عبارت اس طرح ہے :

جہاں پر علو ز نور محمد ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۳ء

۲۔ تعلیم السلوک

یہ رسالہ ۱۶۵ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اس کے مؤلف کا نام ”احمد بن  
اسماعیل ابدالی قندھاری“ ہے۔ کتابت کا سال ۱۳۱۵ھ ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ میاں صاحب نے وصیت نامے میں کہ میری  
تمام کتابیں اسے دی جائیں جس کے لیے میری لائبریری کا دروازہ خود بخود  
بکھل جائے۔ کہنے پر نہ ان کے ایک مرید عبدالحمید سررخیل  
کا کڑ کے لیے یہ دروازہ کھلا تھا، وہاں سے انہوں نے میاں صاحب کا عہدہ،  
چادر اور تمام کتابیں اپنے قبضے میں لے لیں اور ان سب کو لورالائی درستی



کہنیز نے آنے، حوسانہاں کے محوہ رہیں، مگر بعد میں کتابوں کا  
برا ذخیرہ آج سے تقریباً پچاس سال قبل دہن کر دیا تھا۔ مولوی مرمل  
اخوند رذہ مرحوم نے بتایا کہ ان کی حفاصہ ممکن نہ تھی۔ اب بھی ان میں  
سے کچھ کتابیں اس کتب خانے میں ہیں جو آتش غری میں ہیں، جس پر  
میان عبدالعلیم کی ۱۹۵۱ء کی ذاتی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔ ایک  
حفاظ سے اس کی تصدیق بھی ہوتی ہے کہ یہی عبدالعزیز ماسی تحصیل احمد سہ  
اندالی کے یہاں نائب رہا ہے، جو مالہ وغیرہ متعلقہ علاقے سے وصول کرنا چاہتا۔  
اسی گہرائے میں وہ سبھی حکم ج بھی محفوظ ہے، جو سکی کالی سبھی سے  
کڑے پر قلمی لکھا ہو ہے اور اس پر سے سمار سرکاری مہر ہیں۔ عبدالعزیز  
کا مراد دو درگوں کے درمیان تحصیل پوری ضلع ورالائی میں ہے۔

## حضرت خواجہ عبداللہ جان چشموی

آب حضرت خواجہ محمد عمر جان چشموی المرقی ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲ء  
کے بڑے صاحب زادے، عبادہ نشین اور حاتمہ عظم تھے۔ جامع سیم و عمن،  
علوم عقلی و نقلی پر مجتہد اور اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ اس کے علاوہ  
اشرار دناور سے وابستہ، صاحب کبرامات تھے۔ آخر سٹا اپنے والد کا نمونہ  
ہوتا ہے۔

آب کا وصال ۱۳ نومبر ۱۲۶۸ء کو ہوا۔ حضرت خواجہ  
محمد عمر نے آب کے بارے میں فرمایا تھا کہ جب میرے والد بزرگوار حضرت  
خواجہ فیض الحق جان کا انتقال ہوا تو مجھ پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔  
میں بہت منتقص اور دریشان رہتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ  
مادہ پہاڑا مہیاں ہے۔ دریشان ہوا کہ مادہ کی صفات کے لیے کیا انتظام

کیا جائے۔ اسی اثنا میں بیدار ہوا۔ صبح سوئے ہی خواجہ آغا عبدالحی جان کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ان کے دیکھنے سے انقباض اور پریشانی دور ہوئی اور دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت صاحب نے خواجہ عبدالحی صاحب کی تربیت و تعلیم میں سعی طبع فرمائی۔ ایک بار سر فرستہ حج میں ان کو ات رقیق بنایا۔ مدینہ سرورہ میں ماسم نبیوس و امیرکاک رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں انہیں حاضر کیا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

خواجہ عبدالحی جان کو ان کے والد محترم حضرت مجدد عمر نے در و ارشاد کی احازت سے ہمے دے رکھی تھی لیکن والد کی وفات کے بعد مکہ مدینہ، حوالہ، صاحب یقین و ارشاد میں اور زیادہ مصروف ہوئے۔ ترجمہ تہذیب و ادب کی وفات کی وجہ سے عمگر چھا مگر اس طرف کی طرف سے وہ فتنے بے اعتنا نہ ہوئے۔ آپ ہمیشہ اتباع سب اور رسالت الہیہ حاصل رکھے۔ آپ کی گفتگو میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر مضامین پسند فرمائی تھیں کہ جب کوئی ان کی مجلس میں بیٹھ جاتا تو اس کا دل بھیے کوہوں جاتا تھا۔ اور ان کی صحبت میں ماموا یاد الہی کے اور کوئی چیز یاد نہیں آتی تھی۔

آپ کے ارشادات دو مجموعہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک رسالہ، مقصد بصوف یعنی ارشاد السالکین ہے۔ یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے۔ چند اقتباس ملاحظہ ہوں :

”استعمود از بصوف محبت و رجاء الہی است۔ محبت الہی مفصلائے روح است۔ روح بسبب مجبوری عین الہی است برنکہ یہ لطف قلوبی اذا نمود۔“ (ص ۱۱)

”عشق پہاں جیری است کہ اراں سر بدن را الکن نیست۔ گہی عشق حای میرسد کہ غفل ساحر میگردد۔ از زبان سالک اقاط گوناگون در می آید۔ گہی غلبہ عشق بخدی می رسد کہ سراسر مستی در بیس می آید یا بدرجہ جذب میرسد۔ از تکالیف خطاب مبرا میگردد۔ اگر انسان بخوابشات نفسانی

مبتلا گردند نفس امارہ بر سر امداد روح بیچارہ پڑمردہ و حوار و ذلیل  
در نفس کہ بدن است اندام سر مکملہ بہد سبک را باید کہ ہر وقت در انکسار  
بند نا و تنیکہ کل نار خار سرد گل بو بہار سود و بر حالات و مقامات  
ناز ان نشود۔“ (ص ۲۰-۲۲)

مد کوزہ رسا سے ایک قباس کا رحمد بھی دیکھیے :

”خلاصہ یہ کہ سبک کے سے سے ہم ضروری ہے کہ کائنات کی  
تمام حیرتوں سے اپنے آپ کو منحرف نہ کرے۔ اگر میں میں معر و غرور آگیا  
تو معاملہ درہم برہم ہو جائے گا۔ اگر تہ کریم کا نفس ماس حال ہو تو سبک  
معر و سرور سے غموض رہ سکتا ہے۔“ کہ تو ۔ ماس سے گزرا بھی  
ضروری ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو رستہ و نہایت سے بھرے۔ اور لوگوں کی  
صلاح کی فکر کرے اور ۔ کرو فکر و ۔ نہ کی محبت میں مشغول رہے اور  
ہر وقت اللہ سے فرما رہے میں سے کہ ۔ رہا مومن کے سے قید نہ ہے۔“

رسا کے آخر میں خواجہ صاحب فرماتے ہیں ۔ ”سبک کو چاہیے کہ  
ہر حال حاضر اللہ کی رضا کے سے ۔ خواہ وہ معر و غرور میں سے ہو  
جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا مباح مور میں سے ہو یا ناجائز حیرتوں  
تہ حیرتوں کے کرنے سے روکا گیا ہے۔ مثلاً سیرت محبت ہو تو وہ  
اللہ کے لیے ہو اور اگر دوسری ہو تو وہ بھی اللہ کے لیے ہو۔ اسے ہر و غیل  
کے سے نعمت حاصل کرنا ہو تو وہ بھی اللہ کے لیے ہو۔ کسی طرح اگر کوئی  
تو کبری کرے تو میں میں جو حذر کو اس کا نور نور حق ڈھکا ہوا ہے  
وہ بھی اللہ کے لیے ہو اور اسی صرح حکومت جس کے ربیعہ صاف اور مضبوط  
کے درمیان انصاف کرنا ہوتا ہے جو اللہ کے سے ہو اور سوا، آرم کرنا  
حسن تہ ذمہ کو ناری حاصل ہو اور ۔ پھر اس کے بعد اللہ کے سے علم یا عبادت  
میں مشغول ہو یہ ۔ سب کچھ اللہ کے سے اور میں کی رہنمائی حاصل کرے  
کے لیے کیا جائے۔۔۔۔۔“

”خواجہ سراجی صاحب کی ایک اور تصنیف ”مصدقہ نثار یعنی  
”اربابہ المصلین“ ہے ۔ یہ بھی فارسی رسا میں ہے ۔ اس کا ترجمہ اور شرح



ہیں جو خلع خلافت سے مشرف ہوئے۔ عشق، ذہن، متبع شریعت، نیک کردار، ایک سیرت، مہربان، نفسِ ساجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان نویزی فراس اور دانشمندی عنایت فرمائی ہے۔ سیرت و صورت میں وہ اپنے والد ماجد کے نمونہ ہیں۔ اس وقت اسے چائی مرحوم آغا مہین حسن جان کی جگہ پر شعبہ تدریس میں مصروف ہیں۔ درس و تدریس میں وہ یک لاجواب حبیب کے مالک ہیں۔ حضرت کے سارے ورثہ ارجمند آقا صاحبزادوں میں جو صاحب استعداد اور صاحب اخلاق ہیں۔ عموماً خاموش رہتے ہیں کثرتِ کلام سے احتساب کرتے ہیں تحصیل علم و سلوک میں مصروف ہیں۔

حضرت کی اور بھی اولاد ہے جو اپنے والد کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے۔

۲۵۲

## خواجہ عبدالعزیز

خواجہ عبدالعزیز، خواجہ صاحبزادہ حافظ عبدالحمید کے فرزند ارجمند ہیں۔ موصوف صاحب غم و فصل و زمیں مستحبات الدعوات نزلت تھے۔ ایک مرتبہ ملا پھر مقامِ آخوند کو جو یک حبشہ عالم تھے اور حضرت میاں روح اللہ صاحب سبکی کے خلیفہ تھے، سبکی صاحب کے نزدیکی واحد سے سخت تکلف تھے۔ ملا معبود ہوا تھا کہ گردہ میں شہری ہے۔ آپ نے خواجہ عبدالعزیز سے ذکر کیا اور فرمودہ کہ حضرت بہت تکلف میں مبتلا ہوں۔ حضرت نے فوراً مراد کیا اور سوجہ فرمائی۔ اللہ کی رحمت سے ایک گھنٹہ کے بعد وہ شہری زمرہ (مرہ ہو کر نساب کے ذریعہ سے خارج ہو گئی)۔

آپ کے تین بیٹے تھے: (۱) میاں مولوی احمد (۲) میاں عبدالحق (۳) میاں فیض الحق۔ آپ نے اسی وقت سے بیشتر (۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء اور ۱۲۴۵ھ/۱۸۳۳ء کے مابین) اپنے نسوں بچوں کے بارے میں یہ وصیت کی تھی کہ انہیں صالح پھر آخوند کے پاس فتنہ ہزار بھجوا دیا جائے۔ آخوند

مدن اور اپنے وقت کے بڑے مسخر اور بٹاس عالم تھے وزیران کی بے سہر کرامات مشہور ہیں۔ حناہ بیوں صاحبزادگان کو ان کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ بیوں نے آئندہ صاحب مومنوں سے علوم حاصل کئے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد بلوچستان آ گئے۔

میاں عبدالحی خانہ ری حوی کے زمانے میں رحمت فرما گئے۔ مومن احمد صاحب اپنے زمانے کے بے سہر اور حشم عالم کی حیثیت سے آجریے اور ساری علم درس و تدریس میں گزار دی۔ حواہہ فیض الحق صاحب کمال بزرگ ہوئے۔ (ان کے حالات علیحدہ درج کیے گئے ہیں)

## ۲۵۵

### خواجہ حافظ عبدالمجید

خواجہ حافظ عبدالمجید، حضرت حواہہ فیض حق حال جسموی ۱۸۲۵ء / ۱۸۳۹ء—۱۸۴۱ء/۵۱۳۱۸ء کے جد امجد تھے۔ بے نظیر فاری، عالم اور صاحبِ حال سرور تھے۔ اب میں نور محمد صاحب فندھاری کے حشم تھے جو حضرت میاں عبدالحکیم بابا صاحب المصنوع ۱۵۳۱ھ/۱۷۷۰ء کے حشم تھے ہوئے تھے۔ ان کا بعضی ذکر اسی تذکرہ میں موجود ہے۔

حواہہ صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ جب آپ کسی ندی کے کنارے برآن مجید کی ملاوت کرنے کو چلا یاں رک جانا۔ اسی زمانے میں عرب سے ایک وری آپ کی ملاوت کی خاطر آیا۔ جب اس نے آپ سے فرات منی نو آپ کے کمال سے بے حد متاثر ہوا۔

اب سے متعلق یہ واقعہ بھی بہت مشہور ہے کہ آپ کے اس حو طالب علم مصیبت ہوئے تھے، ان میں انسان لہو تھے اور حساب تھے۔ ایک مرتبہ جائزے کے موسم میں برف ناری کے باعث سب سردی پڑی۔ طالب علموں نے آپ سے درخواست کی کہ ہمیں لوٹ کھلائیں۔ حافظ صاحب نے

اُن طلبہ کو سہرا سمعہایا اور صیغین کیں یکن وہ طالب علم کسی طرح بھی راضی نہ ہوئے اور نوٹ کھانے پر مصر ہوئے۔ آخر حافظ صاحب موصوف صاحب تک آ گئے تو انہوں نے کہا کہ اچھا سب طالب علم اپنی اپنی چادریں لیں اور کسی ناع میں حدس۔ ناع میں پہنچ کر آپ نے ایک طالب علم سے کہا کہ وہ نوٹ کے درخبر پر حڑ کر آئے جھجھوڑے۔ ناع طارٹ سمون سے کہا کہ وہ چادریں پھیلائیں۔ حناچہ ان حدروں میں بے اندازہ دیر ہو کرے جو سب نے جی بھر کر کھائے۔

۲۵۶

## ملا عثمان اخوند

آپ حضرت میں سید حکیم نا صاحب (المتوفی ۱۱۵۳، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱ء) کے حلیہ جسے اور آپ کا عقلی تفسیدی مسئلے سے تھا۔ آپ سراناں (سس) کے رہے وائے تھے۔ آپ کا نفس نبد کا کٹر کی سبیا ساخ کی دلی ساخ یاسیں رنی سے ہے۔ آپ نے اسلامی تعلیمات کے لیے سرناں سے ایک میل شش کی جانب ایک مدرسہ قائم کیا تھا جو آج تک جاری ہے۔ آپ کی حاشا بھی اسی جگہ ہے۔

آپ ایک جلیلہ عالم اور صاحب کشف و کرامت تھے۔ آپ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک بار معصہ پڑا تو آپ کے مدرسے کے طالب علموں نے عرض کی کہ یا حضرت سوکھی روئیاں کوٹ کر اور پانی میں بھگو کر کھائے کھانے ہمارے دماغ خشک ہو گئے ہیں۔

ملا صاحب نے فرمایا کہ مشکوں میں پانی بھر کر لاؤ۔ جب پانی لایا گیا تو انہوں نے الہ ترکیف کی سورت پڑھ کر پانی پر بھونک ماری جس سے پانی گھی بن گیا۔ طالب علموں کی حوس کی انتہا نہ تھی۔ کئی دن تک

وہ بھی اسماعیل کہتے رہے۔ جب اس وقت جو ساموئیل صاحب علموں نے ملا صاحب کی طرح اہل عرفہ پر تانی تر ٹھوک ماری لیکن وہ تانی ہی رہا۔ اسے میں آپ نصیب نہ آئے۔ طالب علموں نے حال بیان دیا۔ اس پر آپ نے مسکرا کر جواب دیا "اے عرفہ تو وہی ہے مگر اس کے ساتھ ملا عثمان کی زبان جی سوچا ہے۔" اس وقت سے پشتو میں ایک "مٹل" (مضبطل) مشہور ہے کہ "اے عرفہ پر ایک کو ازبک ہے لیکن بڑھنے کے لیے ملا عثمان بڑی دیر چاہیے۔" "گریدی" آپ کا لقب ہے۔ "گریدی" مستولفہ سے حس کے معنی "حدہ سے والا شخص" ہے۔ روایت ہے کہ آپ کے مزار پر حد حص جانا ہے، اس کی مراد حد ر آں ہے۔ اس لیے آپ سواہ میں گریڈی یعنی ان کی حد سو حد پہنچنے والے نزل مشہور ہوئے۔

۲۵۷

### پیر عمر

آپ کا مزار دریائے جمن کے کناروں پر خضدار اور واپر کے مابین واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ آج سے لائی سو سال مسٹر جٹ مگولوں نے بلوچستان پر حملہ ہوا اور مگول فوج نے "بھگور" میں داخل ہو کر مس و سارت شروع کیا تو لوگ ان کے مقابلے کی تاب نہ لا کر پیر عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال بیان کی۔

پہلے وہ آپ ذرا خاموش رہے پھر ارکھہ ابریدی میں گڑ گڑا کر دعا کی "اللہم یہ ظالم تیرے محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمّت کو بردہ و بردا کر (ہے) میں سو ہی ان کا مناسب مبارک فرما"۔ کہتے ہیں کہ دعا باری تعالیٰ

۱۔ "بھگور (پنج اور گور سے مرکب) پانچ مہروں کی وجہ سے یہ نام پڑا۔ اسے "بھگور" یا "فنزور" بھی کہتے ہیں۔ یہاں کا شجرہ خرم بھی مشہور ہے۔ (نوح اور بلوچستانی - قاضی عبدالصمد - رباری - بلوچی دنیا، ملتان - ستمبر ۱۹۶۶ء)



کے ہاں مستعاب ہوئی اور مگنوں سکسب جا تھے ۔ ورہوں ۔ جگوز کے لوگ  
مزید ستھ سے بیچ تھے ۔

یہ عمر ۵ وصال تنجکوز ہی میں ہوا ۔ جہاں آپ ۵ سرارہ مع حلاق ہے ۔  
وہیں ایک تالاب ہے جس میں پھنڈیاں ہیں ۔ لہجے ہیں آگ ۔ کسی رسے میں  
س تالاب میں مشنہ مجرموں ۵ استعان لیا جانا تھا ۔

۲۵۸

### عبدالوہاب اخوند زادہ

اسری سرور جس ۵ سر ہیں ۔ بیع روغ کی حصہ لے ۔ عفتہ کے ماحرہ  
دون کے عفتہ دفن ہیں ۔

۲۵۹

### عبدالمجید صاحب

ب موہری حمزہ ہی سرور ہیں ۵ سر ہیں ۔ آگ ۵ سرور زار ۵ سلام ہیں  
جہاں حصہ کی بیع سرور کی ہیں ۔

۲۶۰

### عجائب نیکہ

آگ حصہ سے کی دی ہیں سرور کے فرسے ایک یہاں سر دفن ہیں ۔  
ب عجائب ہی سے بیسے کے ہاں اعلیٰ ہیں ۔

## علی گڑندی

آب سیر حان زئی ساری تریں جس جسے سے ہیں - سلاہ برمانی میں سو کے  
گازوں کے قریب تنکی میں دفن ہیں -

## علی نیکہ

آب ۵ مزار ثوب میں ہے - میرزئی سادری سزر حل کا کٹر ہیں -

## عمر شاہ آغا

عمر شاہ آغا حدر زئی سید اچے - عبداللہ حان کے فوجی تھے فرساں میں  
مدفون ہیں -

## عبدالرحمان نیکہ

سلاز زئی حمزہ زئی سزر خیں کا لڑ مسے سے ہیں - سرور نوڈ گڈوں محسن  
نوری ضلع نورالائی میں ہے -

## عمر خان ملا

س کا علی بابا کی جگہ پر ہے۔ جس کا کھڑا ہے۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔  
 میں ہیں۔

## عظیم نیکہ سید

آپ کا مزار مرہ نکی فورٹ سندھین روڈ پر واقع ہے۔

## عمران بابا

س کا مزار کھانہ سے ہے۔ یہ ہے۔

## پیر عزت شاہ

س کا مزار کھانہ سے ہے۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔  
 آباد ہونے۔ ان کا مزار مٹھری اسٹیشن کے قریب درختوں کے جوتہ میں واقع ہے۔

اس زمانہ میں یہاں مرزا پور نام کا بارونق قصبہ آباد تھا جو اسی کے نام پر بہت بڑے علاقے کا صدر مقام ہوئے کے علاوہ بڑا کاروباری حلقہ مرکب اور سوداگری کے کاروانوں کا اڈا تھا۔ سندھ و ہند کے سوداگر ایک جانب سے اور حراسان و ترکستان کے تاجر دوسری جانب سے یہاں آکر ملتے اور باہم مالی عمارت کا تبادلہ کرتے تھے۔ اگر کچھ سچ حانا تو ملتان کی جانب بڑھ جائے۔ مرزا پور کے قریب آثار سے ظاہر ہوا ہے کہ یہاں کے لوگ بڑے آسودہ حال تھے۔ مسکن مٹی کے ذریعے کستوری کا نضام ترقی یافتہ یہاں پر موجود تھا۔ مٹی درمیانے ماڑی سے سب سے عمدہ تھی۔ روئے کے ذریعہ لانا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ سیلاب زدراعت بھی وسیع پیمانے پر تھی۔ سید صاحب ایران و سندھ کی جانب سے سر زرخیر علاقہ کے نشانی حادہ اور روحانی مسوا ہے۔ ایک شرمسہ یک سرسب و صریح کے ذریعے علاقے میں عدل و امن سے حکومت فرمانے رہے۔ روایت ہے کہ آخر کچھ لوگ آسودہ حال اور نچھ نامور مای و سرسب کا شکار ہو گئے۔ جب سید صاحب کی تدبیر و ہدایت کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو وہ ان سے الگ ہو کر حصہ میں نچھ قصبے پر جمع کئے، حمان آج ان کا قبر غصت مزار واقع ہے۔ کہہ رہے ہیں کہ ان کی مدد سے حوسعد قصبہ شاہ ہو کر سودر میں ہو گیا۔ آج آثار مٹی کی ٹھیکریوں کے ہوا چوہاں ہیں۔ مٹی خشک ہو گیا اور پھنسیاں اچڑ کڑیں۔ یک زمانہ یہاں درمیانے ماڑی کے معرے اندر سے معزز و نساہی خاندان نے منوری ۵۰۰۰ آباد کیا۔ یہاں سرسب شاہ کی اولاد میں سے سادات آرام کے حتمہ محترم خاندان آباد ہیں۔

۲۱۹

## واجه غریب شاہ

مکرن میں ج جی سرور ۵ نام نامی ابن مکران کی امداد و انعام کے موقع پر ناد کیا جاتا ہے۔ ان کا مزار مبارک کوادر سے ہندوہ میں دور نگور کے مقام پر رسات کوہ خلاقی ہے۔ مسافر آتی کئی روز یہاں آثار سفر کی چوہاں

دور کرنے کے لیے قیام کرتے ہیں۔ اور عرب سے۔ عرب شخص کی خدمت بھی ان کے احلاف پورے وفار و عرب سے سر اجاء دیتے ہیں۔ واجد صاحب کی مسلک کی بروی میں ان کے فرزندان اور نواحیں بھی دست بدست مسافروں کی دوازی کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ اس کام کو اپنے سر پر نہیں دیکھتے، تصور کرتے ہیں۔ یہ بزرگ اہل بیت یہاں ورنہ ہوتے۔ ان کی دستان کچھ یوں ہے کہ ان کے غلاموں کے سرداروں اور سرکردوں کے ساتھ ان کی ہمیشہ اس بات پر ان بن رہی کہ غریبوں پر رحم و شہم سے کرو اور اللہ اور اس کے دین سے غافل نہ رہو۔ یہ نسبت بقیہ ان کے۔ وہ سب مزاج سے مطابقت میں رکھتے ہیں تاکہ وہ میں کٹر آدمیوں سے بے تحاشہ ہوں اور غلاموں کو اور زیادہ شک کرنا شروع کر دیں۔ ان سے وہ شہم و شہم سے دباؤ ہو کر واجد صاحب نے اسے خاندان سیمت بعد کا قصد کیا۔ وہ جب وہ اسے حیدر اور مال مویشی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے جنوبی سرکہ کے علاقے میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ علاقہ فرنگیوں کے زیر تسلط ہے اور فرنگی ان کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ وہ خود بھی فرنگیوں کے زیر تسلط نہ رہنا چاہتے تھے۔ ان کے دربار کرتے پر معمول ہو کہ فریبی علاقہ گواڈر سلطان مسقط کا ہے۔ ان سے اس طرف کوچ فرمایا۔ ان کے رہنے رہے اور ایک سو و فی میدان میں چمچ کر آپ۔ یہاں کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہاں کا مقصد میں صبح ذریعہ کروں گا۔ ان کی دور رس مہلتیں یہاں کچھ اور مسدود کر رہی تھیں جس سے ان دنوں بعض بے خبر تھے۔ دوسرے روز مار فخر سے فارغ ہو کر آپ نے سامنے پہاڑیوں کے متوازی لٹھ لٹھ کی حکم دیا۔ یہ بد کہار کہ ایک سال لہا اور کالی لہا جوڑ لہا۔ وہاں سفار لواحد بوری لہا سے کام میں مصروف ہو گئے۔ سوڑے ہی دنوں میں یہ بد بیری سے تکمیل کے مراحل طے کرنے لگا۔ اب اس بد کی کبتیب سے۔ اس زرخیز مٹی کے میدان میں شہل کے متوازی پہاڑیوں سے کئی چھوٹی چھوٹی ندیاں نکلتی تھیں۔ بارشوں کے موسم میں ان کا سیلاب کا ہی رائیگاں جا لہا۔ واجد صاحب کی اس حکمت عملی سے سارا ہی آکر سد سے نکلا کر وسیع و عریض میدان میں جمع ہو جاتا تھا۔ جلد ہی میدان میں کاسکری ہونے لگی۔ بے شمار درخت جنگل کی صورت آگ آئے جن میں پرندوں اور پرندوں تک نے سیر کر لیا۔ اس طرح یہ علاقہ اور نگرور کا علاقہ

اس قدر سرسبز و شاداب نہ گہ کہ دور سے یہ طویل پھیلے ہوئے بسات معلوم ہوتے تھے اور واجہ صاحب کی بہت و برکت سے اسی جگہ بننے کے میٹھے باؤ کے کئی کنویں خد ہی نالغ نہ نکل آئے۔ مسافروں کے آرام کے لیے بہت سی چھوٹی بڑیاں نعمت کی گدس۔ وجہ صاحب خود سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مسافر نواری کے لیے واجہ صاحب ورن کے لواحقین پوری طرح بھو ہوتے۔ جو کچھ گھر میں ہوتا۔۔۔ وہیں کے سامنے حاضر کر دیتے۔ مسافر جب تک وہیں سے جائے کا ردہ خود نہ کر لیا وہ رکھی اسے محسوس نہ ہوتا تھے کہ اس کی موجودگی ان پر ناز ہے۔ حسن سوک، نواہ، پھردی، مروت، سخاوت، خوش خلقی و خدمت کے معانی باریک چنے چنے کے لیے واجہ صاحب نے جس آخر تک نصیحت اور نصیحت فرمائی۔ آج کل واجہ کے حاشیہ ان کے بڑے صاحبزادے واجہ صاحب شاداب خان ہیں جو سادگی، مکرم اخلاق اور صواب حسد میں سوائے خاصہ و ندرت بزرگوار کا نمونہ ہیں۔ خدمت حق میں خیر الناس بن لینع الناس کے فرامی اصول کے پیروکار ہیں۔

۲۲۵

## حضرت غرغشت نیکہ

اب حضرت قیس عبدالرحمن کے دوسرے بیٹے تھے۔ آپ کا پورا نام غرغشت حاس تھا۔ آپ ایک بلند اندوہی تھے۔ آپ کی اولاد میں دائی، بابی اور مندو کے قبیلے آتے ہیں۔ آپ کے فرزند اکبر دائی نیکہ بھی اوعی درجے کے بزرگ تھے۔ ان کی اولاد میں کاکڑ، پی، داوی، نغیر قبائل آتے ہیں۔ ژوب کا پرانا نام "دانستان" آپ ہی کے نام پر رکھا گیا تھا۔

## میان غلام حیدر

آپ حضرت میان محمد حسن کے فرزند اکثر بھی ۔ میان محمد اکرم کی وفات کے بعد سجادہ نشین تھے ۔ ب ۱۹ دسمبر ۱۲۰۵ھ کو پیدا ہوئے ۔ آپ کی والدہ وی غلام حیات گندہ کے دسی رحمت نامہ بوم گھوٹہ کی بیوی اور میان پیر محمد کی بیوی تھیں ۔ آپ سے پہلے سے بہت سال محمد حیات کے سامنے رہے ۔ بعد میں کتبہ ۔ پھر کتبہ سہر میں مواری نور محمد صاحب سے تحصیل علم میں مصروف رہے ۔ پھر وہ سرگور سے فیضان عربیہ حاصل کیا ۔ ریاض و مجاہدہ میں اس حد تک محو ہونے لگے کہ ہر دن تک بیکار روزہ جو طریقہ قادرید کا معمول ہے ، رکھنے کی بجائے سات روز تک بیکار روزہ رکھنے لگے ۔ مولود یا کافی سے گرفتار ہونے لگے ۔ مکہ اکثر اوقات وہیں حال آجاتا اور وحد و نقص کرتے لگتے ۔ کبھی خون بولہ دوزی کہتے ۔ وہیں لدی رسول کا مرتبہ حاصل کیا ۔ پھر حضرت صاحب کے سیاق میں گریباں و نازل رہے تھے ۔ ۱۲۰۹ھ تا ۱۲۱۰ھ اور ۱۲۱۵ھ تا ۱۲۱۶ھ میں آپ کی نقص بخشی عام رہی ۔ یہ دو سال آپ کے مریضوں میں 'سفن' کے سال مسرور ہیں ۔ پھر ۱۲۱۶ھ/۱۲۱۷ھ اور ۱۲۱۹ھ/۱۲۲۰ھ میں ۔ ضرور سکوت حباب کیا کہ اکثر گھر سے باہر نہیں لائے جاتے ۔ اس کے بعد پھر حضرت حبیب عربی کے استیوں میں گریہ و زاری کرتے رہے اور کہتے تھے کہ اگر یہ خوش طبعی عمل میں نہ آئے تو میرا سبب استیوں پھری کی آگ سے جلی جائے ۔

بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں میں آپ اس قدر اسم محمد کے نصیب میں محو رہتے تھے کہ ہر وقت اپنے آپ کو مجلس حضور میں سمجھتے تھے ۔ حتیٰ کہ فضائے حاجت میں بھی ادب و حیا کی چھپ بکی رہتی ۔ چہ بچہ ویسے ہی آٹھ کر آجاتے ۔ ایسی حالت میں اپنے آشدہ مولوی نور محمد صاحب کنڈوی کی طرف

رجوع کیا اور حتمت حال بیان کی۔ مولوی صاحب نے فتویٰ صادر فرمایا کہ یہ امر حلال ہے اور ضروری قضائے حاجت میں اس پر اثر نہیں پڑتا۔ جب قاضی نے حاجت سے فارغ ہو چکے تو پھر مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچے اور کہا میں نے اپنے خیال کے مطابق مجلس عالیہ میں آکر جانے قدم ہے، بے ادبی کی ہے۔ اس کا بوجھ آپ کے ذمہ ہے۔

آپ کی چند ایک کرامات یہاں بیان کی جاتی ہیں :

ڈھادر کا ایک شخص جمعہ نامی آب کے حلقہ رادب میں آیا۔ وہ خوب مولود اور کافیاں پڑھتا تھا۔ ایک بار آپ شہر ڈھادر کے علانہ کدماں میں شریف لے گئے۔ جمعہ خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ آپ نے استفسار فرمایا۔ بندہ حلالہ ڈیڑھ سال سے بیمار ہے اور اس کے پاؤں خشک ہو گئے ہیں۔

آپ نے اسے بلا کر کہا کہ آج رات مولود اور کافیاں پڑھو۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ اس شخص نے سچے عقیدہ کے ساتھ آپ کے فرمان پر عمل کیا اور ساری رات مولود پڑھتا رہا۔ صبح کے وقت اللہ کے فضل سے اور آپ کی دعا سے خود بخود عصا کا مسہارہ لے کر حوسی سے گھر کو روانہ ہوا۔

ایک مرتبہ آب شہر کڑک میں میراں خان ماروئی پر وہ زمانہ اختیار خان کی شادی کی دعوت میں شریک کرنے کے سے شریف لے گئے۔ ماروئیوں نے رات کے وقت دعوت ولیمہ کی تیب سے ٹائیں اور ہمیں مدح کیں۔ اتفاقاً میں اس وقت ایسی تیز ہوا چینی شروع ہوئی کہ لوگ کام کرنے سے عاجز آ گئے۔ لہذا میان صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ کبریٰ میں دعا مانگی جو مستجاب ہوئی اور ہوا اسی وقت تھم گئی۔

ایک سال رود خانہ لہڑی کا نان کٹار شہر کی طرف منے لگا جس سے شہر کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوا۔ شہر کے معرزمین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی کہ سیلاب مسجد شریف کو منہدم کر دے گا۔ دعا کیجئے اس مصیبت سے بچ جائیں۔ آپ نے اپنے جھوٹے بھائی میان ناچ محمد سے فرمایا دعا سے مدد کیجئے۔ میان صاحب نے کہا آپ ہی مالک امر ہیں توجہ فرمائے۔



چنانچہ آپ نے اپنا عصا دو تین دفعہ رودخانہ میں مار کر اپنی تسبیح والی انگلی کو شہل کی جانب دراز کر کے مشرق سے مغرب تک اشارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اسی دن رودخانہ نے اپنا رخ شہر کی جانب سے موڑ لیا اور شہر کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد رودخانہ کے پانی نے پتیل کا رخ کیا۔ وہاں ہر سال بند باندھتے تھے جو ہمیشہ ٹوٹ جاتا تھا۔ ایک دفعہ ملا محمد حیات شیخ کاردار لہڑی نے رعایا کو اکٹھا کیا اور پتیل سے اوپر رودخانہ پر بند باندھنے کا پختہ ارادہ کیا۔ چونکہ اس سے کٹار شہر حاص کر حائقاء شریف کو نقصان پہنچنے کا احتمال تھا اس لیے میاں غلام حیدر وہاں بفس بفس پہنچ گئے اور ملا محمد حیات کو اس خطرناک صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس سے عرض کی کہ پتیل پر رودخانہ پر بند باندھا سواری ہے کیونکہ ہر سال اس کا دہانہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم محموراً ایسا کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو خان صاحب کے یہ علاقے غیر آباد رہ جائیں گے۔ پھر آپ دعا کریں کہ تیل ولا نہ مصوصی سے باندھا جاسکے اور ٹوٹنے سے محفوظ رہے۔ ایسی صورت میں ہم نہیں بند نہیں باندھیں گے۔

آپ نے پتیل جا کر دعا کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ اب یہ نہیں ٹوٹے گا۔ مؤلف عمدۃ اللاتاریف تذکار اصحاب اکابر نے لکھا ہے کہ اب اٹھائیس یا انیس سال ہو گئے ہیں وہ بند نہیں ٹوٹا۔

مولوی محمد حسن ہی کہتے ہیں کہ ایک دن میں اور میرے استاد میاں محمد ہاشم صاحب متوطن گڑھی یاسین آپ کی زیارت کے لیے پہنچے۔ جس وقت میرے استاد محو تکلم تھے میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید میاں محمد حیات جو آپ کے تاپا تھے، ہمارے اساتذہ کی طرح علوم میں ماہر اور جید نہ تھے۔ عین اُس وقت میاں غلام حیدر نے دیوان حاصہ کھولا جو اُن کے ہاتھ میں تھا اور یہ شعر میری طرف متوجہ ہو کر پڑھا:

در محفلکہ خورشید اندر شہار ذرہ است  
خود را بزرگ دیدن شرط ادب باشد

بعد ازاں اسی طرح مولوی صاحب سے گفتگو میں مصروف ہو گئے اور  
میں اس معاملہ کشفیہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

مسنوں ہے کہ آپ سفل والے سال میں ارباب عبدالرحیم چتر والد کے یہاں  
سُریف فرما بھیے۔ وہاں ایک مطرب زیارت کے لیے آیا اور سازنگی جانے لگا۔  
اُس وقت میاں صاحب حالبِ وجد میں بھیے۔ سر لیے سرود سازنگی سے اندیشہ  
پیدا نہ ہوا۔ اسی انا میں داسی ملا عدتہ جو حسک ملا تھا، آپ کی زیارت  
کے لیے آیا مگر سازنگی کی آواز سن کر وہیں چلا گیا۔ میاں صاحب سے  
جد ہی سکر و وجد کی حالت سے سکوت اختیار کیا۔ ارباب سے کہنے لگے  
ملا عبداللہ آ رہا تھا، واپس چلا گیا، آتے پلائیے۔

آپ کی وفات دوسرے روزِ طہر ۲۷ ماہ رمضان المبارک ۱۳۰۰ھ  
۱۸۸۲ء نو ہوتی۔

آپ نے پہلے بہن محمد اکرم کی سنی مسجد مائی ناری سے سادی کی۔ اُس  
کے بطن سے مائی گنج بیبی پیدا ہوئی۔  
دوسری سادی مائی حیدوں سے کی جو قوم لہاری سے تھی۔ اُس کے  
بطن سے میاں غریبانہ اور حسن دہجد اور سب بٹیاں پیدا ہوئیں۔

## ۲۲۲

### سید غلام حیدر شاہ حنفی

بلوچستان نے میدانِ فقیری و درویشی میں ایسے نامور فقرا و مشائخ پیدا  
کئے جن کا سروکار رضائے الہی سے تھا۔ ایسے ہی خدا نرس، دین دار، زاہد  
اشخاص میں سے سید غلام حیدر شاہ حنفی بھی تھے۔ خاندانِ ماداتِ چشتیہ کے  
باوقار بزرگ سید محمد زمان شاہ کے ہاں پیری مستونگ روڈ ۱۲۸۶/۱۸۶۹ء  
میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں دیہی مدارس سے مذہبی تعلیم کی تحصیل کا آغاز کیا

اور متعدد غم سے فیضیاب ہوئے اور بعد میں بڑے بڑے عالم ان کے علم سے متاثر ہوئے۔ آپ کے حنفی رادب میں امرا، حاکم، سردار، دہقان، ہندو، عیسائی غرض کہ سبھی تھے۔

صوفہ و صلوٰۃ کے باندہ تھے۔ صبح و شام تلاوت کلام پاک، وضو و اوراد اور سب چداری ان کا سیوہ تھا۔۔۔ اوقات درجہ بندی میں گریہ و راری سے مے سوس ہو جاتے۔ دیہوی، نارویار سے بڑی حد تک کدہ کس تھے۔ عموماً جمعہ کو مہر پر کھڑے ہو کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو سرائے عقیدت میں کرتے۔ آواز میں سلا کا شور تھا۔ ارڈو، فارسی، عربی پر دسترس کے علاوہ، بلوچی، پشتو، سندھی اور روجی سے بھی کہ حد، واقف تھے۔ انگریزی بھی روانی سے بول سکتے تھے۔

گھر میں جنونا۔۔۔ صاحب تھا جس سے عرصہ مسلسل ہوتا ہے۔۔۔ حدادوں میں سائنوں کے کاہ آتے۔ بڑے مہربان و آواز تھے۔ امرا، سردار اور محسن حضرات سے نذرانہ پاتے تھے۔

۱۹۵۰ء میں بیمار ہوئے اور مئی میں جمعہ کے دن ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۱ء کو وفات پائی۔

۲۲۳

## شیخ غلام رحیم بابا

آپ کا سرار ربوے قبرستان کوئٹہ میں واقع ہے۔ آپ بہت بڑے سالم و خصل بزرگ تھے۔ آپ کا تعلق بیچ خاندان سے تھا۔ کوئٹہ کا محلہ شیخان آپ ہی کے نام سے موسوم ہے۔

آپ کے مزار کے نزدیک ایک قدرتی چشمہ ہے جس کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے زمین پر نیرہ مارا تھا جس سے یہ چشمہ بھوٹ پڑا تھا۔ اس

چشمے کے تابی کی حاصیہ یہ ہے کہ کسی قسم کی بیماری میں مبتلا نہ رہے۔  
اس ہابی سے عمل کرتے تو اس کا مرض رفع ہو جاتا ہے ۔

## ۲۲۲

## حضرت خواجہ میاں غلام صدیق

خواجہ میاں محمد صدیق ریلوے ملازمین میں نور محمد بن میاں  
غلام محمد بن محمد بکر فاضل خانہ کے حسیہ و حراغ تھے ۔ آپ کے بزرگ  
سید کی مرض سے مرستہ سے حراغ اور وہاں سے پنجاب آئے ۔ پہلے کے  
راستے بلوچستان گئے ۔

آپ کے - داماد - غلام محمد سے حضرت میاں نور احمد (محمد پور والے) کے  
ہاں پر جمع کی ۔ انہوں نے - سید - مالہ - قادریہ سے واسطہ ہوئے ۔ آپ کے والد  
خواجہ میاں نور محمد ریلوے ملازمین کے فاضل القصاب تھے لیکن کسی مسئلے پر  
احکامات رائے کی بنا پر ملازمین سے سہ ماہہ کوٹ (سید) چلے آئے ۔

حضرت خواجہ میاں نور محمد صاحب کے ہیں بیٹے تھے : (۱) خواجہ گل محمد  
جو اپنے زمانے کے - صاحب - سائنس اور استاد العلماء سندھ و بلوچستان تھے ۔  
(۲) خواجہ میاں غلام صدیق جو کہ سید مرید، عارف اور عاشق رسول اللہ تھے  
اور جن کے نام سے درگاہ شریف صدیقیہ منسوب ہے ۔ (۳) خواجہ غلام عمر  
جو جوانی ہی میں فوت ہو گئے ۔

قطب الارشاد خواجہ میاں غلام صدیق ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۴ء میں موضع  
کڈہ کجھی (بلوچستان) میں پیدا ہوئے ۔ قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم اپنے والد  
خواجہ میاں نور محمد سے حاصل کی ۔ اس کے بعد درس نظامی نک کی کتب  
احادیث و فقہ و اصول و منطق اسے پڑھے بھائی خواجہ میاں گل محمد سے پڑھیں ۔

حضرت خواجہ میاں غلام صدیق نہایت متقی اور ارمیز گار تھے۔ ہمیشہ با وضو رہتے تھے۔ عام مٹکے وغیرہ کا پانی استعمال نہیں کرتے تھے۔ کھانا پکانے کے لیے پیر محمد باورچی مقرر تھا جو سفر میں یا لنگر خانہ میں با وضو ہو کر طعام تیار کرتا تھا۔ اگر طبیعت ناساز ہو تو اور کوئی استعمال کرنا پڑتی تو آوہر کے انگریزی حروف مثلاً استعمال کرتے۔ بیت الخلا کے لیے چادر اور جوئے علیحدہ تھے اور عبادت کے لیے مادہ اور پاکیزہ لباس علیحدہ تھا۔

حضرت خواجہ میاں غلام صدیق بڑے با ادب تھے۔ حضور اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا عبدالعزیز حیلانی کا اسم مبارک ہمیشہ با وضو لیتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے ایک طالب علم محمد بواز کو ”دل نواز“ کہہ کر بلایا۔ اس نے عرض کیا حضور آپ نے مجھے میرے صبی نام سے نہیں بلایا اگر ناراضی ہے تو معافی چاہتا ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کوئی ناراضی نہیں۔ وضو نہیں تھا اس لیے حضور کا نام نہیں لیا، تمہیں دل نواز کہہ کر بلایا ہے۔ زندگی میں سمد کہی بہشت مدینہ منورہ کی صرف نہیں کی۔ سیدوں اور قرآن پاک کے حافظوں کا بہت احترام اور خدمت کرتے تھے۔ سیدوں سے حضور کی نسبت سے پیار تھا۔ اور قرآن شریف کی سبب کی وجہ سے حافظوں سے الفت فرماتے تھے۔ اس لیے دو نین سید اور حافظ حضرت صاحب کے پاس ہمیشہ رہتے تھے۔

حافظ نور مصطفیٰ ڈیرہ غازی خان، پنجاب سے حضرت صاحب کی خدمت میں آئے۔ حافظ نور مصطفیٰ نوجوان خوش الحان قاری تھے۔ حضرت صاحب نے لنگر سے وظیفہ مقرر کیا اور اس کو دربار میں قیام کے لیے ارشاد فرمایا۔ چند ماہ کے بعد اس کے بھائیوں کا خط آیا کہ تمہارے والد صاحب انتقال فرما گئے ہیں، آپ جلد پنجاب آئیں۔ حافظ نور مصطفیٰ خط پڑھ کر نہایت پریشان ہوئے اور خلیفہ غلام محمد کو خط دکھایا۔ خلیفہ غلام محمد اور حافظ نور مصطفیٰ حضرت میاں غلام صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خط دکھایا۔ خلیفہ نے عرض کیا کہ قبلہ! حافظ نور مصطفیٰ کے والد فوت ہو گئے ہیں فاتحہ پڑھیں اور حافظ صاحب کو اجازت عطا فرمائیں۔ حضرت خواجہ میاں غلام صدیق نے فرمایا کہ ”فقیر کو اجازت ہے، لنگر سے کرایہ وغیرہ دیا جائے۔ باقی زندہ شخص کے لیے

میں کیسے فاتحہ پڑھوں۔ حافظ نور مصطفیٰ کا والد زندہ ہے، اپنے گاؤں سے باہر مویشی چرا رہا ہے، ایک درخت کے نیچے کھڑا ہے، اس کی بفل میں ایک نہیلا ہے۔ اس میں ”دلائل الغیرات“ موجود ہے۔ اس کے دل میں یہ خیال ہے کہ پہلے وظیفہ پڑھوں پھر کچھ دیر درخت کے نیچے آرام کروں، پھر وضو کر کے وظیفہ پڑھوں لیکن حافظ صاحب کو تسلی نہ ہوگی، کرایہ وغیرہ لنگر سے دیا جائے۔ بیماری اور حافظ نور مصطفیٰ کی ملاقات مشکل ہے۔“ حافظ صاحب اجازت لے کر پہنچا گئے۔ والد زندہ تھے۔ دو برس مہینوں کے بعد حافظ نور مصطفیٰ نے اپنے گاؤں میں رات کو دیکھا کہ ستاروں سے شعاعیں بھوٹ رہی ہیں۔ گاؤں والے ایک درویش کے پاس گئے۔ اس درویش نے مراقبہ کر کے بتایا کہ ایک غوث کا انتقال ہو گیا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد حافظ نور مصطفیٰ شہداد کوٹ واپس آئے۔ ان کے آنے سے پہلے میاں صاحب انتقال کر چکے تھے۔

تاریخ وفات ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء ہے۔ وصال کے وقت دربار شریف سے فارغ التحصیل متعلموں کی تعداد ۶۸۷ تھی۔

حضرت میاں غلام صدیق کے دو ارشد تھے۔ میاں عبدالوہاب اور میاں غلام دستگیر۔ دونوں صاحبزادے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت میاں غلام صدیق نے اپنے بھانجے میاں نصیر الدین کی پرورش کی اور اپنا بیٹا کہا اور اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

میاں نصیر الدین ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت صاحب کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت میاں نصیر الدین کے درس مبارک سے چھپن علیہ کرام فارغ التحصیل ہوئے اور باج بزرگ خلعت خلافت سے مستفیض ہو کر تبلیغ دین متین میں مصروف ہوئے۔

۱۵ محرم ۱۳۳۷ھ/۱۹۲۸ء کو آپ کا انتقال ہوا۔

## سید غلام محی الدین شاہ

آپ کے والد بزرگوار کا نام سید حاجی عبداللہ شاہ تھا۔ آپ قادری حسینی سید

نہے۔ آپ کا وطن بغداد تھا۔ چھٹی پشت سے آپ کا خالدران باغبالہ تحصیل خضدار (قلات ٹویزن) میں اقامت پذیر ہے۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

محبوب علی خاں مگسی اور نواب زادہ میر سیف اللہ خاں مگسی مرحوم نے شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کو ان دونوں مریدوں سے بہت لگاؤ تھا۔ آپ اکثر جہل مگسی شریف لایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا وصال بھی ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ بمطابق ۹ فروری ۱۹۵۶ء میں جمعرات کے دن ۲ بجے بعد از ظہر جہل مگسی میں ہوا۔

آپ کے سجادہ نشین حاجی سید گل محمد شاہ ہیں۔ آل کی سجادہ نشینی کی تاریخ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ ہے۔

نواب محبوب علی خاں مگسی اور نواب زادہ میر سیف اللہ خاں مگسی مرحوم کو اپنے مرید سے بے حد غنیمت و تائبی تھی۔ سی سے آپ کے سادانہ عرس کا انتظام خاص اہتمام سے کیا جاتا ہے۔ ہر سلسلہ میں دن تک رہتا ہے۔ سب سے کرام اور صوفیائے عظام باہر سے تشریف لاتے ہیں۔ دن رات کھانا لکھا ہے اور غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم ہوتا ہے۔

## ۲۲۶

### غائب پر

کھجوری کے مقام پر دفن ہیں۔ یہیں آپ کی کرامت سے چشمہ بھولا تھا۔ بی بی نانی جو بولان میں مدفون ہیں، آپ کی ہمشیرہ تھیں۔ (دیکھیں بی بی نانی)

## ۲۲۷

### غرشین بابا

آپ غرشین سید قبیلے سے تھے۔ آپ شہید ہوئے تھے۔ آپ کا مزار رکھنی

تحصیل بارکھان ضلع نورالائی میں ہے جو کچا ہے اور سایہ دار گھنے درختوں میں گھرا ہوا ہے۔ اردگرد قبرستان ہے۔ مقبرے پر ایک مجاور بھی ہے۔

## ۲۲۸

## غلام شاہ پیر

شادو عیانی تحصیل بارکھان ضلع نور لائی میں دفن ہیں۔

## ۲۲۹

## غلام محمد میاں

روہڑی کے رہنے والے تھے۔ بھاگ نیابت میں ان کی خانقاہ ہے جو خانقاہ شہیداں کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے ایک نساگرد حافظ عبدالرحیم کو کسی افغان بادشاہ کے حکم سے قتل کر دیا گیا تھا کیونکہ وہ جادوگر تھا۔

## ۲۳۵

## غرشین نیکہ

آپ بلوچستان کے مشہور مید قبیلہ غرشین کے جد امجد اور ولی اللہ تھے۔ آپ کا اصل نام معلوم نہیں، غرشین ان کا لقب ہے۔ انہیں غرشین اس لئے کہتے

۱۔ 'نیکہ' پشتو زبان میں عام طور پر 'دادا' اور 'نانا' کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اصطلاحی طور پر بزرگ، عمر رسیدہ لوگوں اور مرحوم صوفی نش حضرات کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔  
غربغنی: پہاڑ۔ شین (پشتو لفظ ہے): سبز رنگ یا سرسبز و شاداب۔



ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے آزمائے کے لیے آپ سے کہا تھا کہ اگر آپ واقعی سید ہیں اور ولی ہیں تو اس خشک پہاڑ کو ”شبن“ یعنی سرسبز و ساداب بنا دیجیے۔ آپ نے بارگاہ ایزدی میں دعا مانگی۔ اللہ کے حکم سے مذکورہ پہاڑ ”شبن“ یعنی سرسبز و ساداب بن گیا۔ اسی لیے آپ ”غرشین نیکہ“ یعنی ”پہاڑ کو سرسبز و ساداب بنانے والا برگ“ مشہور ہو گئے۔ آپ کی اولاد کو غرشین سادات کہا جاتا ہے۔

## ۲۳۱

### حضرت خواجہ فیض الحق جان چشموی

آپ کی ولادت ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء کو ہوئی اور وصال ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء کو انوار کے دن طہر کی نماز کے بعد ہوا۔ مزار قریب چشمہ اچوڑی میں ہے جو کوئٹہ کے نواح میں واقع ہے۔ جب آپ کے والد بزرگوار حضرت مین عبدالعزیز کا انتقال ہوا تو آپ کمسن تھے۔ ان کے والد کی وصیت کے مطابق انہیں دوسرے دو بھائیوں کے ہمراہ صالح بند احمد جو اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم تھے کی خدمت میں قندھار بھیج دیا گیا۔ حوجہ صاحب وہیں سے فارغ التحصیل ہو کر بلوچستان واپس آئے۔ کچھ عرصہ درس و تدریس میں گزار کر فقیری کی جانب متوجہ ہوئے۔ وظائف اور اوراد میں زیادہ وقت بسر کرنے لگے۔ ایک مرتبہ ایسے بیمار ہوئے کہ معمول میں فرو آ گیا۔ دل میں ٹھان لی کہ اگر اب کے خدا نے صحت بخشی تو اس چیز کو حاصل کرنے کی سعی کروں گا جو ہمیشہ ساتھ دے۔

چنانچہ صحتیاب ہونے ہی پیر کامل کی تلاش میں نکلے۔ اور دور دراز تک کے سفر کیے۔ قندھار سے پنجاب تک کے علاقے میں گھوم نکلے۔ آخر جناب روح اللہ گانگڑی سے ملاقات ہوئی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کرنے کے بعد سلوک و ریاضت میں اس قدر منہمک ہوئے کہ چار پانچ سال کے مختصر عرصہ میں خلعت خلافت سے سرفراز ہو گئے۔ حضرت میاں

روح اللہ کو باری تعالیٰ نے یہ عظیم رتبہ عنایت فرمایا تھا کہ اس دور کے جتید علم میں سے اکثر آپ کے مرید تھے۔ ان کے بعض ایسے مرید بھی تھے جو درجہ خلافت سے مشرف ہوئے اور بعض اس مقام تک نہ پہنچ سکے۔ محروم رہ جانے والے مریدوں کو حضرت خواجہ فیض الحق بر رشک آیا کہ وہ بربری کیوں حاصل کر گئے۔

حضرت میاں روح اللہ کشف نام کے مالک تھے۔ انہوں نے ایک روز بھری محل میں کہا کہ خواجہ فیض الحق گیلی مٹی کے مانند سیرے پاس آیا تھا جسے بوڑھے سے پانی کی ضرورت تھی۔ وہ معمولی نوجوان سے خلالت کا اہل بن گیا اور جو لوگ بالکل خشک مٹی کی طرح آئے تھے وہ زیادہ پانی سے بھی گیلے نہ ہو سکے۔ ایسے لوگوں کو فیض الحق کے بارے میں سوچنا نہیں چاہیے۔ ایک نار آب شاہ ابوالخیر سرہندی جو اپنے زمانہ کے عظیم بزرگ اور صاحب کشف مشہور تھے، کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آب ن کی مجلس سے رخصت ہوئے تو شاہ ابوالخیر کے خادموں نے آپ کے متعلق پوچھا۔ حضرت شاہ ابوالخیر نے فرمایا کہ پہلے میں نے چند اومڑیاں دیکھی تھیں، آج میں نے ایک شیر دیکھا ہے۔

حاجی عبدالرحمان ہی کا ہے کہ ایک دفعہ وہ اور خواجہ صاحب دونوں درانی بستی میں جہاں اب کوئٹہ چھاؤنی ہے، اقامت گزین تھے۔ اس بستی کے نزدیک ایک مرار تھا جہاں اب اسٹاف کالج ہے۔ اس مرار سے قریب ایک ویران جگہ پڑی تھی جہاں مسافر اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب کی عادت تھی کہ کبھی کبھی اس مزار پر جاتے اور مراقبہ کرتے۔

ایک روز جب راقیہ کر کے لوٹے تو ارشاد فرمایا کہ فر کھودنے کا سامان لے آؤ۔ سب لوگ حیران تھے کہ بستی میں کوئی موت واقع نہیں ہوئی، فر کھودنے کا سامان قبرستان لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ خواجہ صاحب سے حقیقت حال کے بارے میں سوال کرے۔

سب لوگ آپ کے ساتھ ہولے اور متعلقہ سامان لے کر ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ وہاں پہنچ کر خواجہ صاحب نے اس ویران جگہ کو کھودنے کا حکم دیا جہاں مسافر اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ کچھ حصہ کھودنے کے بعد

لحد کے نشانات ظاہر ہوئے۔ جب لحد کو کھولا گیا تو وہاں سے ایک سفید ریش بزرگ کی لاش برآمد ہوئی جو بالکل سالمہ تھی۔

خواجہ صاحب کے رشاد پر آئے وہاں سے نکال کر مزار کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اگلے روز کسی حبیبہ نے جرأت کر کے اس واقعہ کی حقیقت معلوم کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس بزرگ کی لاش برآمد ہوئی ہے وہ اپنے وقت کا ایک مرشد تھا۔ اس بزرگ نے مجھے کہا کہ میں یہاں تکلیف میں ہوں، مجھے یہاں سے نکال کر خلیفہ کے دربار کے قریب دہا دو۔ چنانچہ میں نے جو کچھ کیا ہے ان کے حکم کی تعمیل کی ہے۔

۲۔ صاحب کی عادت بھی کہ گھر میں ستراحت نہ فرماتے۔ جہاں بھی مقیم ہوتے کسی نہ کسی مزار پر رات بسر کرتے تھے۔ چشمہ شریف میں ایک ہر ای زیارت ہے جو مہاڑ کے دامن میں ندی کے کنارے واقع ہے، جس کا نام راحت بابا ہے۔ تب ہر رات نماز عشا کے بعد اپنے ایک خاص شاگرد ملا احمد کو ساتھ لے کر وہاں جاتے اور پری رات گزارنے کے بعد صبح کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرتے۔

### آپ کے خلفا

حاجی محمد عثمان کچلائی (برد کوٹہ)، حاجی محمد عباس مروی (مستونگ)، حاجی محمد عوض گجراتی (کوٹہ)، حوید محمد امین برھوی (کوٹہ)، سید محمد سرف کراچی (کوٹہ)، ملا محمد صاحب کی شیخان (کوٹہ)، حاجی اللہ بخش خڑک (مبئی)، خلیفہ در محمد مستونگی۔

### ۱۔ حاجی محمد عثمان کچلائی (برد کوٹہ)

آپ اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔ آپ کے بہت سے مرید تھے جو ذکر میں مشغول رہتے۔ آپ خواجہ صاحب کے بھائی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر خواجہ فیض الرحمن کے مزار مبارک کے قریب بنائی جائے۔ چنانچہ اسی پر عمل کیا گیا۔

### ۲۔ حاجی محمد عباس مروی (علاقہ مستونگ)

آپ زمانہ کے بڑے عالم ہو گزرے ہیں۔ آپ کے متعدد مرید صاحب ذکر تھے۔ ہر شخص آپ کے ذکر و شغل اور حسن اخلاق کا شیدائی تھا۔

آپ کی ظاہری شکل و شبہات اور وضع قطع صحابہ کرام کی مثل سادہ بھی۔ آپ کا طعام، کلام اور منام بہت کم ہوتی تھی۔ آپ کی مجلس کا ایک ایک لمحہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے خالی نہ تھا۔ آپ مولانا تاج محمد امروہی کے خاص ہمزاد تھے اور نہایت متواضع اور شب خیز بھی۔ صاحب کسب کرامات ہونے کے باعث اگر آپ کی کرامات کو تحریر میں لایا جائے تو کتب درکار ہوگی۔

### ۳۔ حاجی محمد عوض گلزاری (کولہ)

آپ صاحب ذکر تھے۔ آپ کے متعدد مرید ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد عمر چشموی (۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء - ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) اکثر اپنے مریدوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے اور حاجی صاحب آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ گرد و نواح کے تمام لوگ آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ کرامات اور مکاشفات کے مالک تھے۔

ایک بار حاجی محمد عوض اور حضرت خواجہ محمد عمر چند دوسرے صوفیائے کرام کی مدد سے۔ سب میں حاجی حمل صاحب کے مزار پر شریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک شخص لعل محمد نامی نے اپنی گردن میں رسی ڈالی ہوئی ہے اور اپنے آپ کو باندھ رکھا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے مرابہ کیا اور باہر تشریف لائے۔

حاجی صاحب موصوفے اس شخص سے پوچھا کہ تم نے اپنے آپ کو یہاں کیوں باندھ رکھا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا بھائی گم ہو گیا ہے۔ تلاش کے باوجود کہیں نہیں ملا اور نہ کچھ علم ہوا کہ کہاں ہے۔ اب میں نے یہاں اپنے کو باندھ رکھا ہے کہ شاید یہی اس کے ملنے کا ذریعہ بن جائے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ اپنے آپ کو کھواو اور کل گاڑی کے وقت اسٹیشن پہنچ جاؤ۔ تمہارا بھائی اسی گاڑی میں آئے گا۔ لعل محمد اگلے روز حاجی صاحب کے ارشاد کے مطابق اسٹیشن پہنچا۔ گاڑی آئی تو اسی سے اس کا بھائی آرا۔

اس سے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو۔ کہنے لگا کہ میں کل کراچی میں تھا میری ایسی حالت ہوئی کہ میں جس جانب بھی منہ کرتا تھا



## ۷۔ حاجی اللہ بخش خٹک (محبی)

آپ ایک دادر انسان تھے اور ہر وقت ذکر میں مشغول رہنے کے باوجود اپنے ارد گرد کے لوگوں کو قیصر پہنچاتے رہے۔

## ۸۔ خلیفہ درہم مستوانی

آپ عالم ساد میں بہت سراسر تھے۔ لوگوں کے ساتھ بدخلقی سے بھر آتے تھے۔ لیکن جب حواجد و مصالح کے مراد ہوئے تو تمام افعال و احوال سے مبرا ہو کر صاحبِ سلاطین بن جاتے اور کسی نوع انسان کی خدمت کو اپنا شعار بنایا۔

دلرو و فکر میں جی مصروف رہتے تھے۔ یک دفعہ آپ بھاگ دڑی میں ایک سسلی سے گڑھے پر پور پڑ رہے تھے کہ ایک شخص سامنے آیا اور عرض کیا کہ میں بھی آپ کے حریفے میں داخل ہر چاہوں مگر یہی تک ذکر جاری نہیں ہوا۔

آپ نے اسی کیفیت میں اس شخص سے کہا کہ آنکھیں بند کر لو اور اپنے دل کی طرف دھیال دو۔ سرے بسا ہی کیا۔ اس کے بعد خبیثہ صاحب نے اس پر سوجہ کی وہ شخص بے سوس ہو گیا اور بے خود رہا۔ قرینا ایک گھنٹے کے بعد جب ہوش میں آیا تو ذکر جاری ہو چکا تھا۔

۲۳۲

## بابا فرید اللہ شاہ

آپ نے پٹن میں ایک جید عالم دین کی حیثیت سے شہرہ پائی اور ایک صدی قبل تہذیبِ اسلام کے سلسلے میں بہت مشہور ہوئے۔ دور دور سے لوگ فیضیاب ہونے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ نے نئی نوع انسان کی فلاح و بہبود کی خاطر بہت کما کیا۔ آپ جلالی بزرگ تھے۔

بابا فرید کا مزار سرسبز سے ڈیڑھ میل کے واسطے پر ہے اور ہر جمعرات کو بھاری تعداد میں لوگ مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ مزار کے حاضد میں بابا فرید کے علاوہ ان کے قریبی رشتہ داروں کی نو قبریں بھی موجود ہیں۔ سرسبز کے لوگ آپ سے وسعت عقیدت رکھتے ہیں۔

## ۲۳۳

## فیضو بابا

آپ کا مزار کالسی قبرستان (کوئٹہ) میں واقع ہے۔ آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ کا زمانہ انگریزوں کے ابتدائی دور حکومت کا زمانہ ہے۔ آپ ہمیشہ انگریزوں کے خلاف رہے۔ حق بات کہنے میں انہیں کوئی ہراس نہ تھا۔ آپ ایک وقت میں کئی حکم صادر آتے تھے۔ آپ کو اکثر دزدان (رہبان) اور کوئٹہ میں ایک وقت دیکھا گیا۔ آپ کو انگریزوں نے متعدد بار گرفتار کر کے حوالات میں بند کیا۔ مگر آپ حوالات سے اس طرح عذاب برداشت فرماتے تھے کہ حوالات کے سب سے نکلے ہی رہ جاتے تھے۔

## ۲۳۴

## فقیر هوتک

آپ کا تعلق بلوچستان کے مشہور قبیلہ 'ملاں' سے تھا۔ آپ صبیح جانی کے معروہ صاحب کرامات بزرگ حضرت شیخ حسین کے خدمت گاروں میں سے تھے۔ اپنے مرشد سے بے حد لگاؤ رکھتے تھے اور کبھی ان سے جد نہ ہوتے تھے۔ لگاؤ کی وجہ سے مرشد کے وصال کے بعد آپ نے باقی عمر وہیں گزار دی۔

۱۔ حضرت فقیر هوتک - عبدالرحمن براہوئی - آئینہ لاہور، دسمبر ۱۹۶۶ء۔

حضرت شیخ حسین نے ایک روز خوش ہو کر آپ کے لیے بازگاہ ابردی میں دعا کی جس کے نتیجہ میں سانپ اور بچھو آپ کے تابع ہو گئے۔ نالوحستان کی سر زمین طویل فاصلوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ یہاں کے بیشتر حصوں میں برائے وقتوں سے باؤلے کئے، سانپ، بچھو اور دوسرے زہریلے حشرات کے کٹے کا علاج دم اور صوفیانے کرام کے مرارات کی مٹی سے کیا جاتا ہے۔ یہ مٹی ”خوردہ“ کہلاتی ہے۔

’حب لسی‘ کو اولاً کیا کرتا ہے تو وہ حضرت سند کریمؒ، حضرت سند مورت شاہؒ، حضرت مو آغاؒ میں سے کسی ایک کے مرار پر حا کر وہاں کی مٹی زخم پر لا رہا ہے تو آتے بمصل ابردی سما ہو جاتی ہے۔

سانپ کے کٹے ر علاج میں ہونکؒ کے مرار کی مٹی سے کرتے ہیں۔ جتنے ہیں کہ ب کے سر کی مٹی میں یک حصہ یہ مٹی ہے کہ سر کے دھب کسی گھر میں ہو تو وہاں سے سانپ اور بچھو بھاگ جاتے ہیں تا کہ اگر وہاں کے مکسوں کو تلوی ٹرند میں پہنچائے۔ میں سے حالہ دوسرے روک یہ ’خوردہ‘ ہے جس میں رٹھے ہیں کیونکہ ان کے پاس حار پائوں و ہوں نہیں اور تھوڑی زمین پر ہی سونا پڑتا ہے۔ اس لیے انہیں سانپ اور بچھو کا حصہ بھی زیادہ ہی ہوتا ہے۔ آپ کا مرار کردگ قلات ڈویژن میں مرجع خلائی ہے۔

۲۳۵

## صوفی فیض محمد فیض

اب کھانہ سہرے سند، لاسار میں رنج آخر ۱۳۰۱ھ، ۱۹۸۳ء میں جمعرب کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خان محمد تھا۔ سات آٹھ برس کی عمر کو

۱۔ سند مورت شاہ، سنگوچر میں مزار ہے۔ خاندان چشتیہ، طریقہ قادری، تاریخ وصال ۱۶ رجب ۱۸۷۷ء۔

۲۔ سند براہوی سحر، حصہ اول، عبدالرحمن براہوی، کوئٹہ ۱۹۶۸ء، ص ۸۱۔ محمد زبیر کے صوفی شاعر فیض، پیر محمد زبیرانی (بزبان سوجی) بولان نامہ کوئٹہ ۱۹۷۰ء۔



پہنچے وہ عام دسبر کے مقامی سے سبوں کو حراست کے لیے لے گئے۔  
دس برس کی عمر تک انہیں نوادہ ہی میں مصروف رہے۔

پھر آپ کی زندگی میں ایک سو موڑ آیا اور آپ نے لاہور مقام کی طرف متوجہ ہوئے۔ حناحد و سبوں کو ساتھ لے کر ایک مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا مولوی مولوی صاحب کے آپ کا۔ وہ دو رحلت دیکھ کر بڑھاپا شروع کیا۔ جب آپ کے برائے سبب ختم کر لیا وہ دسبر کے مقامی مولوی صاحب کے ان کے ساتھ مسیح سے ملدھے اور چند طلبہ سبوں کے ساتھ۔ جس ان کے گھر پہنچ گئے۔ والدین نے حناحد دریافت کی وہ صاحب سبوں کے ساتھ انہوں نے قرآن مجید ختم کر لیا ہے اس لیے اس نے اس وقت سے مسیح سے ملدھے دیے ہیں اور آپ کے دس برس پہلے یہ آپ صاحب و سبوں کی مثنوی دس۔ اس پر فیصل کے والدین بے حلا خوش ہوئے اور فالنور مولوی صاحب کی خدمت میں پھڑا بھجوا دیا۔

اب اب دسبر و سبوں کے مقامی میں سبوں کو لائے۔ پہلے وہ عام کی رہا سب ہی رہی کیونکہ اس وقت کی عمر میں سکندر نامہ سے طرح ہونے پر حال عام صابری سے دسبر۔ پھر آپ عام مقامی کی جانب متوجہ ہوئے اور مدرسہ کائنات کی مدرسہ میں کئی چھوٹے ہوئے۔ مسیح سور (ملاحہ) گداوا، صلح کچھو (پنج کر حضرت مسیح و انہوں نے باہ صاحب کے حناحد ارادہ میں سامان ہو گئے۔ وہاں پہلے مسیح و دسبر دسبر میں مصروف رہے پھر حضرت صاحب کے رسالہ کے مقامی بری مسجد میں بیٹھ گئے اور چلہ کشی شروع کی۔

حناحد کھنچے کا صرفہ یہ ہے کہ حناحد کھنچے ولا ایک کورہ ان کا اور حناحد کھجوریں اپنے پاس رکھتا ہے اور ان میں سے حناحد دے کھانا رہتا ہے اور باقی روز تک ذکر انہی میں مسعود رہے ایک حناحد ورا کرتا ہے۔

قصص نے بھی اسی دسبر میں کہا مگر آپ داد الہی میں اسے مسیح ہو گئے کہ کھانے پینے کا خیال تک نہ رہا۔ چالیس دن گزرے کے بعد

دوسرے لوگ وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ نڈھال پڑے ہیں۔  
سانس بھی مشکل سے آرہی ہے۔ انہوں نے منہ میں شرت ٹیکایا تو  
سانس آئی۔ اور دونوں آپ سے اوسن منزل کو بغیر و خوبی طے کر کے  
آگے بڑھے۔

آپ انی سال تک فتح پور میں مرید کی خدمت میں رہے اور پھر کامل  
کی رہنمائی میں طریقہ کی منازل طے کیں۔ خود گویا ہیں :

نینٹ ہادی فتح پورنی

نینٹ پیر مغان

رحمہ : فتح پور میں وہ خود ہی باندی تھا اور خود ہی پیر مغان تھا۔

بعد ازاں مرید سے احزاب لیے کر نواب ساء کی صاحبہ رواہ ہوئے  
یعنی لیکن اب کے قلعے کے دھارویوں نے انہیں وہاں جالے سے روکا اور حرص  
کی نہ نصیر آباد (موجودہ ساس) میں ان کی ایک ایسی بستی ہے جو جن اور  
دیووں کی وجہ سے ویران ہو چکی ہے۔ اب وہاں چلیں اور اُسے آباد کریں۔  
مردوں میں صاحب راضی ہو گئے اور نواب ساء جانے کا ارادہ ترک کر دیا  
اور آج لوگوں کے ہمراہ اُس ویران بستی میں پہنچے اور اُس کا نام  
فیض پور رکھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے گرد و بس کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر  
فیض باب ہونے لگے۔ کہتے ہیں کہ اس بستی میں ایک مجذوب عورت تھی  
جس نے لوگوں کو جتنوں کے خوف سے کسی نہ کسی چھوڑتے دیکھا تھا۔  
وہ بھی کبھی کہا کرتی کہ ایک نہ ایک دن یہاں ایک مرد خدا آئے گا اسے  
کوئی (مراد جن) اس بستی سے نکالے تو میں دیکھوں ؟

آخر میں مجنوں کی بات درست نکلی اور صوفی فصل کی وجہ سے وہ ویران  
بستی آباد ہو گئی۔ کسی نے صحیح کہا ہے :

پھر جا چوں رود نیکو سرشتے  
اگر دوزخ بود گردد بہشتے

آپ سے کئی کرامات منسوب ہیں جیسے :

ایک دن گنہ وہ کے دربار صوفی کی ویران مسجد میں آپ خدا کی یاد  
میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص حیرت و سرگردانی کا کستا وارد ہوا  
اور کہنے لگا خدا کے لئے مجھے کہیں حبس دس ، دس میں مجھے سن کرے کے لئے  
آ رہے ہیں۔ آپ نے کہا یہ میرے اس کوئی سی مانگہ نہیں ہے جہاں  
تھیں جھاؤں ، یہ صرف ایک ویران مسجد ہے۔ اس نے کہا جس طرح سو  
مجموعہ دسموں سے بچائے۔ اس نے فرمایا : کھڑے ہو۔ سو بندہ مسجد کے  
کونے میں بیٹھ جاؤ۔ خدا تم کو امان دے گا۔

وہ شخص مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ سب سے راجح سب سے سی ہو  
لاٹھوں اور کھڑیوں سے مسلح تھے ، وہاں آہستہ سے وہ سب جہاں سے ویران  
آ رہے ، اس کے قدموں کے نشانات ہیں۔ صوفی وحش نے اس کے  
ایک دور ہوں۔ نمودار و دربار میرے پاس نہیں ہے اور میں نے نہ ان  
چھپایا ہے ؟

انہوں نے مسجد کا کونہ کونہ جھانک کر دیکھا کہ وہاں کوئی نہ ملا۔  
وہ مایوس ہو کر جانے گئے۔ ان کے جانے کے بعد وہ ویران بھی سلامتی  
کے ساتھ نکل گیا۔

صوفی صاحب نے ایک درخت ۵ سودا لٹایا۔ چند دنوں کے بعد وہ  
خشک ہو گیا۔ ایک روز آپ نے اسے دیکھ کر لوگوں سے فرمایا کہ ہاں کیوں  
نہیں دلتے۔ انہوں نے عرض کی حضور ہم تو نای دلتے ہیں لیکن یہ سو نہ  
گیا ہے۔ آپ آئے اور درخت کے سروں کو آہستہ آہستہ غصا سے مار رہے۔

۱۔ بولان نامہ۔ چو زبانوں ۵ صوفی شاعر فیصل (برہان بلوچی) پیر محمد زبیرانی  
کوئٹہ ۱۹۶۷ء۔

اور فرمایا اے پی دو، خدا سے چاہا تو نہ ہرا بھرا ہو جائے گا۔ خدمت گاروں سے آپ کے فرماں پر عمل آگیا۔ وہ پودا سرسبز ہو کر ایک بڑا درخت بن گیا۔

اب کی سستی کو حارے والی راہ پر ایک آدمی نے قبضہ کر لیا کیونکہ وہ زمیں بھی آپ نے جس دی تھی۔ لوگوں کی آمد و رفت بند ہوئی۔ سب محسوس ہو کر اب کے پاس آئے اور حقیقتِ حال بیان کی اور کہا آپ ہمیں حکم دیں ہم اس کو جو کچھ کر اس سے رستہ واپس لے لیتے ہیں۔ صوفی فیض نے فرمایا نہ ہم دوسروں کا کام لڑنا چاہتے ہیں بلکہ مخلوق کے لیے نیک دعا کرنا ہے۔ سب لوگ لاپار ہو کر خاموش ہو گئے۔

خدا کی قدرت ایک روز وہی راستہ بند کرنے والا شخص بیضا میں رہا۔ اب کو یہ خدا کی بات ہے ایک عویذ لکھ کر کسی کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں نے اس کو جو کچھ کرنا چاہا تو سب سے روک دیا ہے۔ ڈرنا ہے اور یہ حد نہ کرنا کہ میرے معھے نہ دعا دی ہے۔ اس تعویذ کے استعمال کے بعد وہ شخص تندرست ہو گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت چاہی۔

اب کے چند دن ایک من کے مفروض تھے۔ فرض کے بدلے اس ساہوکار نے من کی ریتوں پر وقت بسر لیا۔ انہوں نے بے حد منت سماجت کی لیکن وہ نہ مانا۔ وہ وقت محض اب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اب بیچ بھڑ کر دیجیے۔ وہ پہلی زمیںوں پر قبضہ نہ کرے، ہم عہد کرتے ہیں کہ اس مفروض آپسہ ہمسہ ادا کر دیں گے۔ آپ نے اس ساہوکار سے کہا لیکن وہ نہ مانا اور غصیل میں جا کر رنورٹ درج کرا دی۔ آپ نے مریدوں سے کہا اے بوک جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو انشاء اللہ آتے کامیابی نہیں ہوگی۔

ساہوکار کی رنورٹ پر تحصیلدار نے فرض دروں کو طلب کیا۔ اور بندوں کو حکم دیا کہ جا کر اپنا پی کھانا لاؤ۔ بندوں نے یہی کھانا سامنے رکھا۔ شروع سے آخر تک ایک بیسہ بھی بھانا نہ نکلا۔ دیکھا کہ سب رومہ وصول ہو چکی ہے۔ ششدر رہ گیا۔ آخر یہی کھانا



صوت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ آپ کے دیوان آپ کے جانشین حاجی محمد فہر کے پاس محفوظ ہیں۔

۲۳۶

## فتح ملا

آپ کا مزار وہاں تحصیل پوری ضلع لورالائی میں ہے۔

۲۳۷

## فدا حسین

مرار اوہل شہر نس بیلہ میں ہے۔ یہاں جہادی الثانی میں مسد لکھا ہے۔

۲۳۸

## فیض محمد اخوندزادہ

دوستی خیل قوم کے فرد ہیں۔ مرار میختر تحصیل پوری ضلع لورالائی

میں ہے۔

- 
- ۱۔ بولان نامہ، چھ زبانوں کا مثنوی شاعر فیصل (مرن بلوچی) پیر محمد روبرائی، کوئٹہ ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۰-۱۷۲۔ آپ فیضی تحاصر کرتے تھے۔ آپ کا اڑھائی سو صفحات پر مشتمل دیوان پیر محمد زبیرانی کے پاس ہے جس میں پانچ عنوانات کے حصے ہیں: (۱) دیوان فیض (۲) غزلیات فیض (۳) عین المشق (۴) فیض حق (۵) کشتن اشعار قدیم براہوئی شعرا، حصہ اول۔ عبدالرحمن براہوئی، کوئٹہ ۱۹۹۸ء، ص ۱۰۳۱۰۰۔

## مولوی قادر بخش خاں گولہ

آب ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی بگل خاں تھا جو حیکب آباد کے معزز زمیندار خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ عرصہ ہی میں وصال کے سایہ غاصب سے محروم ہو گئے تھے مگر تحصیل علم سے محروم نہ رہے۔ علم سے آپ کو درجہ کمال تک پہنچایا۔ علم طایر کے ساتھ آپ کو علم خاص سلسلہ کے مشہور شیخ کٹاری کی ساٹھ سال کی صحت سے حاصل ہوا۔ دس سال کی عمر تک آپ نے اسلامی تعلیم سے گزرتے ہوئے حاصل کی۔ اس کے بعد تبلیغ سکھ کے قصہ رستم کے مولوی محمد سہیل صاحب کے مدرسہ میں داخل ہو کر علم حاصل کرتے رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ذوق معرفت نے روز افزائی سے آپ کے دل میں گھر گھر کر رکھا تھا۔ یہی ہے تربیت کی مکمل علامت کہ بعد آپ صریحاً کی طرف مائل ہو گئے۔

دورانِ تعلیم اپنے مکتب میں ایک کمرے کی تدفین فرما کر سو جایا کرتے اور اسی سو و سار میں کھو جاتے۔ شفیق استاد مذہب نہ کرتے اسے قادرو کوری نہ شعل چھوڑ دو اور نہ کبھی مارتے گا۔ مگر انہوں نے کتابوں کو تو رک کرنا شروع کر دیا مگر اشتیاق اور ساری کو نہ چھوڑا۔ تمام ہم مکتب کہتے تھے کہ مدرسہ بخش کبھی مولوی نہ بن سکے گا۔

ایک دن پنجاب سے ایک عالمہ دین آئے جو استاد صاحب نے انہیں اپنے شاگردوں کا امتحان لینے کے لیے کہا تھا کہ جو شاگرد پاس ہو جائیں ان کی دستار بندی بھی عالمہ دین سے کرائیں۔ امتحان لینے پر کوئی شاگرد بھی پاس نہ ہوا۔

استاد نے غصے میں آ کر آواز دی قادرو کوری کہاں ہے دروازہ آئے۔ قادر بخش نے آتے ہی عرض کی کہ مجھے اپنے شفیق استاد کو جواب دینا

ہے یا دوسرے مولوی کو۔ بھر حرد ہی کہا شروع کیا۔ الحمد للہ مجھے علم لدی حاصل ہے۔ بوجھنے جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہے۔ بھر خود ہی ایسے مسائل اور نکات بیان کیے جس کو سن کر اہل محفل دنگ رہ گئے۔

آس دن سے اساد کی نظر میں آپ کی عظمت بیدا ہو گئی۔ آپ کی دستار بندی ہوئی اور اساد کی نصیحت کے مطابق ایک ویران مقام پر جنگل میں سرسہ قائم کیا اور اساد نے نصیحت کی کہ تم کسی لالچ کے بغیر دس چہی کی خدمت میں مسفل ہو جاؤ۔ صاحب اسے ہی آپ نے کہا اور جنگل میں سگی بنا دیا۔ آپ کے مدرسے سے سینکڑوں اگر د میضاب ہوئے۔ کبھی کسی کی مدد فرما دی۔ سالہا سال تک امام کا یہ سلسلہ جاری رکھا۔

ایک روز ایک مدرسہ کی مانی میں سرکٹ کے لئے صاحب نور شریف آئے تھے وہاں ایک روضہ ہو چھوڑا تھا۔ رونے پھو روضہ بنا۔ اسی وقت جس کی جنگاری بھڑک اٹھی۔ اور مولوی صاحب رحمہ و فضل اور احساس ملامت کو بالائے طاق رکھ کر وقص کرنے لگے۔

ناخن ناخن مولوی صاحب پر وحہ جاری ہو گیا اور بے ہوش ہوئے۔ وہاں سے آپ کے تیرد آپ کو آٹھا کر واس مدرسہ میں لے گئے۔ جب ہوس میں آئے تو درس و تدرس کا بند رٹ کر دیا۔ مدرسہ چھوڑ دیا۔ مسعد و مدرسہ۔ ویران ہو گئے۔ برادری اور رسہ داروں نے اسے بے سرنی خیال کرے ہوئے آپ سے قطع تعلق کر لیا۔

مجدوی کے عالم میں سات سال تک سرگردان و پریشان بھرے رہے۔ آخر موبوی پد مسوہ صاحب آپ کو امن سہار فلندر کے دربار برلے گئے۔ اور وہاں معادہ نشین ماں پد کابل صاحب کی خدمت میں بیس کیا۔ بضر ستاس پیر مدرسہ کو پہچان لیا اور مولوی صاحب کو بکڑ کر ایک کمرے میں لٹا دیا اور فرمایا قادر بخش ے سات سال کا عرصہ بے خوابی میں گزارا ہے۔ اسے سوئے دو۔ چنانچہ مولوی قادر بخش سات دن رات سوئے رہے۔ بیدار ہوئے تو پیر صاحب نے فرمانا دیج ساں تک فلندر کے مزار کی جاروب کشی کرو۔ آپ تعمیل حکم کرتے رہے۔



ایک روز ہر کامل نفعی میں عادت میں مسمون رہے کہ مولوی صاحب  
 مہابت ادب کے ساتھ اجازت لے کر اندر چلے گئے۔ مہاب بھی ان سے فرمایا  
 مولوی صاحب اجازت لیے بغیر داخل ہوئے ہو، جس حضرت نے مہاب بھدر  
 بعض خدائے معالیٰ سے راضی ہو گئے ہیں۔ اور انہیں دوبارہ درس و تدریس  
 کا حکم دے دیں۔ ہر باجو حصہ اور سرور کمال ہی اللہ علیہ وسلم کے  
 دامن میں ہے اور تمہارا باجو حصہ میرے پاس ہے، جو وہاں اس کثرت کے  
 اس کا ہاتھ ہمارے دامن میں ہوگا۔

عشق مجازی میں ذلت و خواری کی گھڑیاں ختم ہو گئیں۔ حسب نے اس  
 آپ دکھانا شروع کر دیا اور مولوی صاحب نے اس کٹر مدرسہ آواز کر دیا۔  
 عرب اللہ میں حوضہ رہا ہوا ہے۔ جو عربات سے تدریس ہو رہی ہے۔  
 گئے۔ عجز و انکسار کا شیوہ اختیار کر لیا۔ یہ دیکھ کر مولوی صاحب  
 قوال شاع کے لیے ہمیشہ حاضر رہنے لگے۔

آب کی بہت سی کمرات مسموم ہیں۔ ایک کمرات یہاں کی حدی ہے  
 کہ مدرسہ کے قریب کوئی باغ تھا۔ جس میں یہ کمرات تھیں۔  
 ایک روز ساگر دونوں دروازوں کے درمیان کی جانب کا صہار ڈال کر مولوی  
 صاحب ایک ایک کمرے میں داخل ہو کر دو حصے گھڑنے رکھ  
 دئے اور ایک کمرے کو حکم دیا کہ اس حصے کے ساتھ جہاں تھوڑے روزوں  
 باقی لانے کا کام کرو۔ چنانچہ ہر روز گدھا اور کتا تین میل کی مسافت طے  
 کرتے اور باغ کے حویلی پر پہنچتے، وہاں کوئی کتا کتا کتا کتا کتا کتا کتا  
 صاحب کے گدھے کو چھو کر گھڑیوں میں لے کر کمرے میں لے جاتا تھا  
 اور پھر دونوں جہاز پر پہنچتے اور آگے۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ جاری رہا۔

اس طریق کار پر بہت سے لوگ حسمہ کرتے تھے۔ ایک روز سر پھر چھوڑ  
 ے مولوی صاحب کے آگے نو دھڑل اور کہا روز ہونے آئے۔ اس کے  
 بعد کتا خاموشی سے شوگ اور گاہ سے گذر کر تھی کر لی۔ مولوی صاحب  
 کتا کو حلا و کتنے سے مخدوم ہو کر واپس۔ "ہاں ان لوگوں کو کتا  
 کہ ہم ملد ہو، تاکہ ان کا کتا کتا کتا کتا کتا کتا کتا کتا کتا کتا  
 مسعد ہو گیا۔ مولوی صاحب لاؤد فوب ہوئے۔ پچاسی سال عمر ان کا

وصال ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء میں ہوا۔ آپ ۵۰ مرار گوٹھ عاشق آباد نور۔ صحت نور  
نعلہ جھٹ پٹ (بلوچستان) میں ہے۔ مرار کی تعمیر نو حاجی عزیز اللہ  
کھوسہ ولد حمید خاں مایاں کھوسہ نے مکمل کرائی ہے۔ آپ کا عرس  
ہر سال ۲۵ تا ۲۷ ذوالحجہ کو ہوا کرتا ہے۔

مولوی احمد جان گوٹھ سعادہ سہن سابق آباد نے مولوی مادر حسن گوٹھ  
مرحومہ کی سیرت اور کلام پر ایک تالیف مرتب کی ہے جس کا نام ”نثراری“  
ہے۔ اس میں مرحوم کے مختلف منظومات بھی شامل ہیں۔

### نمونہ کلام :

مینہ پر دارہ ز سوزِ شمع حسن کمرخاں  
زان براہ عشق بازی بلبل و پروانہ ام  
در جہاں شوریدہ شیدا حال قادر بخش شد  
در درون دل جمع باہمت مردانہ ام

فارسی غزلوں کے علاوہ ”نثراری“ میں مولوی صاحب کا مستفی  
اور سرشار کلام بھی موجود ہے۔ نمونے کے طور پر دیگر اصناف کے چند  
اردو رزمہ پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ موضوعات کے نوع کا علم ہو سکے :

### معراج نامہ

پر رحمت ایک حسی کے لئے ہے جس نے احمد د طہور  
فرمایا۔

واحد (خدا) جس نے اپنی کثرت ظاہر کرنے کے لیے اسے  
نور سے پیدا کیا۔

نبی کے دین نے یہ سارا جہاں اور وہ جہاں باغ  
اور بہار کر کے بہشت بنایا۔

رسول کے چاروں یار امداد کرتے تھے (دین میں)  
اور خدا نے انہی پر (دین کی تبلیغ میں)  
انحصار کیا۔

## مولود شریف

تھل : اللہ کے رسول محمد سردار کو دل اور نفس بہت یاد کرتے ہیں ۔

۱۔ سمندر کی لہر بیت لہریں بہت دور سے چاڑوں کو بھی ڈرا دیتی ہیں ۔ امیرا اس تک پہنچا بہت مشکل ہے کیونکہ سفر دور کا ہے ۔ اسی فکر میں میرا دل تڑپ رہا ہے ۔

۲۔ جب سے زندہ ہوں اس کی محبت میرے اندر اس کی یاد کو تازہ کیے ہوئے ہے ۔ میری آرزو ہے کہ میری موت کے وقت سید (حضرت محمد) آکر اپنی زیارت کرائیں ۔

## دعا نامہ

تحقیق قل عواللہ (کہو کہ وہ اللہ) ایک ہے ۔ محمد ہمارا رسول ہے ۔ اسی پر میرا ایمان ہے ۔  
اس کو نہ کسی نے پیدا کیا ۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے ۔ اسی کی تعریف میں کرتا ہوں ۔  
ہر مذہب میں معبود ہے ۔ ہر مذہب میں وہی موجود ہے ۔  
اشیاء پر اعتبار کرنا چھوڑ دے کہ انہوں نے کہا ہے  
کان (ہو جا) ۔

## سی ہنوں کا ایک بیت

اے ہندو کی لڑکی تجھے اتنا ہوش نہ رہا کہ 'ہوت'  
تمہارا ہم قوم نہ تھا ۔  
وہنوں کے لادنے والوں کے لیے تم نہ جاگ سکی  
بلکہ نیند نے تمہیں آگھیرا ۔  
ان کے لیے تم نے فامے نہیں کیے اور نہ ہی تم نے  
اپنے آپ کو اس قابل بنایا ۔  
قادر بحس کہتا ہے ، امی کے دم بنے ہیں جو جاگا  
کرتے ہیں ۔

## کافی

- تھل : پر صورت (شکل) میں وہ آ، محض اپنا منہ چھپائے۔
- ۱۔ کنگہ جمنہ میں، مکہ میں، ہر جگہ میں وہ سہایا ہوا ہے۔
- دوسرا ڈون ہے جو آس کا شریک ہو۔
- ۲۔ اچھی صورت میں سادہ اور صبح وہ اپنا نور دکھاتا ہے۔
- ۳۔ ہر طرح کے مقہر میں اس جلدہ دکھاتا ہے۔
- ۴۔ قاضی حسن بنو سادہ بروندی نے ہی سمجھایا ہے۔
- اس لیے وہ میری مدح گاتا بھرنا ہے۔

۲۲۵

## قاضی نیکہ

نیکہ کا سرور : میں میں مستقر زنی قبرستان میں ہے۔

۲۲۱

## معصوم بابا

اب دہرار میں سیر ہے۔ درد و راز کے فاصلے پر ہے۔ میں غالب ہوں  
و صبح نہا بھی کہا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ معصوم بابا کی پیدائش معجزانہ طور پر ہوئی تھی۔ ان کی  
عمر صرف باغ دن تھی۔ مہجرا، پیدائش کی بنا پر انہیں غالب بابا اور  
معصومیت میں رحلت فرمانے پر معصوم بابا کہا جاتا ہے۔

دائے درد کی صورت میں لہگ معصوم بابا کے سرور پر جاتے ہیں اور  
مرار کی حوالہ دہش کی دہرار میں صبح (دن) ٹھونکنے ہیں جس سے دایہ کا درد



روزے رکھنے آس تو جہاد بھی ویسے ہی فرض ہے۔ اے کاڈر بیٹے ! اٹھو اور تلوار لیے کر جہاد کرو۔“

نہیسے ہیں صبح جب کاب بیکہ نیمہ سے بیدار ہوئے تو جہاد کا سامان لے کر ہرات کی طرف حل دیے اور وہاں جا کر سلطان غیاث الدین عوری معز کسانوں میں سلطان محمد شہاب الدین عوری لکھا گیا ہے ) کے ساتھ مل کر جہاد میں حصہ لیا۔ اور بالا خرہ شہادت ملی۔ آب کی قبر پہلے فیروز کوہ میں تھی۔

جب سلطان نے ہرات کی جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور تعمیر شروع کرائی تو غبارِ حنّی تعمیر ہوئی وہ ٹر جاتی۔ آخر ایک صاحبِ حال بزرگ سے خواب میں سلطان کو سورہ دنا آند کا ذکر نکھ کا ناسوت پہاڑ سے لا کر مسجد کے دروازے کے ساتھ دو، دو۔ اشیائے مسجد کی غبار گرنے سے محفوظ ہو جائے گی۔ سلطان نے اس سورے پر عمل کیا اور کاڈر سکھ کا ناسوت پہاڑ سے لا کر مسجد کے دروازے کے ساتھ دنا دیا اور مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی۔

آج بھی کاڈر نکھ کی سر ہرات کی جامع مسجد کے دروازے کے دہلی جانب موقوف ہے۔ دور دراز سے لوگ ہرات کے لیے آتے ہیں۔ آب کی کٹی اور کرامات بھی مشہور ہیں۔

آب کی ولادتھیوں کا معروف میڈر کاڈر ہے۔

۲۲۲

## کانو نیکہ

حانو زئی دومر کے جدِ امجد ہیں۔ آب ۵ مرار اندروبی محمدیل سجاولی صلح لورائی میں واقع ہے۔

## کنا پیر

آب داما، مسد خان کی تحصیل مار بھان میں مدفون ہیں۔

## کلا نیکہ

آب کاں زئی۔۔۔ ہیں۔ تحصیل سس کے علاقہ سرک میں رڑ نامی گاؤں میں دفن ہیں۔

## کاکا نیکہ

آب موہری حمزہ زئی سرور حسن کا پیر ہیں۔ آب کاں زئی علاقہ بھر حسیں تحصیل دکی ضلع نورالانی میں ہے۔

## کوکل نیکہ

علاقہ برماں میں۔ کی لے درمیان دفن ہیں۔ شاہ بھی آب کے ہاں کا مرزا بھی ہے۔ آب بیاپڑی سپرین برمن ہے۔ ان کے بارے میں ایک نول ہے :

تنگی مینخی کوکہ

خنگہ واویشترہ موترہ

ترجمہ : تنگی کے درمیان مصرت کوکی نیکہ دفن ہیں۔ اسے موٹر تو نیسے ہٹ گئی ؟

۲۲۹

## کاٹے ولی

وٹا کڑی تحصیل نارکیاں ضلع لورالائی میں مہرستان ۵ نسا والا میں دفن ہیں۔

۲۵۰

## کودے نیکہ

آپ کدے رتی سرور حسن کٹر کے جد امجد ہیں۔ ان ۵ مسرہ ژڑ غورے  
تورخیزی تحصیل بوبی ضلع لورالائی میں ہے۔

۲۵۱

## کجور نیکہ

آپ کدے رتی سرور حسن کٹر ہیں۔ آپ کا مراد درگئی تحصیل بوبی  
میں ہے۔

۲۵۲

## کرلانی نیکہ

آپ فیس عبدالرشید کے چوہے بنے سے۔ آپ صاحبِ حال بزرگ تھے۔  
آپ کی اولاد 'کرلانی' کہلاتی ہے۔ آپ کے دو بیٹے 'کرادی' اور 'کرکی'



تھے۔ 'اکردی' کی اولاد میں وہیں، دلارک، اورک، مانی، لہن، منگل اور  
خوگی قائل اور 'ککی' کی اولاد میں سبیل ورسک کے قائل آتے ہیں۔

## ۲۵۳

## پیر سید گلاب شاہ مشہدی نقشبندی القادری

اب ۳۲۶ ۵۰۹ ۹۰۰ھ میں مولود ہوئے۔ (مرحد) میں نہ ہوئے۔  
آپ کے دادا حضرت سید نادر علی شاہ مشہدی سے دو، کے مفسر غارف سے  
جن کا معرہ نسب ایک طرف حضرت ابو حامد حسن مشہدی سے اور دوسری طرف  
حضرت سید محمد امین مشہدی سے نسبت ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین حسینی  
اجدری کے 'خسر' سے۔ آپ کے تانا و تودہ بہت خوبصورت اور ان کے سہر مشہد سے  
بعرب کر کے بلوچستان کے راستے صوبہ سرحد پہنچے تھے۔

بچوں میں ابتدائی تعلیم کی تحصیل کے بعد بے روزہ حنک، کلوٹ اور  
ذرا دھڑ میں رہتے ہوئے رہے۔ پھر روضہ شہرک نور میں رہ کر تعلیم  
رہے۔ نور دہلی دارالعلوم میں داخلہ دے کر صرف پڑھتے رہے۔ وہاں ایک محدود  
عارف سے ملاقات ہوئی جو یہ شعر پڑھتا جا رہا تھا:

مولوی برائے نہ سے مولائے روم

سلا سلام حسن برتری نہ سے

اس کے سننے ہی اب کی دہی و ملی نسبت بدل گئی ورنہ اس محدود  
کے پھر سفر ہو گئے۔ مقامات مقدسہ کی سیاحت کے دوران حصوں بعض کے لئے  
دوسرا رہے، لہذا ہر کی زیارت کرنے اور حضرت خواجہ محمد امین حسینی  
کے در عرفان پر حاضر ہوئے، کئی خواجہ، شام الدین اولیا کے آسانہ بعض  
سے روحانی پاس بچھانے کے لئے ذہنی شریف لے گئے۔ ایک دفعہ بصرہ منار  
کی سر کوئی جابا۔ روایت ہے کہ جب آپ منار کی نالائی منزل پر سنا  
رہے تھے تو السلام علیکم کی آواز میں ناز آئی۔ آپ مجلس میں بیٹھے آگے

نو نشو و نما میں کسی نے کہا کہ "کوٹھے نہ ختم" (کوٹھے جاؤ)۔ آپ کوٹھ کے باوجود کسی کو نہ ڈیکھ سکے۔ وہاں سے نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد پہنچے۔ اس کے بعد آپ کبھی پڈل کبھی سوار سفر کرنے ہوئے ۲۵ جوڑی ۱۹۷۷ء کو کوٹھ پہنچے۔ ۱۹۳۷ء میں آپ کے والد محرم آپ کو لینے کے لیے آئے مگر آپ ان کے ساتھ نہ گئے۔ انہوں نے کان، مرار سرف اور ابراہان جانے کے لیے کہا مگر آپ یہیں ٹھہرنے پر مصر رہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے کوٹھ پر قہر خداوندی کے نزول کا ادراک ہوا ہے مگر آپ ۷ اہمستان کا اظہار کیا۔ ۱۹۳۵ء میں اپنے آبائی گاؤں گئے۔ وہاں سے موٹروں پر مری پر پہنچے اور حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی کے ہاتھ پر بیعت کر کے واپس کوٹھ سنبڑت لائے۔ یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا۔ ہزاروں افراد آپ کے حلقہ ارادت میں سامں ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کے دیگر ماموں مند، ٹی رابرٹ کی اور خواجہ معین الدین حسنی کے مرید مصر سے مسقطہ مسجد اولما میں حیدر کاٹا اور انکساب فیض کیا۔ اس طرح آپ سلسلہ نقشبندی، حشمتہ اور قادریہ سے فیض تاب ہوئے۔ اس ساحت کے دوران حب آپ کی دست، پردوار اور ڈیرہ دوں گئے و ہندو رسوں سے طویل مباحثہ ہوا اور ہم سے رشیوں نے اسلام قبول کیا جن میں سے ایک ۵ ماہ ہدایت اللہ رہا گیا جو بعد میں سنوٹ و فیہیقت کے اعلیٰ مقام تک پہنچا۔ حیدر آباد دکن میں حضرت ابراہیم رجبہائمکی نواب محی الدین صادق علی کے علاوہ ہزاروں افراد آپ کے مرید ہوئے۔ آپ نے نساء حیدرآباد دکن سے مسجد غنیمہ کے خطیب کی معیت میں ملاقات کر کے دست میں شراب بر باد دی سائنہ کرائی۔ اگست ۱۹۴۷ء میں کوٹھ واپس آئے تو دروازہ حسینیمہ کے نام سے اپنا آسانہ محرم ڈوانا جس میں ایک مسجد اور طلبہ و فقراء کے لیے رہائشی فمرے ہوائے۔ آپ موجودہ زمانے کے مصعب کے صاحب سلویم جدیدہ دسید کی تدوین اور کوٹھ میں جامعہ اسلامیہ کی تشکیل جانتے تھے۔ آپ کے حلقہ ادارت میں مسلمانوں کے علاوہ عیسائی، سکھ اور ہندو بیوی تھے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ ایک ہندو جو آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا تھا آج بھی کوٹھ شہر میں روحانی مراتب کے اعتبار سے معروف ہے اس کا نام شیخ حاجی عبدالرحمان ہے۔

آپ کے ارشادات عالمہ سے اسلامی نظامِ حیات کے مضامین پر زندگی کے  
اساق مننے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: (۱) سب بیماریاں اور سحاونِ درجہِ خداوندی کا  
سبب بنتی ہے (۲) انسانوں سے ہمدردی نہ رکھنے والے سے خدا خوش نہیں ہو  
سکتا (۳) بقوی، احساسِ ذمہ داری کی پختگی اور کیفیتِ نفسی کا نام ہے۔  
(۴) تزکیہ نفس ضروری ہے۔ (۵) ہمیشہ خدا کو حاضرِ حاضر جان کر فرائض  
مصری انجام دو (۶) موت کو نہ ڈرو اور نہ ڈرو اس وہ ہے جو دروازہ حیات  
سے بھی دست کشی نہ کرے اور خدا کا بھی رہے۔

حمید القادری نے "پیر، شہدی" کے نام سے آپ کی دلیلِ سرکب پر ایک  
رسالہ شائع کیا ہے۔ آپ کی ہی ایک غیر مصدقہ تصنیف "سیرِ لامکاں"  
(جو خفی اور حق لطائف اور عبادات و وصایا پر مبنی ہے آپ کے صاحب  
زادے سید محبوب حسین مشہدی کے نام محفوظ ہے۔

۱۹۵۹ء میں آپ اعصابی مرض کا شکار ہوئے۔ مگر زہد و سستی کا  
عالم تھا کہ ساری ساری رات کو عبادت و وصایا رہتے۔ نہ سوکل ہستی  
۱۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء/۵۱۳۸۰ھ کو اس رات ہی سے رخصت ہوئی اور ۲۰  
نقد اثنا ۶۹ یسے چھوڑا۔

## گلشنِ نیکہ

آپ خدمتِ زلیٰ دومر ہیں۔ آپ کا ہمراہ سجاداوی میں ساقی گاؤں میں ہے۔

## گنرانِ محمد پر

آپ خنگوچر (جہالاوان) میں دفن ہیں۔

## گزشتہ نیکہ

آب کرنی ستر خیل کا لڑپا ہیں۔ شوزئی گاؤں میں نورالانی سے ۱۰ میل کے فاصلے پر مغرب کی جانب دفن ہیں۔

## پیر لاکھا

مہوں (سندھ) کے لال شہباز قلندر کے زمانے میں بلوچستان کے علاقہ جہیں مگسی میں ایک بدو رہتا تھا۔ ساری کے کئی سال بعد تک اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ تیز رویت علاج اور بندوں کے ٹوٹکوں سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر مائوس ہو کر علاج کرا کر چھوڑ دیا۔ یہی دنوں لال شہباز قلندر کا سہرہ عام ہو۔ اس کے ایک مسلمان دوست نے مجبوراً لڑکے آئے لال شہباز کی خدمت میں بھجوا دیا۔ وہ انتہائی مایوسی کے عالم میں اسی سوی کے ہمراہ آب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مدعا بیان کیا۔

لال شہباز مراقبے میں کئے۔ دربار خودیدی میں دعا کی اور انہوں خوشخبری سنا کر جانے کی اجازت دے دی۔

اللہ نے انہیں ایک خوبصورت لڑکا عطا کیا۔ خوبصورتی کی وجہ سے اس کے ہونٹ سرخ رنگ کے تھے۔ ہونٹوں کی سرخی کی وجہ سے والدین نے اس کا نام ”لاکھا“ رکھا۔

۱۔ لاکھا ہندی لفظ ہے اور ہان کے اس سرخ رنگ کو کہتے ہیں جو خورتیں خوبصورتی کی خاطر ہونٹوں پر جاتی ہیں۔

جب یہ لڑکا عفوان شباب کی منزل طے کر رہا تھا ، عین اس وقت 'حسن' اتفاق سے لال شہناز قلندر بلوچستان شریف لائے اور جھل مگسی سے گزرے۔ لاکھا کے والدین آپ کی آمد کی خبر سن کر حاضر خدمت ہوئے۔ لاکھا بھی ہمراہ تھا۔ اس کے والدین نے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے لڑکے کو سینے سے لگایا۔ اسی لمحے کفر کی طلعت اس کے دل سے دور ہو گئی ، اور وہ مسلمان ہو کر ایمان کی نعمت سے مالا مال ہو گیا۔ آپ کی بریت سے صاحبِ کرامت بنا۔

لاکھا نے آپ کے سون کو باغ میں لٹا دیا وہ روئی بن گئے۔ لوگوں نے کہا کہ دیکھا تو اصلی روٹاں ہیں۔ ان میں درہ پھر بھی آپ کے زہر اثر نہ تھا۔

نوحسان میں باؤ کی فساد ہے۔ اس سے زیادہ ہر موسم سے فساد اور دھڑ بڑی ہوتی ہیں۔ لوگوں نے سر لاکھا سے دلی کے لیے دو حواص کی۔ آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر اپنے دونوں ماؤں زمین پر مارے تو زہر سے باؤ بہنے لگا۔ اس کا ہاؤں کا تیز چا کہ سندھ کا کہ جو حصہ بھی رہا آپ آ گیا۔ لال شہناز قلندر نے اس سے کہا کہ "دقیقہ میں تاہی نہ بچاؤ ، لوگ برسواں ہوتے ہیں۔" اس پر باؤ کہ ہونا شروع ہو گیا۔ آج کل اس جگہ باؤ کے مالاب ہیں جن میں چھپیاں بھی ہیں۔ اس باؤ کی وہ عجیب خاصیت ہے کہ اگر جسمی امراض کے مریض اس باؤ سے غسل کریں تو وہ سہاواں ہو جاتے ہیں۔ بان کہ جانا ہے کہ دور درواز سے لوگ آتے ہیں اور صحت یاب ہو کر چلے جاتے ہیں۔

جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ "مجھے جھل مگسی میں اس مقام پر دفن کیا جائے جہاں میں اور لال شہناز قلندر ملے نہیں۔" حناچہ اس پر عمل کیا گیا اور آپ کا مزار نوحسان کے درہ مولا میں جھل مگسی سے بیس میل دور جنوب مغرب کی جانب واقع ہے۔ ہر سال جیٹھ کے مہینے کے ابتدائی دس دنوں میں۔ ماں ایک میلہ لگتا ہے اور عقیدت مند دور و نزدیک سے شرکت کے لیے آتے ہیں۔ بلوچستان کے باؤ حصوں کی نسبت ضلع کچھی اور سندھ سے لوگ زیادہ تعداد میں آتے ہیں۔

ایک دفعہ پیر لاکھا بلوچستان کے ضلع لورا لائی کی تحصیل بارکھان کے  
مقام لغاری کوٹ شریف لے گئے۔ جہاں ڈرامہ کے دویمے بین چشمے  
بھوٹ نکے وہاں بھی آپ کی یادگار تعمیر کی گئی ہے۔ متصل زمین  
(قریباً نو ایکڑ) بھی آپ کے نام پر وقف ہوئی۔

’سعر جگ جھنڑی‘ میں ایک شعر آتا ہے جس میں پیر لاکھا کا ذکر ہے۔

ملاحظہ فرمائیے :

پیر لاکھہ ، نابڑ مستیں گوں سرورء

اے مدت گیران مرتضیٰ سردارء سرت

ترجمہ : پیر لاکھہ ، نابڑ مست اور سخی سرور یہ سب سردار مرتضیٰ خاں  
کے مددگار ہیں ۔

## ۲۵۸

### پیر لعل شاہ

آپ کا نام عبدالرحمان تھا۔ غنچئی انعام تھے۔ شہید سکرے جاتے ہیں۔ کتیار  
شریف سے مغرب کی جانب سوا کوس کے فاصلہ پر دفن ہیں۔ حضرت میں  
چند کس (الموتوف ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳ء) جب پہلے پہل یہاں وارد ہوئے تھے  
تو اس ماہ تک متواتر رات کے وقت آپ کی قبر پر حاضری دے رہے۔

## ۲۵۹

### لالا سید

آپ کا مقبرہ مڑہ نسکی تحصیل پوری ضلع لورالائی میں ہے۔

## لالہ سلیمان

سوراب ساراوان میں مزار ہے ۔

## لوتنی صاحب زادہ

آب سررئی سررحیں کا لڑیہ ۔ علافہ مسامحہ میں تھے ۔ بد کے قرب  
دفن ہیں ۔

## لاج میر حاجی

ملاروی حمزہ زئی سزر جس کا کڑیہ ۔ آب کا میرر مومع برد تحصیل پوری  
ضلع لورالائی میں ہے ۔

## حضرت محمد صدیق نقشبندی مستونگی

آپ طائفہ محمد حسنی نوم بروج سے متعلق تھے ۔ جائے یدائش قندھار تھی ۔  
علوم ظاہری و باطنی کی سکیمیں میان ولی محمد صاحب کے درس سے ہوئی ۔

جو اپنے زمانے کے جید عالم اور مدین بزرگ تھے۔ اُن کے مدرسے میں تدریس کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم کا خصوصی بندوبست تھا۔ طلبہ کو تجوید کے مطابق قرآن پاک کی قرات سکھائی جاتی تھی اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اُن کا مسلک نقشبندیہ سلسلہ میں میاں فقیر اللہ شکارپوری سے ہوتا ہوا سید آدم بتوری سے جا ملتا ہے۔

آپ طالب علمی کے زمانے میں تحصیلِ علم میں اس قدر مستغرق رہتے کہ ہمہ درسوں تک سے دوستانہ گفتگو کے لیے بھی فرصت میسر نہ آتی۔ سس کے بعد گونہ نہائی کو پسند فرماتے۔ نزکیۃ نفس اور بطحیر قلب کی طرف بھی رجوع کرتے۔ فقط نماز کے وقت اپنے حجرے سے باہر آتے۔ یوں صاف علمی کے دنوں سے ہی مادیات نفس اور تہذیب اخلاق کی حاسب مانی ہوئے اور آسا و سنگنہ کی صحبت سے پرہیز برق۔ علمِ صابر و ناخن کی تکمیل کے بعد درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔

ایک مرتبہ کے بعد حج بیت اللہ کا ارادہ کر کے چل نڑے۔ راستے میں مستونگ (بلوچستان) میں قیام فرمایا۔ آپ کے شاگردوں میں سے اخوند حاجی ملا فضل اللہ بھی ہمراہ تھا۔ دونوں کچھ عرصہ تک مستونگ میں مقیم رہے۔ راہِ راہ کا انتظام ہوئے تر عارہ لب اللہ سرف ہوئے۔

اخوند ملا فضل اللہ جو آپ کا ہم سفر تھا کابلان ہے کہ حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد حب ہمہ مدینہ منورہ کی جاذبہ روانہ ہوئے و حضرت حاجی پھر صنفی صاحب ننگے پاؤں سفر کرتے تھے۔

آپ نے یہاں مدینہ منورہ میں مستقل قیام کی ٹھانی، بعد میں بکبیک رخصت سفر باندھا اور واپس چلے آئے۔ غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اشارہ ہوا تھا کہ مستونگ جا کر قیام کیجیے۔

مستونگ میں ورود کے بعد آپ کا اولین قیام محلۃ سادات میں ہوا جہاں آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ عالمِ ناعمل تھے۔ اس خوبی کی وجہ سے آپ کی زبان مبارک میں اسی ناظر تھی کہ جو کوئی آپ کی گفتگو سنتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔



نصاب جو آپ کے ہاں پڑھایا جانا تھا وہ صرف و نحو ، فقہ ، حدیث ، تفسیر اور انشائے عربی و فارسی پر مشتمل تھا ۔ اب کی ہر فن میں مہارت کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی جس فن میں بھی استفادہ کرنا چاہتا کر لیتا تھا ۔ سالکان راہ معرفت کے لیے ایک روشن چراغ کی مثل تھے ۔ آپ کے فیض سے ایک مخلوق علم و زہد و تقویٰ سے بہرہ مند اور صاحبِ مسند و ارشاد ہوئی ۔ آپ سے فیض یافتگان میں سے یہ حضرات اعلیٰ مراتب تک پہنچے :

۱۔ شاگردِ رسد و حنیفہ اول شاہ ملا سداو احمد آخوند جن کا شمار جید علما میں ہونا تھا ۔

۲۔ ربیع اول و شاگردِ سریر حاجی میراٹھ جو شروع سے میر تک ساتھی رہے اور حقِ رفاقت کو بطریق احسن نبھایا ۔

۳۔ عوض بحر رحمہ۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحبِ رئاسی ۔

۴۔ جناب سید عبدالرحمان شاہ آغا گرد گلابی ۔

۵۔ عربی شمس و عرفان صاحب ڈاکٹر عبداللہ خاں ۔

ان میں سے ہر ایک اپنے عہد کا کُدرِ یکہ تھا جس نے آپ کے عمل کو جاری و ساری رکھا ۔

محلہ سادات میں رہنے والے آپ کی مصروفیت برداشت نہ کر سکے ۔ سببِ ندری مریدی تھا ۔ اس لیے انہوں نے اپنے رسالہ پر کمر باندھی حتیٰ کہ وہ انہی گھروں کا کورٹا ڈرکٹ آپ کے سر پر پھینک دے گئے اور آپ کسی کو بتائے بغیر آتے جمع کر کے باہر ڈال دیتے ۔

اسی اثنا میں آن میں سے ایک شخص مر ہو گیا ۔ اس کے قتل کی تہمت آپ کے بے گناہ طلبہ کے سر لگی اور وہ طالب علمِ ناحق مصیبت میں پھنس گئے ۔

اگرچہ وہ طلبہ جید ہی رہا ہو گئے تاہم اُن کی تعلیم و تربیت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی ۔ جس سے آپ آزرده خاطر ہوئے اور محسوس کیا کہ اہل محلہ ہرگز نہیں چاہتے کہ آپ وہاں قیام فرمائیں ۔

ان حالات میں آپ نے قندھار واپس جانے کا فیصلہ لیا اور سوچا کہ دیکھیں اب پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے ۔

مستونگ میں آپ کی آمد سے پیشتر اہل مستونگ اور گرد و نواح کے لوگ مسپن ہونے کے باوجود بعض ایسی رسوم میں مبتلا تھے جو آخر شرع کے خلاف تھیں ۔ مثلاً غوریوں کی مُردوں پر نوحہ خور ، سرہ محرم میں ناؤں کو بوجھا اور ۔۔۔ کوئی نہ کرنا ، ابوب دانا اور دمانا ، ان اجماعات میں غوریوں اور لڑکوں کا شامل ہونا ، سادی کے وقت ڈھونک بجانا اور غوریوں کا مردوں کے ساتھ رقص کرنا جسے "حاج" کہتے تھے ، قیروں پر سجدہ کرنا ، حاج روئی اور حصول اولاد کے لیے سر کے نام پر بھیڑ بکری وز گئے کا نذرانہ دینا ، بچوں کے سر کے دونوں کو دو ۔۔۔ حگہ پر چھوڑ دینا جسے "چھتہ" کہتے تھے ، نھر مس ماسا کہ جب بچے کی عمر اپنے سال ہوگی تو اسے سر کی سر سے جا کر نال پر اسیں گے اور ندر نس کر س گے ، ہسدہ خونوں پر ایک بکری کو گڑ کر اس پر پیس کے نام کا رومال باندھا اور اس مقام کو "املاں پیر" کے نام سے مشہور کر دینا ، ہر اسی بکری کو پیس سمجھا کر بوسہ دینا ، اسقام حوٹ میں دائرۂ شرع سے تجاوز کرنا ، بھیڑوں کا نازہ حوں سا ، بیٹیوں کو وزنے سے محروم کرنا ، اپنے چھکڑوں میں سرخ کی بجائے جگرگہ کی جب زحوع کرنا وغیرہ ۔ اس کے علاوہ وہ لوگ برتن مسجد کو سمجھنے کی بجائے منہ ناظرہ پڑھتے ہی لو کاوی سمجھتے تھے ۔ امامت کے لیے جو مُلا مقرر کیے جاتے وہ نام علم اور غیر تربیت یافتہ ہوتے تھے ۔

حصر پھر حدیث کی روز و سب کی تعلیم و تربیت کے باعث متذکرہ خرابیوں کی اصلاح ہوئے تھی ۔ اب کے قندھار شریف لیے جانے کے جلد بعد باشندگانِ مستونگ نے آپ کی کمی کو سدت سے محسوس لیا اور مستونگ کے سرکردہ لوگوں کا ایک گروہ آپ کو واپس لانے کے لیے عازم قندھار ہوا ۔ جسٹجو کے بعد آپ تک پہنچے اور اپنا مدعا بیان کیا ۔ آپ نے معذرت

لڑتے ہوئے فرمایا کہ "موجودگی ما بر دل سادات نازمی گردد ما نمی خوابیم  
 نہ ناززدگی در محله سادات تمام" رہبری موجودگی سادات کے لئے باز خاطر  
 ہے ۔ ہم نہیں جاہلی نہ محله سادات میں آردہ ہو کر رہیں ۔ اس صاحب سے  
 مسنونگ کے وہ صاحبان جو آپ کو واس لائے کے یہ حاضر خدمت ہوئے  
 ہیں ، حقیقت حال سے آگاہ ہوئے ۔ آس میں صلاح مسورے کے بعد ارباب  
 نبی بخش خواجہ حسن نے آپ کے گھر ، مدرسے اور مسجد کے لئے زمین کی  
 تسکس کی اور عرصہ کی کہ "اگر سری در حواس مول نہ ہوئی تو ہم واس  
 نہیں جائیں گے ۔"

آپ ان صاحبان کے سجدے سے مسر ہوئے دوبارہ مسنونگ  
 سرف لے آئے ۔ ارباب نبی بخش خواجہ حسن کے وعدے کے مطابق سرات معمر  
 کردی گئیں ۔

آپ نے اسی روزگی کے باقی سراسر علم و عرفان کی خدمت میں گزار  
 کر ۱۳۲۵ء میں دہلی میں آکر سیک لہی اور جامع مسجد  
 مسنونگ کے ایک گونے میں مدفون ہوئے ۔

ورسوں روحانی کے سو سو گزروں و خفا سے عادت ہیں ،  
 آپ کی کوئی اولاد نہ تھی ۔ آپ نے کوئی کتاب بھی تحریر نہ کی ۔  
 عقائد مسنون کے اصرار پر ہی سہ جانب مروجہ نہ ہوئے بلکہ فرمایا  
 "انجہ مسرواں ما بری ما گرسہ نہ ناز ہم کم سب نہ ماہم برآں  
 ہر ائمہ" ہرے ہرے مسرووں سے جو ہرے سے چھوڑے کہ وہ کم ہے نہ  
 ہم اس میں افتاقہ کریں ۔

آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی : "ہر نہ بر مسجد ما سیہ یا بنا ربصہ  
 لمبزی داسد اسد مسک ما را کہ عذب از بدایت فعلی قرآن و سب از  
 دست نڈہد ۔"

آج تک مسنونگ میں "مدرسہ صدیقیہ" علم کی روشنی بکھیر  
 رہا ہے ۔

## حضرت مولانا محمد فاضل درخانی

پ ڈھاڈر کے قریب ایک گاؤں درخان میں ۱۲۸۶ھ، ۱۸۳۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ انگریزی سسٹم اور نفوذ کے خلاف نلوچسانوں کا اولین فتنی رد عمل مدافعت و معاومت کا تھا۔ چنانچہ ان میں ایک طبقہ ایسا وجود میں آنا جو اس ہمہ جہتی سامراج کے خلاف مستقل طور پر نبرد آزما ہوا۔ اسی میں آپ نے سربک فرمائی اور اپنے ساتھیوں ہنگل اور حوٹگل کے ہمراہ انگریزی چوکنوں پر حملہ آور ہوئے رہے۔ ایک رات حب ناریکی چھٹی ہوئی تھی اب کے ساتھی ایک بڑے۔ دار کا گھر لوٹنے کے لیے چلے۔ اب کے ضمیر نے اب کو روکا کیونکہ اس میں جہاد کا سائبہ تک نہ تھا۔ صوغہ و کربا ان کا ساتھ دیا اور جھوٹی پہاڑی کو مورچہ بنا کر بیٹھ گئے۔ مگر دل میں بے چینی تھی۔ اسی ادھیڑ میں میں نے کسی نے سر پر دھول جہاں اور کڑک کر کہا: ”محمد فاضل یہ کام چھوڑ دو“۔ آپ نے مڑ کر دیکھا وہاں کسی کو نہ پایا۔ غصے میں بیچ و تاب کھائے ہوئے ہوئے: ”سامنے آؤ، چہتے کیوں نہ“۔ لیکن وہاں کوئی ہونا تو سامنے آتا۔ وہ و خضر می کوئی بزرگ ہستی تھی جس نے مشیر ایرانی سے ایسا کہا۔ اب بے چین ہو گئے اور سبھی دیر غور و فکر کے بعد اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر مغموم حالت میں گھر پہنچے۔ رات کا باقی حصہ دارے گنتے گئے گہرا۔ صبح ہوئی تو مسجد میں گئے اور زندگی میں پہلی مرتبہ خلوص دل سے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو کر برے کاموں سے نائب ہوئے۔

اب آپ کے دل میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی لگن پیدا ہوئی۔ جو کہ قرب و جوار میں کہیں کوئی دینی مدرسہ نہ تھا اس لیے بے قرار رہنے لگے۔ روایت ہے کہ اسی بقراری کے عالم میں بزرگان دین نے روحانی طور پر ان کی جانب توجہ کی۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ”حضرت خضر اور چار یار“ نے انہیں ابتدائی دینی تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ انہی غالباً مریدِ تعلیم و تربیت کی

مروت تھی۔ اس لیے قدرت نے سبب پیدا کیا جس سے اُن کی کایا ہی پلٹ گئی۔

ایک روز شام کے وقت آپ مٹھڑی سے اپنے قصہ 'درخان' کی طرف توجہ دے رہے تھے کہ دو لڑکوں نے انہیں راستے میں ٹوٹ لیا۔ یہاں تک کہ جسم کے ٹپڑے بھی اُڑا دیے اور صرف لنگوٹ پہنا کر چلا گیا۔ یہ بات آپ کے لیے باعث تنگدلی تھی کہ اس حالت میں اپنے گھر پہنچے لیونکہ انہیں ہر نوعی حالتِ خفا۔ چہ وہ اعتدالی حالات اور قبیلہ ریشائی کے فرد تھے۔ خاص سوچ بچار کے بعد آپ نے "قصہ پہاڑوں" جانے کا فیصلہ کیا۔ وہیں مولوی بیٹوں حضرت عبدالغفور کے مدرسہ تھا جو حدیث رسیدہ پررک جے۔ اُن کے یہاں مذہبی علم اور قیاد و معاش کا انتظام تھا۔ مولانا محمد فاضل نے اُن سے بعض حاضریاں لیا اور دینی تعلیم سے بہرہ مند ہو کر واپس آئے۔

قصہ درخان میں پہلے کوئی مدرسہ نہ تھا۔ آپ نے اپنے گھر کے نزدیک مسجد بنوائی اور اس کے احاطہ میں مدرسہ جاری کیا جہاں باقاعدہ درس و تدریس کا انتظام ہوا۔ ہر شمار کے بعد مولانا موصوف خود بھی وعظ فرماتے۔ قدرت نے آپ کی زبان میں ایسی تاثیر رکھی تھی کہ جو بھی آپ کے حلقہ میں آیا گناہوں سے نابت ہو کر ایک اور مدرسہ بنا۔ آپ کا حلقہ اثر وسیع ہوا گیا۔ ہر وقت آپ کے پاس ہزاروں کے ہجوم رہتے تھے۔ اُن کی باتوں کا چرچا ہوا اور انتہائی عقیدت کے باعث کئی لوگ مرتد بن گئے۔

مولانا اب اسی ریاض اور سیوچ اسماعیلی کے قریب حداثہ سے ولایت کے مرتد پر فائز ہو چکے تھے۔ آپ نے اُن سے آئے والوں کے لیے لنگر کا بندوبست کیا۔ جہاں سے مسافروں کو وسیع شہر صبح سام لہانا ملتا۔ قیام کی خاطر چار خانے بڑے کمروں پر مبنی ایک سرے تھے جس پر آج بھی عقیدت مندوں کے لیے ایک الگ یٹھک کا انتظام کیا۔ جس کے آڈر آج بھی اُن کے اندر ہیں۔ سو لکھ رکھتے ہیں۔ ۱۸۳۹ء تا ۱۸۵۵ء سے ریاست قلات میں انگریز سراج کا عمل دھن، سہولت و تسہیل، عیدے کے اعتبار سے برسرِ حیات میں نے مخصوص مقصد نظر اور معاش کے قالب میں ڈھنسا شروع۔

ہو گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قدرت مولانا محمد فاضل کو انگریز کی فکری اور اعتقادی بنیاد کے مددگار لا کر اسلام کا بول بالا کرنا چاہتی تھی۔ حناچند آج سے تیس سال تک تبلیغ حق و اصلاح معاشرہ کا کام سر انجام دیا۔ آج سے قلات اور کوئٹہ کے علاقوں میں اسلام کو از سر نو چمکایا۔ گمراہ اور دین سے بھرتے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ معاشرت سے متعلق کاموں کی اصلاح کی۔ قیدیہ وضع کی شلوار کو سادہ سلوار میں تبدیل کرانا۔ فضول لباس کو مٹوے دیا۔ "انارہ المصلیٰ" کے مصنف مولانا عبداللہ صاحب درخان اپنی تصنیف میں ایک مقام پر لکھتے ہیں "حضرت مولانا محمد فاضل درخان سے سردار حاجی ملا محمد خان رئیس آب ٹھہری کو ایک موقع پر جب کہ وہ اپنے فرزند اسد اللہ خان کے ہمراہ آب کی زیارت کو آئے کہا کہ اسد اللہ خان کے کانوں سے سونے کی پٹیاں نکلنے لگی ہیں اور میں مٹوے ہے۔ اور سردار کو بھی ہدایہ فرمائی کہ آب ٹھہری سے کہہ دو کہ وہ مٹوے سے سونے کی پٹیاں نکل رہی ہیں۔ چنانچہ سردار رئیس نے گور ہنچ کر ہر دو ہدایات پر عمل کیا اور ان کی دیکھا دیکھی حدیث کے دو اور دے بھی ان حضرات کو دیا۔ سمجھ کر مر رہا تھا۔"

مولانا موصوف ہے۔ علاقوں کے غم و کیسی اصلاح کی کہ جہاں رب دے دے ہوئے ہوئے و سر و سار کرنا ہادری کا کام سمجھا جاتا تھا وہاں ایسا امن ہوا کہ اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ وہ کام جو بڑے بڑے حاکم نہ کر سکے یک قدر سیرت درویش سے اسی اعلیٰ اخلاقی معیار سے فائز عرصے میں پورا کر دکھایا۔ آپ نے اپنے دور کے بڑے بڑے بے عمل عالموں اور بد سیرج سرداروں کے خلاف فہمی اور غی جہاد کیا۔ آپ کی حق گوئی اور پر تاثیر بی زبان کے سامنے مخالفین ٹھہر نہ سکے۔

ایک بار خان وقت نے آپ کو دعوت پر بلایا۔ احترام کی غرض سے ریٹائرمنٹ گاہ کے رستے میں سرخ کپڑے کا فرس تیار کرایا لیکن آپ نے اس پر جسے کی جائے خالی جگہ پر ہی قدم رکھے اور کہا کہ اس سے نفوت و بکر کی بو آتی ہے۔ یہ سن کر خان وقت کے مانھے پر ناراضی کے آثار پھرتے اور اس نے دور درگفتگو سہمیسی انداز میں کہا کہ بہارے نے کسی کو

سب کے گھاٹ اتروا دینا معمولی بات ہے۔ آپ رہبر کو سمجھ گئے اور جواب دیا کہ میری انہی حوس بھڑی کہاں کہ تمہارے ہاتھوں سے حام سہادت پوش کروں۔ اس نے ناک جواب بروہ صاحب الہا سامنے کر رہ گئے۔

آپ تبلیغ کے لیے تنہا جاتے۔ کسی کے صہب نہ ہوتے اور کسی کے گھر کا کھانا نہ کھاتے، کیونکہ تبلیغ کے دوران وہ اس بات کو مناسب نہ سمجھتے تھے۔ اسے ہمراہ سنا اور گٹو رکھتے تھے۔ یہی کو سہل میں رات اور رات کے وقت کسی مسجد میں عبادت کرتے۔

مولانا پھر فاضل درس و تدریس، ماسٹر و محقق، تبلیغ و تبلیغ اور طریقت و روحانیت میں مسئول رہے کی وجہ سے صرف و مایہ کا کام نہ کر سکے لیکن ان کی ذہن پرک و ورثے کے ممکنہ رہ گئے کی وجہ سے علامہ رامدہ کے ایک حلقے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اب اسے زمانے کے غم نے حق اور حق اور دیگر سرگ ہستیوں سے جدا کیا کر کے غمزدگی تھی۔ جامعہ حضرت مرزا ابو نعیم صاحب دہلوی کے نام سے شریعت میں اوجھڑ کوٹہ میں سے حضرت مولانا علامہ پھر براہمد صاحب ہڑجوتی غلامہ سندھ، حضرت خواجہ محمد علی صاحب حشموی کوٹہ، حضرت خواجہ محمد علی صاحب مالک سکہ کدنی علاقہ سدھار، حضرت حاجی محمد صدیق صاحب مسوگ، حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب

۱۔ ان کے نواسے کے جب حکر مولانا عبدالغنی درحانی کا کہا ہے کہ علامہ پھر دہس راہو، فارسی اور محوی بیوں زبانوں میں لکھتے تھے اور کئی کہیں انہوں نے براہو میں بھی تحریر فرمائی تھی۔ چونکہ نام و نمود کا سو نہ تھا اور بجائے یہ کے کہ اسے خاص رعیت تھی اس لیے انہی نصیف اسے ساگردوں کے نام سے لکھوانے رہے تھے۔ اس وجہ سے اب یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہے کہ آپ کی نصایف کون کون سی ہیں۔

ثقافت اور ادب وادی بولان میں، کوٹہ ۱۹۶۶ء  
مقالہ براہوئی ادب - عبدالرحمان مگر - ص ۲۱۹ -

ہے۔ مولانا محمد فاضل کی وفات پر مولانا عبداللہ ہی آپ کے جانشین ہوئے۔ اور ادارہ مطبوعات، مسجد اور لنگر وغیرہ کا انتظام منبھالا۔ ان کے علاوہ مولانا محمد فاضل کے دو اور شاگرد قابل ذکر ہیں۔ مولانا محمد فاضل کے ایک قابل احترام شاگرد مولانا نوجوان بھی جو مستونگ کے قریب جوتو کے قمبرانی یا قمبراڑی قبیلے کے فرد تھے۔ آپ ایک حید عالم اور جلیل القدر مصنف تھے۔ سوچسان کے جن مذہبی رہسواروں نے عیسائی مبلغین کی کوششوں کو بری طرح ناکام بنایا ان میں آپ کی حیثیت ممتاز ہے۔ آپ نے ان کے حربے سے یوں پناہ مانگ کر اپنے پروگرام کا آغاز کیا :

یارب رحیم و رحمان      شیطان نا مکرودا مان  
آسمان زمین نانا مان      بخشے تھے خدایا !

(اے رب سو رحیم و رحمان ہے۔ ہمیں شیطان کے مکر و فریب سے بچا۔ آسمان و زمین کے درمیان اے خدا ہمیں بخش دے)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی۔ ایک جانب انگریز نہیں جن کے دس سرمایہ کی فراوی سی اور وہ اپنے محنتوں کی تعداد اساعت میں زور زور سے اضافہ کر رہے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ عیسائی مبلغین نے گاؤں گاؤں جا کر غریبوں کو پیسوں اور کھانے پینے کی چیزوں کے دریغے بہکانے کی سعی کی۔ وہ قادیانوں کے ہمراہ بھی رہتے تاکہ ان کے ساتھ مل جل کر بلیغ کر سکیں۔ دوسری طرف مولانا اسی کم مائیگی کے باعث انہی نصایف کی تعداد اساعت بڑھا سکے۔ خود بھوکے رہے لیکن اپنا اثاثہ مذہبی کتابوں کی ساعت پر بگا دیا۔ نتیجتاً لوگ رات کو آگ کے قریب بیٹھ کر مولانا کے مذہبی اشعار سہم سے پڑھتے اور دوسرے انہیں بڑی لگن کے ساتھ سنتے۔ یوں مولانا کی کتابیں کم جھپیں لیکن ان سے نسبتاً زیادہ لوگ بہرہ یاب ہو سکے۔

آپ کی مشہور ترین تصانیف 'ناصح البلوچ'، 'نصیحت نامہ' اور 'تحد غرائب' ہیں۔ 'ناصح البلوچ' چھوٹی بھر کے استعمال، بر محل الفاظ اور مصرعوں کی تکرار کا خوبصورت نمونہ ہے۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ 'ملا ملک داد کی تصنیف' 'تحد المعائب' کی طباعت ہے۔



بلوچستان میں ولور کا رواج ہے۔ مولانا نے سب سے پہلے اس بیچ  
رسم کے خلاف لکھا۔ قومی رسوم کے خلاف آواز اٹھانا معمولی بات نہیں۔  
آپ نے اس جہالت کے دور میں جس حسارت کا مظاہرہ کیا وہ قابل ستائش  
ہے۔ فرماتے ہیں :

ہدا نفع چا گد اے      تھیا حواچہ نہ شرمندہ اے  
اے رب تعالیٰ مہربان      ایت پناہ تی داتنان

(اے برادران غور یہ جان لو کہ یہ "نفع" خراب ہے کیونکہ اس  
نفع کا مالک (اپنے صمیر میں) شرمندہ ہے۔ اے مہربان رب العالمین ! ان سے  
ہمیں پناہ دے)۔

سادہ ہی آپ نے سادی سادہ کے موقعوں پر بیچ رسوم سے بھی باز رہنے  
کی تلقین کی۔ تب کی نقد کا مسہود یہ ہے کہ یہ فعل سب نہیں کہ مرد  
اور عورتیں ایک سادہ مل کر رقص کریں اور عورتیں ہڑکنے سانس چن کر  
اپنے حسن کی نمائش کریں۔ جس طرح سے بون کی بوسمجھ ہو کہ بھوں  
نے اپنی عاقبت کو تباہ و برباد کر ڈالا۔

آب ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں طاعون کی وبا میں رحمت فرما گئے۔ پھر صدیق

نے کہا تھا :

مد افسوس و ہزاران درد و ارمان  
کہ رفتہ زین جہان حاجی نبو جان

بلوچستانیاں را بُد چراغی  
کہ زو شد دین احمد را فروغ

قصیدہ مرثیہ در ہر زبانے  
گفتے بے شکل در زبانے

دعائے صبح شام وائے عزیزان  
برائے وائے شما باشید جوان

صدیقا تو چرا بستی پریشان  
بکن پرہیز از گمراہ پیران

حسن طرح مولانا الخفاف حسن حالی نے ہر صفر پاک و ہند کے مسلمانوں کو  
 بری رسوم سے آگاہ کر کے ان کو ترک کرنے کی ضرورت پر زور دیا تھا اسی طرح  
 بلوچستان میں وہی انداز مولانا نوجوان نے اپنایا۔ ان کے ”نصیحت نامہ“  
 کو ہم براہوی زبان کا مدرسہ حالی لکھ سکتے ہیں۔ دونوں نے قوم کو خواب  
 خرگوش سے بیدار کر کے دین کی صحیح تبلیغ کی۔

مولانا عبدالحمید حویونی مولانا نوجوان کے مرشد ارجمند تھے۔ جنہوں  
 نے مولانا محمد فاضل اور اسے والد محترم سے یک وقت علمی دینی اور وطنی  
 استعداد کیا۔ ان کی دو کتابیں ’مفرح القلوب‘ (مطبوعہ ۱۳۳۷ھ) اور ’گشت  
 رائے و غزلیات‘ (مطبوعہ ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۱ء) زندہ مشہور اور نادر ہیں۔  
 دونوں میں غزلیات کے علاوہ اشعار، موالود، صرف کے ساتھ ساتھ شرعی رنگ  
 کا کلام اور سائنس عام فہم اب و انہجے میں دینی مسائل کی تدریس و تلقین  
 ہے۔

بلوچستان میں ایک رسم بھی کہ یثدور معصوم بچوں کو اغوا کر کے  
 ان سے رات کے وقت رقص و گامہ لیتے تھے اب نے اس فسح رسم اور محال  
 عشر و ضرب کے خلاف حرب کیا۔ اب نے ہم ’ملا کی کمروں کو بھی  
 بیان کرتے ہوئے کہا :

ہم غزانا مولے لیتو خنجر

فی غزانا تنفسا مدرس سلمہ

(اے نہ ’ملا ! میں تمہارے جہرے پر جہاد کے آثار نہیں دیکھ رہا  
 ہوں اگر تم مرد میدان ہو تو سب سے پہلے اسے نفس  
 کے خلاف جہاد کر کے اسے مار ڈالو)۔

اب حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف  
 ہوئے۔ اب کی ایک اور کتاب ’جوش حبیب‘ کے اشعار آنحضرت صلعم سے گہری  
 عقیدت کے آئینہ دار ہیں۔

## حضرت مولانا محمد عبداللہ درخانی نقشبندی مجددی

آپ کی ولادت باسعادت درخان میں روز سہ سہ ۱۱ محرم ۱۲۹۸ھ کو ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حاجی محمد عصم (نسائی عالم اور مفتی تھے۔ خواجہ محترمہ حضرت مولانا محمد فضل کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے سال کے مناسبتوں سے آپ کی سندس سے نسب انک خوب دیکھا کہ ”میں ایک اسے مکی میں ہوں حوثور سے حکمگ حکمگ کر رہا ہے وہاں ایک خانوں سے یہ اس۔ وہ صبر و اس سے بہت ہی حس و جسم ہوں۔ ہر طرف دلاؤ ہر حوسو بکھر گئی۔ آجوں سے غریبوں میں ارشاد فرماتا کہ ”میں ماضی ہوں اور وہ میرے و۔ بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جنہوں نے مجھے پیدا کیا ہے۔ حب میں سے دیکھا تو ہوزی دور حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت دور ہے۔ بہت ہی حس اور بے نظیر لباس پہنے ہوئے تھے۔ پھر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چراغ میں بتی اور بیل ڈال کر آتے جلایا اور مجھے دے کر فرمایا کہ ”چراغ نہیں بجھیں گا۔“

مولانا محمد فاضل نے اپنے نواسے کا نام عبداللہ بخور رکھا۔ آپ کو اس سے بے حد محبت تھی۔ اسی لیے تعلیم و تربیت کا بہاء خود ہی فرماتے رہے۔ مگر آپ کی وفات (۱۳۱۸ھ ۱۸۹۶ء) کے بعد ان کی تعلیم رک گئی۔ لیکن آپ کی روح مبارک مرقد میں بھی بے ہزار ہوں کہ میرا نواسہ کتوں علم سے محروم ہو رہا ہے۔ اس لیے ایک رات آپ نے عالم رویا میں ان سے مرید علم حاصل کرنے کے لیے کہا۔ انہوں نے عید جاری رکھنے کا ردہ کیا لیکن ان کی والدہ نہ ہیں حاجی نہیں کہ ان کا مرید ایک امیر کے سے بھی ان سے جدا ہو۔ دوسری اور تیسری رات بھی آپ نے تحصیل علم کا ارشاد فرمایا۔

آخر کار گھر سے دور رہ کر علم حاصل کرنے کی جانب مائل ہو گئی۔ اور آپ اپنی والدہ کی سبک دغاؤں کے ساتھ مزید حصول تعلیم کی عرصہ سے روانہ ہوئے۔ سکریور پہنچ کر ایک دینی مدرسے میں داخل ہو گئے اس مدرسے میں سندھ کے ایک بڑے زمیندار کا لڑکا بھی زیر تعلیم تھا۔ جو اب تک 'کرمنا' ہی پڑھ رہا تھا۔ آپ کے استاد نے آپ سے اس طالب علم کو درس دینے کے لئے کہا۔ آپ نے ایک نئی سے پڑھاتے رہے۔ جس کے باعث اس کے والدین نے اس کو سبک کر دیا آپ کے لئے ملاحہدہ عمدہ کھانا بھیجوانا شروع کیا مگر آپ کو یہ بات پسند نہ آئی۔

پھر آپ نے استاد صاحب کی خدمت میں عرض کرنے کا ارادہ کیا کہ میں اس طالب علم کو درس میں آپ سبک دھریں گے احترام کو اس نظر رکھتے ہوئے خدمت میں رہے ہوں اس مدرسے میں کو حرمات کہہ کر سکھانے کے گھڑوں 'لنگ' دیتے تھے۔ یہاں مولانا سر محمد کے سامنے راتوں رات نہ کہا۔ یہ آخری وجہ تھی۔ آپ کے ساتھیوں نے دوسرے طالب علم بھی سی مشورے میں تھے۔

آپ یہاں دو سال تک رہے اور ۱۲۳۱ھ - ۱۲۹۰ھ میں فارغ التحصیل ہوئے اس مدرسے میں کچھ ایسے کے بعد انیسویں صدی جا۔ ہر طالب علم کے حصہ میں حواری کی جو پوائی روٹی آتی تھی۔ سکریور آپ نے لہجہ کھاؤں کی وجہ سے چھوڑا تھا یہاں فطرت نے حواری مہیا کی۔ آپ اسی حال میں خوش رہے اور اسے قدر، مصروف کے حصول کے لیے لگنا رہے۔

آپ نے ڈھاکہ میں دینی مدرسہ بھی قائم کیا جس سے اس علاقے کی معزز ہستیاں بہرہ ور ہوئی ہیں۔ ان میں سے سید اورنگ شاہ اور سید عبدالحمید شاہ زیادہ معروف ہیں۔

کرمنا میں آپ سیراب (نوشہ) شریف لاتے، دیونک، ڈھاکہ کی کرمی نامیابل بردس ہوئے ہیں۔ جس کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے :

سببی و کھادر ساختی

دوزخ چرا پرداختی

مراتب میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ متقطع نہ ہوا تھا۔ آپ فتویٰ بھی لکھ کر دیے تھے۔ ایسے علمی بحر نے باعث ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۵ء سے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء تک سابقہ ریاست ملتان کے قاضی القضاہ رہے۔ آپ نے حضرت قطب غفر خوجہ مجدد عمر چشموی ۱۳۸۱ھ/۱۸۷۱ء-۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہو گئے۔ آپ ایک خوش گو ساغر بھی تھے۔ مرید کے ارشاد پر نیشنل محمدی سلسلہ کا منظوم سچرہ بھی سارک جو آپ کی وادہ کلامی کا مظہر ہے۔

ب۔ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ مسموع اور احوال نامی یہ ہیں :

۱۔ الارادہ المتصلی۔

اس میں نماز حلی کے جامع مسائل صحیحہ ترمیم کی گئی ہے۔ یہ سری میں لکھی گئی ہے اور سابقہ ساغر درس پر جمعہ تھی ہے۔۔۔ ٹھاسی صفحات پر مشتمل ہے۔ وزیر بھی دار سوموار ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۵ء کو کوآریٹو مشن پریس وین منڈیگ لاہور میں چھپی۔ اس کی کتاب نمونہ کے فرزند مولانا عبدالباقر صاحب درخانی نے کی تھی۔

۲۔ سلسلہ قبلہ چشموی۔

یہ کتب تاریخی اثر میں ہے۔ اس میں سلسلہ نقشبندی مجددی کے بزرگوں کے حالات مندرج ہیں۔ کتاب کی افادیت میں اس بات سے اضافہ ہوا ہے کہ اس میں موحستان کے مقام چشمہ شریف مصنف کوئٹہ کے نقشبندیہ مجددیہ بزرگان دین کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ کتاب ۲۱ صفر ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء کو مطبع اربعی نورد کوٹوالی مدینہ لاہور باسمہ میں قدرت اللہ مسعود پبلشر و پریس رائٹر چھپی۔ اس کا سرکاری عمل احمد خوسنوس و آرٹسٹ لاہور نے تیار کیا تھا۔ آج کل نایاب ہے۔

۳۔ شامل شریف۔

تراویح و مخموم کتاب ہے۔ ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سن تالیف ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۳ء اور سن طاعت ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۲ء ہے۔ اس

میں حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثنائیل و حوائل کا نام ہے۔ مولف نے مستند کتب جیسے سنن ترمذی، معارج النبوة، نزهة المجالس وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

### ۳۔ سفر حجاز درخانی۔

یہ کتاب فارسی نثر میں ہے۔ آپ ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۳ء میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقدس مقامات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے سفر حجاز کے واقعات کو ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۲ء میں صفحہ فرطاس پر منقول کیا۔

### ۵۔ معجزات شریفہ۔

یہ مضمون کتاب راہبونی میں ہے۔ ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۵ء بمطابق ۱۸ جولائی ۱۸۹۳ء کو عباسی پشہر آرت برس کراچی میں ہوئی۔ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آغاز حمد سے ہونا ہے پھر نعت شریف اور درود شریف پڑھنے کے فوائد درج ہیں۔ اس کے بعد کہہ و سن ستر معجزات کا بیان ہے۔

### ۶۔ فتویٰ درخانی۔

یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس کی دو جلدیں ہیں۔ اب تک ستر مضمون ہے۔ کتاب نے جو سب سے پہلے نئے ک کو دیکھا گیا ہے۔

### ۷۔ تحفہ الموام۔

### ۸۔ راہ نامہ۔

### ۹۔ کنز الاخبار۔

یہ قلمی صورت میں مولانا عبدالباقی دُرہانی مرحوم کے حاندان میں جمود شیخ۔

مولانا محمد عبداللہ درخانی کا وصال یک شنبہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ بمطابق

۶ فروری ۱۹۴۴ء کو رات کے وقت ہوا۔

## حضرت شیخ محمد عمر

آپ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اواخر میں سیح فرید کے ساتھ ٹوٹے اور بدھ میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے وہیں کی آمد تک اس علاقے میں نہ دیکھا اور کتنے اس قدر چلے کہ وہ دور ٹونا سنان کے لیے ناممکن تھا، سیح فرید سے رفا کی سو کتنے کانٹاں جن گئے اور آج تک وہاں کانٹاں ہیں آگئے۔ شیخ محمد عمر نے اس کے بعد اپنا برہ زمین میں گاڑا تو واقعہ مقدار میں مایہ ہے۔ ایک روایت کے معنی اس مایہ کا کہ بھڑے کو مایہ کا سکنا۔ وہ دونوں کو وہاں کے باشندوں نے لٹو کر اس اور مایہ نرسنے کے طور پر دیا، جسے آپ کا مسوکی حسیہ کہتے ہیں۔ آپ لٹو کر دیا۔ آپ کا مزار بدھ ڈسٹرکٹ جین کوٹہ کے معنی ہے۔ یہ وہ ہے۔ کہہ رہے ہیں کہ اس مزار پر حقیقت میں ٹوہڑو، اسی ٹیپے پر آپ مر گئے فرماتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک بار آپ کا حقیقہ مایہ کا رخ اپنی زمینوں کی طرف رہا تھا۔ آپ ایک صاحبِ ہاؤس صاحب نے خدمت کر دی۔ خدمت سے آپ سے گوارس کی، آپ نے اس مزار اس میں شخص کو اس خدمت سے باز رہنے کی نذر کی، مگر وہ نہ مانا۔ آپ حلال میں آگئے، مایہ کو اسے سیح کی طرف لوٹ جانے کا حکم دیا، اور وہاں حال کوٹہ ریلوے سٹیشن) میں ہی مایہ نظر آنے لگا۔ کسی کو آپ سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اتفاقاً احمد شاہ علی کا گزر نادری سبھ کے سلسلے میں مسہد کی طرف سے ٹوٹہ میں ہوا۔ لوگ فریادی بن کر ان کے پاس گئے، ابدالی سے سیح عمر کو مہیوں کی حقیقت سے شریف آوری کی زحمت دی تاکہ اس سلسلے میں گفتگو ہو سکے۔ حضرت نے جواب دیا، ”ہم مہیوں کی عزت اور قدر کرتے ہیں لیکن مراد کی درپورہ گری بہرا معمول ہیں۔ چونکہ احمد شاہ بہرا مہیوں ہے، اس لیے آدھے راستے تک وہ آئے، آدھے راستے تک میں چلا آؤں گا۔“ دونوں مایہ (حال

ایوب سندھ، برملے - شاہ زمینداروں کی جانب سے معافی کا حواسکار ہوا -  
 پہلے تو آپ نہیں مٹے، آخر میں چھ حصے دہی کی بددش کو برقرار رکھا،  
 ایک حصہ مانی دے دیا، یہ مانی آج بھی ایسے اصلی رخ پر چہ رہا ہے -

## حضرت میاں محمد کامل

اب کا حسب نسب یوں لیا جا رہا ہے : "میاں محمد کاکر ابن محمد حام  
 ابن سیدان ابن محمد حام ابن علو"۔ یہ حد آدلاں ہیں، طائفہ معرو خوب ہلا  
 ہووا۔ آں میں سے معز جہنر وزیر لہری میں سکونت پیر ہوئے۔ آب ۱۱۵۰ھ /  
 ۱۷۳۷ء اور ۱۶۰۵ء کے مابین نہ ہوئے اور ۱۸۲۳ء اور ۱۷۳۹ء میں  
 وفات پائی۔ آب کی والدہ ۵ ماہ افرونی ورنہ اہلیہ کا ماہ فی حرمات حاصل کیا۔  
 آب خدمتہ صاحبہ یوم شعار جو آب کے عم موی محمد سریم کے سارنہ تھے  
 اور محمود میاں محمد صدیق لہنوری سریم ورنہ کی صاحبہ سے فیصلہ ہوئے۔  
 حنیفہ صاحبہ سے غلامہ صابرہ سے سرج ملا حامی اور پندرہ سال کی عمر حاصل  
 کی۔ تصدق :

بیچ حیری جو - جو - حیری سند      راکھ زابین جھیری لیری سند  
 ناخدا و صر سند ملائی روم      ناکہ طالب شمس پیری سند

حضرت محمود کے معنی ماطی سے آئیں گئے۔ جس زمانے میں آپ محمود  
 صاحب کے یہاں مقیم تھے۔ اسی دنوں آں کے ایک مرید صادق جو حکام سندھ  
 اور قوم تائیروں سے چھے زیارت کی خاطر آئے۔ حضرت محمود نے دونوں کو  
 ایک محمود غریب مانی ورنہ کی زیارت کے لیے بھیجا جو روپڑی کے بازار میں  
 بھرتی چلی اور کہا آب دونوں اس سے اپنی دلی مراد کا جواب اخذ کر کے  
 لائیں۔ دونوں اسے مرید نے ارشاد کے مطابق روپڑی پہنچے اور اس رابعہ وہ



کی زیارت سے مسرف ہوئے۔ مولانا محمد فاضل لکھتے ہیں "ناپرس مقصد بر ذل  
 خود گذرا۔ نہ اولاد من سامہ می مانند نہک اسقاط حمل می شود اگر احبابا  
 بولد اولاد می سود تاہم بعد واثب فوت می گزشتہ و آفتاب این ارادہ آورد کہ  
 فیض من و فیض اولادہ اسے قدم قدمہ مانند۔" وہ بخود کسب حال سے آگاہ  
 ہوئے۔ پسندو ذکا دار حواس کے معتقد تھے کہ کو حکمہ دنیا کہ ایک باقی سے  
 جہا ہوا ہوتا اور ایک تصور لائن۔ یہوں سے حکمہ کی معین کی۔ اس محدود  
 نے دو لٹوے یکے سے دیگرے ہوتے۔ در گر دے۔ پسرے کو جو  
 در واس منکے میں ڈال دیا۔ بعد ان کہنے لگی نہ بکروں کو کٹھا کرتے  
 اچھی طرح آگ اکاؤ۔ خوب آگ روشن کی گئی۔

ان دونوں واقعات کو دیکھ کر ہر دو صاحبان اسے مرہ۔ کی حد میں  
 حاضر ہوئے اور ساری سرگسبیاں کی۔ حضرت محدوم نے بعد کی نہ  
 ہائی کے دو شعروں کو چہرہ پر لکھا اور پسرے کو واس ڈالنے کا مصمص  
 بد سے کہہ ڈالنے کے دو حصے ملا ہو گئے و پسر اصحیح سامہ رہے گا۔ آگ  
 جلانے کا سارہ مہاں محمد کمال کی بات کی طرف ہے۔ کہ ان کے اور ان کی اولاد  
 کے فیض سے دنیا میں ہوگی۔ حضرت محدوم میں محمد کمال کے بارے میں  
 فرماتے تھے۔ "اے محمد کمال ہو حکمہ کو۔ من سستی کہ ہمہ فیض و فقر مرا  
 فائز و حاوی می باشی۔"

حضرت محدوم نے میان صاحب کو فرمایا تھا: "در رجہی ریاست  
 در حال پراہونی علاقہ نہتری حاضر رہ سہر کہ دروید و آنجا سکوت و وزید  
 من بعضی و دان رہ قریہ جو بعد از ہر سہر سہر بود و خود میان صاحب  
 اکثر مردمان در سہر کتبار کہ معروف بہ گوڈہ بود متوطن۔"

ایک دوسرے موقع پر جی حضرت محدوم نے میان صاحب کو موقع  
 کتبار سریف میں ہی مفید رہے کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ اب ویر آپ کی  
 ولاد کو وہیں سر بندی حاضر ہوگی۔ سی سے اب کتبار میں رہائش پذیر  
 ہو گئے۔ زراعت اور کسمپرسی سے گھر اودھ کر کے گئے۔

میان صاحب مسجد میں امامت بھی فرماتے تھے۔ شروح میں سے سرحد  
 حضرت محدوم کی طرح حقا میں رہے۔ در دس بر سی یاطنی لوفیات ظاہر

نہ ہوئے دیں۔ حتیٰ کہ ولایت و کراست رکھنے والے حضرت محکم الدین صاحب میرانی نادشاہ کا علاقہ کٹرا میں گزر ہوا۔ وہ میں اور میر نصیر خان براہوئی کی ملاقات کے لیے ملا جا رہے تھے۔ انہوں نے کٹارا کے قریب گہانگہرہ شہر میں سب بھر کے لیے فیہ فرمایا۔ وہیں قوم گہانگہرہ کا ایک شخص جو امام مسعد اور صالح تھا، حضرت میرانی کے برابر چہرے کو دیکھ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کا ارادہ کرنے لگا۔ چنانچہ اس نے اپنا مدعا روشن صبر کے ہاتھ پر بیعت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے برابر ہی گودہ سہر میں میان پھر کامں صاحب ہیں جو کامں اور ولی اللہ ہیں ان کی جانب رجوع کرو۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میان صاحب کسی کو سربہ نہیں کرتے۔ میرانی صاحب نے کہا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہونا اور میں سلام پہنچا کر کہا کہ میں اس احنا کے طریقے کو حیرت مند تھا۔ دیکھئے۔ وہ شخص گودہ میں پہنچا اور میری صاحب سلام و مدعا میان صاحب تک پہنچا۔ اس پر میان صاحب نے اسے اہداء و استار کے اندر کو فض خسی اور فض رسانی میں مل دیا۔ اولاً گہانگہرہ کے اس شخص کو ارشاد و نفس سے نورا۔ چار سیرج رعب کی طرف رجوع کیا۔

قوم چاٹ کے ملا برور سے آپ کے دست مبارک پر دست کی۔ وہ صاحب شخص یہاں کے سننے ملا فتح پور ملا محمد بھی مرید سے اب تک ان کی اولاد مرید درگاہ اور خدمت گزار صادق ہے۔

آپ کے دوسرے مریدوں میں سے ملا منگو قوم براہوئی گرو کا مقام خاصا بلند تھا۔ وہ صاحب صفا و صالحانہ رہے۔ ہمیشہ اس دن کا روزہ صیام جو میران نادریہ کے طائفہ میں مشہور ہے، رکھتے تھے۔ ان کا بیٹا ولی محمد نامی میان صاحب کا مرید صادق تھا۔ میان صاحب آسے ولی اللہ کہتے تھے۔ اس کی ولاد موجود ہے اور وہ مرید درگاہ ہے۔

ملا منگو گرانی نے ریاضت و مجاہدہ میں بہت سبقت لٹائی۔ نبیہ ہوڑے عرصے میں روحانی قوت کے والی بن گئے۔ ایک دن انہوں نے رات دن کا کھانا ناپا ترک کر دیا۔ تمام عمر کا روزہ رکھا اور ذکر الہی میں مصروف ہو گئے۔ بارہ روز کے بعد ان کے بیٹے میان نے صاحب کو اطلاع دی۔ میان صاحب نے اپنے

صاحب زادہ میاں محمد حیات کو بھیجا تاکہ وہ صبح بھر کے روزے کو افطار کرائیں۔ میاں محمد حیات دقت کے بعد نہارہ روزہ گزرے پر افطار کرا سکے۔

میاں صاحب کی عادت تھی کہ آٹ صبح کی نماز کے بعد شہر سے نشتریف لے جاتے کسی درخت کے نیچے باندی کے کنارے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ دوپہر کو واپس ہوتے۔ آپ کے مرید حضرت محمود صاحب کی بھی یہی عادت تھی کہ کرواری سرف شہر کے باہر جا کر عبادت اسمٰی میں مست رہتے۔ انہوں نے درخت کے اندر جاتے عبادت پر زلہ تھی۔

میاں صاحب اکثر اوقات اس جگہ نشتریف فرما ہوتے تھے جہاں اب خانقاہ سرف واقع ہے۔ وہ کہتے تھے 'میں اس جگہ سے بوئے بہشت آتی ہے'۔ خانقاہ کی زمین اور جہاں اب شہر کشار آباد ہے۔ اسے میاں صاحب نے قوم رانگریز کے ایک شخص سے خریدا تھا۔ جس وقت گودہ کا شہر باندی کے ہاں سے غریب ہو گیا، سال صاحب نے اپنی بی خریدی ہوئی زمین پر سکونت اختیار کی۔ رفتہ رفتہ شہر آباد ہو گیا کہ اب تک موجود ہے۔

ایک دن میاں صاحب حسب معمول شہر سے باہر اس مقام پر جہاں اب خانقاہ شریف ہے جوار کی بڑی فصل میں بیٹھے تھے کی عبادت میں مصروف تھے کہ نصف ساد نامی حراسانی جو مرید کھن کی تلاش میں سرگردان تھا حواری کے درمیان پہنچا اور سلام کے بعد اسے حالات بیان کیے۔ لہجے لگا کہ یہ شہر سے آپ کے نور کا پرتو دیکھا اور اس کے روشنی میں یہاں تک پہنچ گیا۔ آپ نے اسے دس بارہ روز اپنے پاس ٹھہرایا اور انکھ کے مدارج تک پہنچایا۔ بعد ازاں ولی محمد سر ملا منگھ گرائی (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) جو کہ میاں صاحب کی خدمت میں رہتا تھا، سیدہ مدکور کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ اس کی خدمت اور تربیت روحانی میں مشغول رہا۔ حتیٰ کہ لطف ساد اللہ کو پیارا ہوا۔ اس کی اور ملا ولی محمد کی قبریں گورستان گرائی میں کہ پیر صیار غاری سے مغرب کی جانب دو کروہ کے فاصلے پر ہے یکجا موجود ہیں۔

وذیرہ شہداد خان ڈوبکی لہری کے علاوہ سے آٹھواں حصہ مالیہ لیتا تھا۔ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ، اگر میں آپ کی دعا کے توسط سے پیر رانجھا کی ملاقات کر لوں تو اس آٹھویں حصے

کو جو آپ سے لیتا ہوں معاف کر دوں گا۔ میاں صاحب مذکورہ وڈیرے کو اپنے ہمراہ شہر سے باہر لے گئے آتے بیابان میں مراقبہ کرایا۔ ایک لمحے کے بعد فرمایا: ”سر اوپر کرو اور پیر و زانجھا کا مشاہدہ کرو کہ دونوں بیٹھے ہیں۔“

وڈیرے نے سر اوپر کیا اور ہر دو سے ملاقات کی لیکن کوئی گفتگو نہ ہوئی۔ بعد ازاں وڈیرہ نے حصہ ہشتم کی معافی رقم کی تحریر لکھ کر دے دی۔ اب تک یہ سات وڈیرے کی اولاد بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ وڈیرہ دیوانہ ہو گیا تھا کہ پیر زانجھا کی ملاقات کو رسول موصول صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی زیارت اور دیگر برکاتِ دین پر فوقیت دے دی۔ وہ رئیسانی پہلے سلطان عبدالرحیم ساہی والا (برد ذیرہ نداری خان) کی مرید بھی۔ جو بزرگ ولی اللہ کاس و عارف تھے۔ لیکن لاوید تھے۔ ہمیشہ کبھی میں رئیسانیوں اور میاں صاحب کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ جب آخری تار رئیسانیوں کے پاس آئے تو اسے خلیفہ فتنہ خان رئیسانی اور تمام سرداران رئیسانی کو بلایا اور کہا: ”کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور بڑی نفس کو موت کا سرہ چکھنا ہے۔ خدا تعالیٰ بہنر جانتا ہے کہ اگلی دفعہ آؤں یا نہ آؤں۔ میں نے اولاد ہوں، آپ جو ارادت و اخلاص و صداقت و اختصاص مجھ سے رکھتے ہیں اب وہی رابطہ میاں محمد کامل صاحب کہ ولی کامل اور شہر کشاور میں مکونت بذیر میں رکھیے۔ آپ کو بہم زندہ دیوض اور بے شہر منافع حاصل ہونگے۔“

اس ارشاد پر رئیسانیوں نے عمل کیا اور میاں صاحب کے مرید اور معتقد بن گئے۔ اب تک ان کی اولاد میاں صاحب کے خاندان کی مرید صادق اور معتقد راسخ چلی آتی ہے۔

میرخان سنگل زئی جو کہ پنڈتوں کے سردار کا بھائی تھا اعقاد و النحا کے بعد میاں صاحب کا مرید بنا۔ اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ کی بابرکت صحبت سے خاصا مستفیض ہوا۔

خان صاحب نصیرخان اول والی ہلوچستان نے جو اپنی دین پروری اور عدل گستری کی وجہ سے شہرت رکھتے ہیں اور ان کا سینہ درویشوں کی عیب

سے معمور تھا، میاں صاحب کی طرف حاض توجہ نہی۔ اور مرید بن گئے حالانکہ اس سے پہلے حاضی حضرت صاحب عدوی سکر پوری سے یہاں تھے۔

حال صاحب ناربا مجلس میں غلامہ کہا کرتے تھے کہ، میاں صاحب کی یہاں و صاحب سے میں دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اور دل کی آواز میرے کانوں میں آتی رہتی ہے۔ حال صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں کئی بار کاٹرا کاٹوں بفرانہ و بعد کے طور پر اس کے غریب سے کر دیا۔

میاں صاحب نے اس کے وقت اپنے آ و حد کے مرید پر دستگیر میاں موسیٰ شاہ جلالی کو حب میں رکھا۔ اور وہ آپ سے اور صوفیوں سے براہی فرما رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ، اے صاحب مدعا، یہ وہی ذہابوں میں سے ہو گیا۔“

صبح سویرے میاں صاحب حب میں پہنچ گئے اور اعام کی سازی راقم حال صاحب کو لٹا دی۔ اور کہہ کہ، بعد پر راضی ہیں ہیں۔

بھاری راضی کو غسروں و مشرقی شاخیں اور دوسرے اعتراضات سے باز کیجئے۔ حال صاحب آنحضرت کے سارے نو فصر سبب سمجھتے۔ اس سلسلے میں سبب جار کر کے پیش کی کہ، بھڑی کی حدود میں ہمیں میاں صاحب کے بعد اور خدمت گار در حب و کتب کرتے ہیں کہ سے مشروط کیا جائے۔

حال صاحب کی وفات کے بعد موحسان کے دوسرے حاکموں نے جو اس فرمان کو جاری رکھا۔

حب خاں موصوف اس دربار سے وہ جلاوی کی طرف رخصت فرما گئے تو میاں صاحب نے اس خط سے کہا: ”حال حاکم عادل و صاحب دل تھا اس لیے آپ مروجہ رسم کے مطابق تعریف کریں۔“ یہ خط خود مرحوم کے لیے دعائے مغفرت و بخشش کے لیے بھیج دیا گئے اور ان کی وراثت سے دولت و اقبال کی ترقی چاہی۔

سید نور شاہ بخاری۔ کن چہر میاں صاحب کے مضرہ سہرہ میں در لٹبار کی طرف روانہ ہوا۔ اسے میں دل میں خیال گزر کہ میں نے نئی نئی سادی رچائی ہے اور رسم ہے کہ، نئے سادی سبب شخص کو گھٹی اور ٹھانڈ کے ساتھ روٹی کیلاتے ہیں جسے بھری کہا جاتا ہے اگر میں صاحب نے میرے حال

کو دریافت کر لیا تو بیعت کر لوں گا۔ ورنہ ویسے ہی لوٹ آؤں گا۔ جب سید مذکور میاں صاحب کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے خلیفہ اللہ داتا کو بلا کر فرمایا کہ سید کے لیے 'بُری تیار کرا کر لاؤ وہ اس کے سوا اور کوئی کھانا نہیں کھائے گا۔ سید متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اپنے آپ کو ان کے خادموں اور مریدوں کے حلقہ میں شامل کرا کر اپنے مولد کو واپس چلا گیا۔ وہاں زن فاحشہ سے ناسائستہ رابطہ رکھتا تھا۔ اس جانب رجوع کیا تو بزرگوں کی دعاؤں کی وجہ سے قدرت نہ پاسکا۔ اس بدکار نے تین راتوں تک آمد و رفت رکھی لیکن سید کی کیفیت میں فرق نہ آیا۔ سید نے میاں صاحب کی کرامت سمجھی اور توہ کنایہ روانہ ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میاں صاحب نے بہت زیادہ شمعے میں مذکورہ سید کی سرزنس کی اور کہا "یہ عجیب بیعت ہے کہ اس درویش سے رو گردانی کرتے ہو اور قعبہ کو اپنے گھر میں جگہ دیتے ہو۔" اس صبیح کا سید کے دل پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور اس قبیح فعل سے قطعاً و یقیناًائب ہو کر صلاح و فلاح کی راہ کی جانب راغب ہو گیا۔

مولانا محمد قاسم آف کے علمی مقام کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "اگرچہ آنجناب علم ظاہری درسی تا۔۔۔ بح ملای جامی خواندہ بود لیکن ماہمہ بواسطہ نور باطن تمامی مسائل غامضہ و ساحت دقیقہ برائے بیضا ضیاء اوشان روشن و برہن بودند و اسرار عبارات و رموز اشارات بظرف دقت اثر آن شہباز بادیہ عرفان سہل و عیان۔" اس کی وضاحت کئی واقعات سے ہوتی ہے۔ مثلاً میاں صاحب اپنے مرید حضرت مخدوم صاحب اور سلطان العارفین حضرت سلطان بابو علیہ الرحمہ کے شیوہ کے مطابق فقر پھدی کو غنا پر ترجیح دینے لگے۔ لیکن کائنات کاری کی طرف بھی توجہ فرماتے تھے۔ جو زمینیں خانقاہ شریف سے سال کی جانب واقع ہیں اور آب کی اولاد کے قبضے میں ہیں، سب آنجناب کے وقت سے ہیں۔ ان میں سے بعض کو آپ نے خریدا تھا اور بعض خیرات کی صورت میں پہنچی ہیں۔

حضرت میاں صاحب شریعتِ مجددیہ پر بہت سختی سے کاربند ہوتے۔ اکثر اہل علم آپ سے ارادت رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بقیس علیا آپ کے مرید تھے، ان میں سے مولوی عبدالحلیم ساکن کنڈہ سرِ فہرست ہیں۔

ناک الدنیا ہونے کو قلندری مشرب سمجھتے تھے۔ آپ کے ترک دنیا کے بارے میں آپ کی دختر نیک بخت (مائی خدیجہ) نے فرمایا تھا کہ ایک روز میان صاحب نے مجھے بلایا اور کہا کہ ”اے جان پدر! ان تین اشریفوں سے بھری ہوئی دیگوں کو دیکھ رہی ہو۔“ جواب دیا ”ہاں۔“ پھر فرمایا ”یہ مکر دنیا ہے جو مجھے مکر و فریب سے اپنے چال میں بھنسانا چاہتی ہے۔“ مجھے قبول کرنے کے لیے کہا رہی ہے۔ میں اسے قبول نہیں کروں گا۔“ پھر چند بار اس پر تف کر کے اعراض فرمایا۔ میں نے عرض کیا اگر حضرت احازت دیں تو ان دیگوں میں سے کوئی چیز لے لوں۔ فرمایا ”نہ بابا یہ فریب اور دھوکہ دینے والی دنیا ہے۔ اس فائدہ خال کو اپنے دل سے نکال دے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ دنیا مردار ہے اور آس کے خواہش مند کتنے ہی۔“ رات کے وقت آپ نے اسی چارباٹی آن دیگوں کے اوپر رکھی اور سو گئے مادا گھر کا کوئی فرد ان میں سے کوئی چیز نکال لے۔ میں رات تک وہ دیگیں بڑی رہیں پھر عائشہ ہو گئیں۔ ایک اور صاحب رویت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت میان صاحب نماز فجر پڑھ کر مسجد سے باہر گئے کہ ناگہ ”ف تف“ کی آواز کانوں میں بڑی۔ اٹھ کر دیکھا کہ یک بڑی دیگ جو اشریفوں سے بھر نہیں دروازہ پر رکھی ہوئی ہے اور میان صاحب نف کہہ کر اس سے چشم پوشی فرما رہے ہیں۔ جوئی میان صاحب نف کہہ کر باہر نکلے دیگ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

آپ کی بے شمار کرامات اور خوارق عادت ناہن مشہور ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں :

کٹبار شہر میں شرق و جنوبی گونے کی جانب قوم کوئی بلوچ آباد تھی۔ کہ اس کی زمینیں اب تک بغیر مالک کے ویران بڑی ہیں۔ اتفاقاً کٹباروں میں سے ایک شخص کے ہاتھوں اس قبیلے کی ایک گائے مر گئی۔ اس نے کاشتکاری کے سلسلے میں زیادہ زہد و کوب کیا تھا۔ وہ کٹبار بلوچوں کے ڈر سے حضرت میان صاحب کو بطور میز بمرہا لے کر معافی مانگنے کے لیے پہنچا۔ میان صاحب نے معافی دینے کے لیے فرمایا۔ مگر ان بے خبروں نے آفتاب

کی قدر نہ جانی اور معافی دینے سے انداز کر دیا اور کہا کہ ہم گنہگار کا معاوضہ لیں گے۔ ماں صاحبہ ناراض ہو کر لوٹ آئے۔ خدا کا کرنا دیکھئے کہ دوسرے روز اُن کے درمیان ایسا تنازع اُٹھا کہ دو تین شخص مارے گئے۔ نتیجتاً وہ مارے وہاں سے کوچ کر گئے۔ اُن کی زمینیں بغیر مالک کے ویران ہو گئیں۔ کچے کچے کھنار وہاں آبادی کر لیتے ہیں۔ نعوذ باللہ من عصب اولساء اللہ۔ (۱۰) اوساء اللہ کے غصہ سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔

حسن رسالت میں آج اب سہروردہ میں سکونت پذیر بھی رودخانہ چڑی میں طعناں لگتی۔ سائیں سہروردہ کے اس قدر قریب پہنچ گیا کہ عرف ہو۔ ۵ خوف سا ہوا۔ اب اہل کتب جمع ہو کر دعا کے لئے میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب اُن کی درخواست پر رودخانہ کے کنارے پر کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ۔ مہر کی طرف لکڑی باندھ دی جائے۔ صبح کے وقت اس پر عمل کیا گیا۔ جب ظہر کا وقت آیا تو مدرس کی سان دیکھنے میں آئی کہ باقی لکڑی کی حالت سے مل کر دوسرے کنارے کی طرف بہنے لگا اور شہر غرق ہونے سے بچ گیا۔

دوسرے موقع پر جب اللہ کی تدبیر سہروردہ کی غرقابی کے لئے مندر ہوئی تو ویران و منہدم ہو گیا۔ اب رسالت رمانی کے مطابق صادر و حاصل رہے۔ پھر موجودہ حالت میں سہروردہ کی بنا ڈالی گئی۔

روایت کرتے ہیں کہ ایک سال حضرت مخدوم صاحب بعض مریدوں کی دعوت پر کچھ میاں بشارت فرما تھے۔ اب بھی وہیں پہنچ گئے۔ دردِ گردہ کی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ اسی حالت میں حضرت مخدوم صاحب کو گھر کے اندر آنے کی دعوت دی تاکہ اہل و عیال زیارت کر سکیں۔ میاں صاحب نے خفیہ طور پر اپنی بیٹی مائی خدیجہ سے کہا ”جب مخدوم صاحب تشریف لے آئیں تو اُن کی خدمت میں عرض کرنا کہ میرے باپ کی مقاماتِ فقر میں سے فلاں مقام تک رسائی باقی ہے۔ عنایت فرما کر وہاں تک پہنچا دیجیے، نوازش ہوگی۔“



مائی خدیجہ نے اپنے ویدر عترہ کے ارشاد پر عمل کیا اور حضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں گزارش کی۔ حضرت مخدوم نے کمال شفقت کے ساتھ تبسم فرمایا اور میاں صاحب سے کہا ”اٹھ اے ڈھک۔“ آپ فوراً اٹھ کر ادب سے بیٹھ گئے۔ حضرت مخدوم صاحب نے آنکھیں بند کر لیں اور توجہ فرمائی۔ فرمایا ”میڈی کندوں لگ آؤ“ یعنی مرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اب بھی مراۓ میں چلے گئے۔ ایک گھنٹے کے بعد حضرت مخدوم نے آنکھیں واکیں اور فرمایا ”اب آس مقام پر پہنچ گئے ہو۔“ پھر کہا ”اب اپنے خیال میں دوبارہ جائیں۔ تاکہ امتحان ہو جائے۔“ میاں صاحب نے دوبارہ اپنے خیال میں آس مقام کو صبح کیا۔ بعد ازاں حضرت مخدوم صاحب کی نابوسی کے شرف سے بہرہ ور ہوئے۔

میاں کیا چاہا ہے کہ ایک رات حضرت میاں صاحب وحدہ کی حالت میں اس در جوس و حروش میں آگئے کہ گھر کے تمام فرد بیدار ہو گئے اور آفتاب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے بیٹوں کی طرف دیکھ کر سوچھا ”کوئی چیز دیکھنے ہو یا نہیں۔“ سب جواب دینے سے قاصر رہے۔ فرمایا ”در سالنہ سریف برسباران سدہ اس وس بجاغت ازواج اویاء در زیر میزاب ایستادہ آب کہ از میراب می آمد بر سر خود میر بحم و مسوسدہ۔“ اس وقت حقیقتاً آپ کے کپڑے تر ہو چکے تھے۔

منقول ہے کہ ایک روز آپ نے اسے صاحبزادوں کو بلایا اور کہا مجھے حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم بہار کے مہینے میں ہمارے پاس آ جاؤ گے۔ چونکہ موسم بہار نزدیک تھا اس لیے سب مغموم ہوئے۔ اللہ کا کرنا یوں ہوا کہ وہ مہینہ خیریت سے گزر گیا۔ سب خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس امر کا ظہار حب میاں صاحب کی خدمت میں ہوا تو فرمایا ”نسی کریم صلعم کے ارشاد مبارک کے مطابق میرا انتقال بہار کے مہینے ہی میں ہوگا۔ اگر اس مہینہ نہیں تو نناند آئندہ ماہ بہار میں ہو۔“

قصہ مختصر! آئندہ موسم بہار میں میاں صاحب پرانے غرضہ درد گردہ میں مستلا ہوئے۔ تکلیف بڑھتی گئی۔ چار یاج روز کے بعد ۶ رجب المرجب ۱۲۳۹ھ

روزِ دوشنبہ وقتِ چاشت کبریٰ وصیت کرتے ہوئے اور باری تعالیٰ کا ذکر کرتے کرتے اللہ کو پیارے ہو گئے ۔

من شوم عزیزان زتن او از خیال  
تا خرام در نہایات الوصال

آپ کی روح کی پرواز کے وقت بی بی صاحبہ مائی خدیجہ نے قبضہ لگایا ۔ جب حاضرین تو مجلس حیران ہوئے اور وجہ پوچھی آپ نے کہا ”حضرت مرور کائنات و مہمزم و حوادث علیہ افضل الصلوٰۃ التسلیات تشریف لائے تھے ۔“

آپ کے بن بنے مہاں محمد حام ، میان محمد حیات ، میان محمد حسن اور بن شیان بی مائی آمنہ ، مائی خدیجہ ، بی غلام فاطمہ تھیں ۔ میان محمد جام ، مائی آمنہ اور مائی خدیجہ کا مولد گھوٹکی ور میان محمد حیات ، میان محمد حسن اور مائی غلام فاطمہ کا مولد کشار (کٹک س) شریف یعنی گودہ تھا ۔ میان صاحب کی وفات کے بعد بن کے دو بے بنے میان محمد حیات مجاہدہ نشین ہوئے ۔

۲۶۸

## میان محمد حیات

آپ حضرت میان محمد کامل کے فرزند دوم اور سجادہ نشین تھے ۔ کشار شریف (گودہ) میں پیدا ہوئے ۔ نامور عالم ، خوسالان قاری ، استاد حدیث میں فائق اور عارفِ کامل تھے ۔ مولوی عبدالعلیم کے ساتھ ہم درس رہے ۔ مولوی محمود بہاکی اور مولوی نور محمد پنجابی جو مولوی محمود کی وفات کے بعد اپنے استاد کی جگہ پر بھاگ کے مدرس بنے ، سے علم حاصل کیا ۔

آپ کا جسم درازی قد کی طرف مائل تھا ۔ سر کے بال دراز اور کتھوں پر لٹکتے تھے ۔ داڑھی سینہ تک تھی ۔ بدن کا رنگ گندسی جو سزی کی طرف مائل تھا ۔ آنکھیں کناروں سے سیاہ اور درمیان سے زیادہ سرخ ۔ ناک بڑی ۔ لباس والد بزرگوار کے مانند ماموئے اس کے کہ ہمیشہ پگڑی باندھتے تھے ۔ اگر پیراہن کہیں سے بھٹ جانا تو بیوند لگوائے ۔ کئی بار لوگوں نے التمس کی کہ نئی

قبض پہنئے۔ لیکن لوگوں کی بات پر عمل کرنے کی بجائے کہتے تھے کہ یونہی والا پیرا بن پھتا سنت ہے اور میں سنت ترک نہیں کروں گا۔

### خوارق و عادات

ایک بار شہر سیالان میں محرقہ تپ اس قدر پھیلا کہ جو کوئی مبتلا ہوتا کہم ہی بچتا۔ اس شہر میں آپ کے مرید اور شاگرد مولوی علی محمد رہتے تھے۔ جب لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر صورتِ حال بتائی اور ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ میاں صاحب انسانیت کی بھلائی اور مولوی صاحب کی دجوتی کے لئے وہاں پہنچے اور اس شہر کی مسجد میں قیام فرمایا۔ عام سادی کرائی کہ شہر کے علیل، سہست، جھوٹے، بڑے سب لوگ آئیں اور مجھ سے نعل گیر ہوں۔ سب نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا۔ بفضلِ خدا اور اس رب کی دعا کی برکت سے سہستوں پر بھار کا اثر نہ ہوا اور علیل بھی شفا یاب ہوئے۔

نائب لہڑی میں نائب ہزار خاں کے رویرو ٹیپیر کے کہس دوزوں کا مقدمہ تھا۔ وہ میاں محمد حیات صاحب کو اپنا نفع بنا کر لائے۔ آپ پہلے اپنے محب مختصر قاضی ملا احمدی کے ہاں مہمان بنے۔ پھر نائب ہزار خاں کے پاس کفش دوزوں کے مقدمے کی خاطر دسرف لے گئے۔ نائب نے بہت زیادہ غرور اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔ اور آپ کے ارشاد پر دھن نہ دیا۔ میاں صاحب رنجیدہ خاطر ہو کر قاضی صاحب کے پاس لوٹ آئے۔ اللہ کے حکم سے دوپہر کے وقت نائب کو خون آہستہ آہستہ شروع ہوئے۔ گھبرا گیا۔ اپنے کھر کے لوگوں کو معذرت چاہنے کی غرض سے میاں صاحب کی خدمت میں بھیجا اور مقدمہ کا فیصلہ میاں صاحب کی رضا کے مطابق کر دیا۔ میاں صاحب مذکورہ نائب سے راضی ہو گئے۔ اس کے حق میں دعا کی۔ اللہ کے فضل سے اور آپ کی دعا کی برکت سے نائب کے اسہال بند ہو گئے۔

منقول ہے کہ ماں محمد حیات صاحب احادیث کی کتب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ کتاب میں پڑھا کہ اگر بچہ جھوٹی عمر میں فوت ہو جائے تو قیامت کے دن اپنے ماں باپ کے لیے شفاعت کا باعث بنے گا۔ اسی وقت دعا کی کہ اے خداوند تعالیٰ میرے جھوٹے بیٹے کو بہرا شفیع بنائے۔ حق سعادہ و تعالیٰ



شوہر نہیں۔ کبھی کبھار سنا کہ جس نے دل بہلاتے تھے۔ ہاں ہمہ دہی امور جن میں صبح کے وقت قرآن پاک کی تلاوت اور دلائل الخیرات کا مطالعہ جو آن کے خاندان کے بزرگوں کا معمول تھا، میں کسی قسم کی سستی روا نہ رکھتے تھے۔ اسی مسجد میں امامت کے فرائض خود ادا فرماتے۔ بریر گری اس حد تک تھی کہ نماز کے لیے خدا کیڑے مقرر کر رکھتے تھے جو وقت نماز ہی زیارت کرتے۔

آپ کا ایک بیٹا حسن کا نام عبد رسول تھا اور جو غم و حسا و غف و مولیٰ سے متصف تھا، حسن طابری کا بھی مامک تھا۔ حسن کی وجہ سے لوگ آئے 'یوسف اور' کہتے تھے۔ رور مند اور طابور بھی تھا۔ حب سن رسد و تہیز کو پہنچا و پہلے کتبہ سہر میں مولوی میان بدر محمد صاحب کی خدمت میں رہ کر علم دہی حاصل کیا۔ بعد میں میان گوٹہ سہر میں مولوی میان قادر بخش صاحب سے فارسی کی درس کتب اور صرف و نحو وغیرہ پڑھی۔

اسی نے میں اتفاقاً سندہ اور بھوی میں ہند کی چہری ہفت زور پکڑ گئی۔ میان محمد اکرم صاحب و انور کثیرا سرف سے سال گوٹہ سہر اور صاحبزادہ صاحب کو اپنے ساتھ کتباز لے آئے۔ ب کتب کے دریغ سے خان گئے تھے کہ فرو کا زمانہ دور ہے۔ راستے میں ہفت ہر زمانہ سبب و محبت کا اظہار فرماتے رہے۔

نثار سرف میں بھی ہند کا نر صابر ہو گیا تھا۔ آپ نے میان عبد رسول اور صاحبزادہ میان حاج محمد اخلف الرسید میان محمد حسن، کہ نرہ سہر کے قریب ہیں امن شاہ کی خانقاہ کی زیارت کے لیے ہند۔ اتفاقاً اسی شہر میں میان عبد الرسول پر اس مہرک مرض کا حملہ ہوا۔ میان محمد کرم اور دوسرے عزیز اور ملازمین صاحبزادہ صاحب کو دس لے آئے اور آپ نے دو سندہ ۱۲ ذیقعد ۱۲۸۷ھ/۱۸۶۹ء کو وحلت فرمائی۔

کہتے ہیں کہ جب جمہیر و سکین سے فارغ ہو چکے اور جنازہ اٹھانے لگے تو صاحبزادہ عبد الرسول کی والدہ اس حادثے کی متحمل نہ ہو سکیں۔ بے اختیار گریاں و نالائشیں کے اوپر گڑ بڑیں۔ سیکڑوں لوگوں نے جو جنازہ اٹھانے

آئے تھے دیکھا کہ کہ متوفی صاحبزادے نے اپنی آنکھیں کھول کر اپنی والدہ ماجدہ کی جانب دیکھا۔ حاضرین مجلس اس کیفیت سے حیران اور ان میں سے بہت سے بے ہوش ہو گئے۔

میاں محمد اکرم اپنے فرزند ارجمند کی وفات کے بعد محزون و مغموم رہتے تھے۔ جید گھوڑے کی سواری اور لبسِ فاخرہ پہننا وغیرہ ترک کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ سید حسین شاہ خف میاں راجن شاہ کی دعوت پر لاڑکانہ (سندھ) تشریف لے گئے۔ سید حسین شاہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس نے میاں صاحب سے درخواست کی کہ وہ اس کے ہمراہ مخدوم اسماعیل صاحب بریا کووانہ کے مزار پر حبس۔ آپ پاس خاطر کے لیے اس کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک ہندو حوگی کی قبر تھی ان کا وہاں سے گزر ہوا تو سید صاحب نے امتحان کے ارادہ سے میاں صاحب سے کہا کہ اگر پہلے اس قبر پر فاتحہ پڑھ لیں تو مناسب ہے۔ حانیہ دونوں گھوڑوں سے اتر کر سر کے قریب پہنچے۔ میاں صاحب نے فرمایا ”فاتحہ کو چھوڑے یہ کافر ہے اور جہنم کے عذاب میں مبتلا ہے۔“ سید میاں صاحب کے قدموں پر گرا اور کہا ”بے شک یہ کافر ہے۔ میں نے امتحان کی غرض سے کہا تھا۔“ قصہ مختصر! آپ نے حضرت مخدوم صاحب کے سر پر دعا کی۔ سید اپنے مقصد میں کسبِ پیرا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے فرزند عطا کیا۔

ایک روز آپ محمد خان کراچی سے کسی بنا پر ناراض ہوئے۔ اس نے اپنے دل میں بغض و کینہ رکھا۔ ایک بار آپ چند لوگوں کے ہمراہ بھاگ سے آرہے تھے۔ محمد خان راستے میں کھیتوں کو نانی دے رہا تھا۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ یہ محمد خان ہے یا کوئی اور۔ ساتھیوں نے کہا کہ محمد خان ہی ہے، دانستہ آپ کی خدمت میں نہیں آیا۔ بعض نے کہا کہ شاید دیکھا نہیں ہوگا۔ میاں محمد اکرم نے فرمایا ”شاید اندھا ہو گیا ہو اور ہمیں نہ دیکھا ہو۔“ اللہ کی قدرت دیکھئے اسی روز اس کی آنکھوں میں ایسا درد اٹھا کہ وہ چار بائچ روز میں نابینا ہو گیا۔

ایک دن نہال ایری کے بیٹے ٹوڑا اور دلاور میاں صاحب کو اس قبرستان میں لے گئے جہاں ان کا والد دفن تھا۔ وہاں پہنچ کر عرض کی کہ آپ مقبرہ

کے اندر تشریف لے چلیں اور ہمارے باپ کی قبر پہچان کر فائدہ بڑھیں۔ آپ نے کئی بار انکار کیا اور کہا کہ پہلے مجھے اپنے والد کی قبر کو بتاؤ پھر میں شریعت کے مطابق فائدہ پڑھوں گا۔ لیکن وہ انہی بات پر مصر رہے۔ چار و ناچار آپ قبرستان میں گئے قبر کی ساخت کر کے فائدہ بڑھی۔ اس پر کوڑا اور دلاور آپ کے مخلص مرید بن گئے۔

آپ نے ۲۱ شعبان ۱۲۸۵ھ کو وفات پائی۔ آپ کے بعد آپ کے چچرے بھائی میاں غلام حیدر سعادت نشین ہوئے۔

## ۲۷۵

### مائی خدیجہ

آپ بڑے میاں صاحب حضرت میاں محمد کامل کی بیٹی تھیں۔ جب میاں صاحب کا قیام گینوںکی میں تھا انہی دنوں پیدا ہوئیں۔ آپ کی سادی مائی مہال خانوں جو حضرت مجددی کی سعادت مند اور بارسا خانوں جی کے بیٹے سے ہوتی۔ ایک سال کے بعد جوہر موب ہو گیا اور یہ وند صاحب کے پاس آ گئیں۔

آپ بے طریقہ قادریہ کو بنایا اور اپنی وند ماجدہ کی صحبت میں رہ کر کمبل ساوک کی اور حالات و مقامات کی والی بنیں۔ عبادت گزار اور دعویٰ سمار خانوں تھیں۔ میاں محمد کامل کے حالات میں بھی آپ کا ذکر خبر آیا ہے۔

آپ کی بہت سی کرامات مسطور ہیں۔ ایک روز خلیفہ ملا محمد کشمار جو حضرت میاں محمد صاحب کلان کا خدمت گزار تھا، تعطف سانی کی وجہ سے افلاس اور تنگ دستی سے پریشان ہو کر بی بی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ دعا اور معاش کے حصول کی استدعا کی۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ کشمار شہر کے قریب ریگستان اور کوہ گورھی کے دامن میں ملاں قسم کا بوٹہ بہت زیادہ

ہونا ہے ، وہاں جاؤ اور اس بوٹہ کی جڑوں کو ریت سے نکل کر لے آؤ اور  
نئی گرر اوقات کرو۔ مگر یہ بات کسی سے مت کہنا کہ لوگ ننگ لریں  
گے۔ خلیفہ آب کے فرمان کے مطابق اس بوٹہ کی جڑوں کی ایک گٹھڑی  
لے آنا۔ جب گھر آکر ڈھولنا ہو گٹھڑی سے جڑوں کے بچائے جوار نکلیں۔

آب نے دعویٰ کیا کہ میرا حساب جس کام کی ابتدا کرنا چاہتے ، پہلے اب سے  
مسورہ لریں۔ اکثر اوقات مریدوں کو بھی تلقین کرنے کے سلسلے میں  
فری صاحب سے مدد مانگتے۔ اور کہتے ’بھئی نیواری جاب سے ہے‘۔

فری صاحب سے فرمایا جائے کہ جو دعویٰ حشاء کی نماز کے ویروں اور  
سوں کے ماس پانچ سو بار پڑھے گا :

يَا اَللّٰهُ يَا رَبِّ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا حَسْبِيَ يَا مُنِيْمُ و  
بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ يَا اَللّٰهُ ۔

اس کے دل پر بہت سی باتوں کا انکشاف ہوگا۔ برعنے ہوئے آسمان سے دعا  
اور فرستہ غیبی کی آواز آئے گی۔ اس کے علاوہ وہ معاش کے سلسلے میں  
سکی اور رہنمائی نہیں دیکھے گا۔

فری صاحب نے وفات کے بعد حساب میں میرا حسین صاحب پر دوسرے  
صاحبزادگان پر سبک کے وقت دراز کر دیا ہے ۔ یہ دعویٰ ہے ۔ یہ دعویٰ  
اب تک جاری ہے ۔

## حضرت میاں محمد حسن

آپ حضرت میاں محمد داس کے چھوٹے بیٹے تھے ۔ ۱۷۹۸ء ۱۷۸۳ء میں  
کٹیار شریف (گودہ) میں پیدا ہوئے۔ بچن کی بات ہے کہ ایک روز آپ زرد  
رنگ کی ’لنگی‘ پہنے گھر میں ٹھہرے تھے ۔ اچانک آپ کے والد شریف نے آئے ۔



اب یہ جان دیکھ کر جلاں میں آ گئے۔ آپ کو اپنے پاس بلانا اور عصا اٹھانا  
 کر حصے کا ظہور دوسرا کر کہہ لگے کہ میں تو اس خیال میں تھا کہ انہی  
 گدڑی (یعنی فقر) میرے کندھوں پر رکھوں اور سو لنگی بادھے لگا ہے۔ اس  
 روز سے میاں محمد حسن نے لنگی بادھا چھوڑ دیا۔ پہلے سفید بگڑی کو پسند  
 فرما! پھر ٹوپی پہنتے لگے۔

اب نے علوہ طاہری کے سلسلہ میں درسی کی تمام درسی کتب اور فقہ  
 کے بعض رسائل پڑھے۔ مسوی سرب، دواں خواجہ حافظ اور موسیٰ سعدی  
 کی داستان یاد ہوئی جس پر آپ کہتے تھے کہ خوش الحانی سے بڑھا کر رہے۔

آپ نے وہ بدترین اور بدترین مہم حیات کی زندگی میں اپنے حادموں  
 کے پھر کبھی باڑی کے ڈنوں میں مسعود رہے تھے۔ عذاب اور ریاضت  
 میں بھی سرگرم غم تھے۔ آپ نے وہ بدترین وار کی طرح پورے ہی ماہ تک  
 ہر معرکہ میں ماہ (بہر نہایت) کے برابر ہر سیاضی ترقی و درجہ کی  
 بلندی کے لیے دعا مانگتے رہے۔

آپ کی عادت تھی کہ سکر و مستی کی حالت، کثرت وظائف اور ذمہ  
 دارانہ کی صرب بکے ہوئے تک حکم سے دوسری حکم جتنے جتنے ملا  
 اگر گھر میں ہوتے تو مسجد میں آ جاتے۔ اس کیفیت کے دوران میں آپ کے ہاتھ  
 میں عصا ہوتا تھا۔ سوکھنے کے ڈر سے ادھر ادھر ہو جاتے۔ آپ کہتے کہ  
 اس حالت میں جس کسی کو ہر عصا لگ جائے اسے بیجا صاف فک حاصل  
 ہو جانے کی۔ حاجہ حمد صاحبان اسی سے صاحب صفائے۔ کبھی مستی کی  
 حالت میں آپ کی زنان مبارک یہ رہتی۔ تیار و ذکر کے کام جاری رہتے  
 لیکن لہجہ گو بہ کل یہ ہوتی۔ کبھی حالت مستی میں پہلے نص "حائم انقیب"  
 "واجب الوحدہ" کہتے پھر دوسرے قصہ زبان کے لے جو غم و فضا کے  
 مہم میں نہ آئے۔ "واہ جی، واہ جی" بہت کہتے تھے۔ اللہ کے نام کی صرب  
 وغیرہ آواز سے نکلتے تھے۔ بڑھاپے میں حودہ مولود و کافی بڑھنے کے دوران  
 وحد و مستی میں ڈوب جاتے۔ اکثر راتوں کو حاضرین مجلس پر روشنی کی  
 کرنیں بکھر جاتیں اور دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔

سہی کے حاکم دو بھائی (نواب مصری حان اور بختیار خان) تھے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد مخالفوں کی مخالفت سے عاجز آ کر سندھ چلے گئے جہاں انگریزوں کا نیا نیا تسلط ہوا تھا۔ انہوں نے انگریزوں کی ملازمت اختیار کر لی۔ وہ جب کبھی اپنے وطن میں آتے کثیر شریف کے راستے سے آتے۔ آپ کی شہرت سن کر خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید صادق بنے۔ مدد کے لیے استدعا کی۔ حضرت میاں محمد حسن صاحب کو ان کے خستہ حال پر رحم آیا۔ صمد ملت سے اللہ کے حضور میں دعا کی۔ بعد میں فرمایا کہ انگریز کی ملازمت چھوڑ کر اپنے وطن میں آجاؤ۔ انگریز کی سرکار تمہاری پشت پناہی کرنے کی اور تمہیں بفضل ابروی بھیجے۔ سبھی ہی کہہ کر لڑائی کے وقت ہرنوں کو شکر کے آگے سے بھاگتے ہوئے دیکھ لو سو بلا خوف و خطر لڑائی کے لیے تیار ہو جانا۔

ان دونوں نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا۔ انگریز سرکار سے مدد چاہی اور لشکر باریک لڑ کے اپنے مدد مقابلہ کر ڈٹ کر مقابلہ کر کے فتح پائی۔ لڑائی سے بے لشکر کے آگے سے نہیں ہرن جاتے ہوئے دکھائی دے تھے۔

جب تک مصری خان زندہ رہا تب سے ارادت و احسان رکھتا تھا۔ بعد میں اس کا بھائی بختیار حان بھی معتقد و مطیع رہا۔ مہینے میں ایک بار ضرور کثیر زیارت کے لیے آتا۔ بعد ازاں ان کا سارا خاندان مرید بن گیا اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

خان صاحب نصر خان کا شاہ غازی نواح ہمدان برادر کلان شاہ غازی ولی محمد حان بکرہ ماحھی میں بٹائی لینے کی غرض سے آیا۔ اس نے میاں محمد جام کے قطعات زرعیہ کی خان صاحب کی تحریر کے مطابق عشر لینے کی بجائے بٹائی لینی چاہی۔ میاں محمد حسن نے اسے صاحب زادے میاں غلام حیدر کو رقم دے کر بھیجا۔ لیکن شاہ غازی نے غرور و نفوت سے پروا نہ کی۔ خان کی تحریر کو بھی نظر انداز کر کے بٹائی کا ہی مقابلہ جاری رکھا۔ صاحب زادہ صاحب اس صورت حال سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ لیکن چند روز تک وہیں قیام فرمایا۔

ایک روز شاہ عاسی مذکور باہ کو کپڑے میں لپیٹے ہوئے صاحب زادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی ہگڑی آنکھ کے پاؤں پر رکھ کر معافی چاہی۔ کہنے لگا "میں آج رات حسب دستور چاریابی پر ایسا سو رہا تھا کہ اچانک چاریابی اوپر اٹھی اور میں اس کے نیچے گر پڑا۔ یہ زخم وہیں آیا۔ دوسری بار بھی ایسا ہوا۔ بعد میں زمین پر سویا۔ اسی اتنا میں ایک سفید ریش برزگ کو دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ اے تاج محمد اس کام کو چھوڑ دو ورنہ بمکان آٹھاؤ گے۔ (خدا ہو مان لیا وہ مہمان صاحب نہ تھا)۔ اس حال میں وہ برزگ آپ کے معاون ہیں۔ مجھے ایسی سختی نہ اٹھاس ہو اس سے معاف خواہی کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ خان صاحب کی تحریر کے مضمون عشر ہیں لوں گا اور دشمن کا خیال دل میں نہیں لاؤں گا۔ صاحب زادہ صاحب نے میان محمد حسن کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال بیان کی۔ آپ نے فرمایا "اے بیٹے یہ مدد اور ہمت دوسروں کی سمجھو اور اسے حال پر مرور نہ ہو جانا۔" سردار اسد اللہ خان کی وفات کے بعد اس کے بیٹے سردار ملا محمد نے آپ کے باہ پر بیعت کرنا چاہی۔ لیکن چونکہ عمر کم تھی اس لیے آپ نے انکار کیا۔ دوسرے سال اس کا نعر اور سو فی دیکھ کر اسے نئے ناصبا مریدوں کے گروہ میں شامل کر لیا۔ اور پوری توجہ سے مستفید فرمایا۔

ایک دفعہ سردار موصوف حسن اور مسیح رئیسانی سواروں کے ہمراہ آپ کی زیارت کو آیا۔ راستے میں بیروں کا گروہ دیکھ کر سردار نے شکر کا ارادہ کیا اور دل میں کہا کہ اے مرید میان محمد حسن صاحب پہنچے تاکہ میں بیروں کو شکر کر لوں۔ تھ کی قدرت دیکھے ہر زیادہ بھاگے بغیر شکر کے جال میں بھنس گئے۔ سردار نے سارا واقعہ ساتھیوں کو بتایا۔ ان میں سے ایک میر محمد حسن رئیسانی نامی نے کہا کہ میں میان محمد حسن کا اس وقت معتقد بنوں کہ جب وہ آج ہمیں دنیے کے کباب کھلائیں گے۔ ایک اور نے خیال کیا کہ ہمیں حواری کی شہر میں روٹی ملنی چاہیے جو کبھی کے علاقہ میں مشہور ہے۔

جب سب کثیر شریف پہنچے اور میان صاحب ان کی ملاقات کی خاطر باہر آئے تو سردار نے ہر بیٹے کیے۔ میان صاحب نے ہنس کر کہا

”ہر جنس کی مسکیت میں ہیں بلکہ خدا کے پیدا کئے ہوئے جانور ہیں۔  
مہربانی کر کے دوسری دفعہ ایسا سوال نہ کیجیے۔“

بعد ازاں اسے حلیفہ اسد حسن اسر خلعہ المہذنبہ سے کہا کہ ذنبہ زوج  
کر کے اس کا جگر، دل اور گریہ مع نصف گوشت آہو سردار صاحب کے  
ملازموں کو دے دیجئے تاکہ وہ خود ہی کماں بیاں کر لیں۔ نیز گھر  
ہوازی کی روٹیاں بھج کر رہے۔ سب اس کی کرامت کے معتقد ہو گئے۔

دیاں بھج حسن کی وفات کے بعد سردار ملا بھ رئیسانی اور خان صاحب  
خداداد خان والئی ولایت کے مامی تعلقات کنندہ ہو گئے۔ سردار مدکور نا  
ساں ہے کہ وہ خان صاحب کے طرف سے حلیف مہنچنے کے ذریعے کاس و بھار  
والئی معائنات کی صورت میں حاضر ہوا۔ چند روز وہاں گزار کر واپس آنے  
کا ارادہ کیا۔ اسے سے کہے وہ نوں۔۔۔ وڑھی جو آسپوں (سان بھج حسن سے  
ابھی رہتی) میں تصور سرب سی بھی در سان صاحب کے چہرے مہرے کا  
دل میں خیل کر کے سو۔۔۔ سان صاحب حرات میں دکھائی دیے اور فرمایا ”اے  
ملا بھج خان! دو روز وہاں ٹھہرو جو وطن صاحب جاؤ۔ سلامتی سے وہاں پہنچ  
جاؤ گے“ سردار نے اس رعیت صاحب سے شک پیچا تو بتہ حلا کہ دو روز  
دل و دبا برسوں۔۔۔ خان صاحب نے درمیان زدہ سو و اسہ سرا ہو۔  
آسی میں سر حلیفہ خان رئیسانی مارا گیا۔ اگر سردار اپنے پہلے پروگرام کے  
مطابق آ۔۔۔ بصیت میں گرفتار ہو جانا۔

حلیفہ مولوی محمد حسن جو مولوی مول محمد لاساری کی اولاد میں سے  
ہوا۔ اور علاقہ ڈھاڈر کے شہر سدرت میں سکونت پذیر تھا، دیاں صاحب سے  
کہاں فیض حاصل کرے کے بعد لہا لڑنا تھا، حلیفہ میں دیاں صاحب کی  
تذیب کے بعد مسدوں ہوا ہوں اس سے کہے کوئی خطبہ کفر میں تھا۔

مولوی الہ بخش کے بعد وزیر خان ٹھوسہ، کھوسہ صائمہ کے اکثر  
لوگ، سید پر حسن ڈھاڈر وادہ اور علاقہ ڈھاڈر کے اکثر لوگ میان بھج حسن  
کے حلیفہ ارادت میں شامل ہو کر مستفید ہوئے۔ وزیر خان کھوسہ  
کی وفات کے بعد اس کا بیٹا وزیرہ یار خان مرید صادق بنا۔ اس کی  
اولاد اب تک مرید اور مستفید ہوتی چلی آرہی ہے۔

آب صبح کی نماز کے بعد حادہ کے بواہن ما کرتے مک مسجد شریف میں  
دکھ و مراۃ میں مشغول رہے تھے۔ دیگر امور میں مصروف کے باوجود  
باغ روز میں لاکھ بار درود شریف پڑھتے تھے۔

آب کی یہ عادت تھی کہ دوسروں کی دعوت پر سر نہ کرتے تھے۔  
صرف چند بار اس سے مستثنیٰ رہے۔ ایک بار اختیار خان روزی نے اسے جانی  
مصری خان روزی کی وفات کے بعد زندہ بخور کیا۔ حاضران کے مرید صادق  
تھے وہاں شریف لے گئے۔ رزہ شہر میں اربا نان کی دعوت پر گئے۔ غلام علی  
جو مرید خاص تھا کی دعوت قبول کی۔

ایک دفعہ نائب محمد حسن کی سبب۔ چاہے جس کے لیے اس نے  
زادہ اصرار کیا تھا۔ اتفاقاً راستے میں آپ کے آونٹ کا پاؤں نشیب میں جا پڑا  
اور آپ گر پڑے آپ کے بارو کو خوب آئی اور کبھی کا حوزہ نہ تھا۔  
آپ نے رزہ حاضر ہو کر نائب کے حق میں یہ دعا کی اور تمہیں لگے کہ ہمیں  
یہ کیف میں لیے ہوئے کہ۔ ہر حملہ کے اس حال سے یعنی سے مع کما گیا ہے۔  
جب بدعا کی خبر نائب کے اس پہنچتی ہوئی بخور نائب محمد حسن کا  
جھوٹا جانی نائب محمد امین حوزہ نائب کی خدمت میں کثیر شریف آنا تھا  
اور حاضر ہوا حاضر ہو، آپ سے دعا کی کہ۔ آپ سے سے صلہ و سہ کو  
رک کرے کی صاحب فرماں۔ نائب سے عرض کیا جو کہ احباب صاحب کرامت  
پہرے مند و معون ہیں، ہمیں بن و آن سے کیا حصرہ سو مک ہے۔ آپ نے  
فرمایا دوسرے سب لوگوں کے ہاتھ تمہاری بدحواسی کے لیے کٹھن ہیں،  
فد حسن کے دعائے حیر کے لیے تھے۔ مرنے والے نبیوں کا نائیدہ دیں گے۔  
بعد ازاں اللہ کے حکم سے لاشوں کا ستر عروج روہ رواں رہ گیا۔  
حتیٰ کہ حال صاحب صدر حال دود کا سایہ عذاب نہ، مسطح ہو۔

مہول ہے کہ جب یہ بگڑیوں نے یہی بار کاس پر حملہ کر کے امیر  
دوب محمد خان کو قید کیا تو مولوی نور محمد ساکن کدہ خوب اسلامی کا پاس  
رکھتے ہوئے میان محمد حسن کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوئے اور عرض  
کیا کہ یہ حملہ اسلامیہ دین کے خلاف ہے تمہوں نے مانا ہے۔ مانہ بیان صاحب

رات کے وقت مولوی صاحب موصوف اور اپنے بیٹے میان غلام حیدر کو ساتھ لے کر کٹار شہر سے پانچ سو قدم کے فاصلے پر (موئن والد) چلے گئے۔ آن دونوں کو ٹٹھا دیا اور خود ذرا ہٹ کر دعا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ صبح کے وقت آپ دونوں کو مطلع کیا کہ انسا اللہ بہت تھوڑی مدت میں یہ کفار ناکام ہو کر حراساں سے واپس آجائیں گے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ انگریز کابل کو فتح کرنے کے دو تین ماہ بعد ذی قعدہ کے ساتھ افغانستان سے نکل دیے گئے تھے۔

ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۵ھ - ۱۲۷۶ھ میں ہندسہ بول د غارضہ ہوا۔ علاج کرنے تھے اور یہ کافی پڑھتے تھے :

انچ اوکھیوں عاشقن دی محب مہمانیوں مکہ  
سور سختیوں سالکن دی محب مہمانیوں مکہ

اس سیری میں دو سو سال گزر گئے۔ ایک رات جب تکلیف نے سخت احبار کی نو صاحب زادوں کے مولوی نور محمد اور دوسرے محض احباب کو امر لایا۔ مولوی صاحب کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ صاحب رادے آپ کے ساگرد ہیں، اب آپ کے سپرد ہیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے ”جناں معھے کن کے سپرد کیجیے۔“ جواب دیا ”آپ کو کسی کے سپرد کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آپ خود آپ کے استاد ہیں۔“ پھر فرمائے لگے ”الحمد للہ فرزندائے قابل و در تمامی حقائق معارف و دقائق عوارف ماہرانہ۔“ بعد ازاں آپ کا چھوٹا بیٹا ابی جنگہ سے اٹھا اور نائے مبارک سر پر رکھ کر التماس کی کہ میں بہت عاجز ہوں۔ وفات کے بعد بھی میرے مددگار رہے۔ میان صاحب نے دلداری فرماتے ہوئے کہا ”اگر خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمہارا مددگار رہوں گا۔“ یہ کہہ کر وصیت فرمائی کہ ”میری وفات کے بعد میرے چہرے کو لوگوں کے سامنے نہ کھولنا کیونکہ خداوند پاک میت کے حال سے آگاہ ہے۔ سادہ حالت دگرگوں ہو، اس لیے اخفا بہتر ہے۔ نیز اس سیاہ چادر کو میرے سر پر ڈال دینا جو بھاگ شہر سے نیا رنگ

ہو کر آئی ہے تاکہ اس دنیا سے مہارو جاؤں۔ ” بعدہ وعظ و نصیحت کرتے اور باری تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے دو شنبہ ۲ ذیقعدہ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی عمر ۷۶ سال تھی۔

تجہیز و تکفین کے بعد جب لوگوں نے روئے مبارک کی زیارت کرنا چاہی تو میان غلام حیدر نے وصیب کے مضامی ادا کر کیا۔ مولوی نور محمد صاحب نے فرمایا کہ بے شک روئے مبارک کی زیارت کرنی کیونکہ اگر ایسے کامل ولی کی حالت دگرگوں ہو سکتی تو پھر ہم مسمیٰ ترک کر دیں گے۔ روئے مبارک کھولا گیا حائد کی طرح حکم دمک رہا تھا۔

جس وقت ندین میں مصروف تھے آپ کے خاص مریدوں میں سے ایک دور کی مساف طے کر کے پہنچا اور بے اختیار اس کے اندر رگڑا۔ دیکھا کہ میاں صاحب لحد میں کٹھ کر تھ کی طرف مڑتے تھے۔ مرید اس حال سے بہت متاثر ہوا۔ میاں نے پھر اسرار موعی میاں نور محمد جو ابھی تک قبر میں تھے۔ اس عجیب معاملہ کا مشاہدہ کر کے بے ہوش ہو گئے۔ میاں صاحب تھوڑی دیر بعد پھر آرام سے لیٹ گئے۔

اں اولیاء اللہ لا یسئلون سن ینتہسبون من دار الہی در آخری  
قد سنا اللہ تعالیٰ با سرار ہم المقتدہ۔

(ترجمہ: اے سک اولیاء اللہ مرے ہیں سک۔ وہ بک کھر سے دوسرے کھر منتقل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسرار منسبہ کو ضیاء بخشی ہے)

قطعہ نازخ وصال جو خشبِ برکت پر منقش ہے مندرجہ ذیل ہے :

واقف سر خیابان و آشکار  
در صف اہل انوار  
مظہر نور تھا عسلی شعار  
روح را ہم برین آن ملرم ساز  
باد در خلعت بریں ہر پائندار  
گفت الف دو صد ہمسد و چار

بود مقبول جناب کردگار  
محبت جسمناں را ابرق کرد  
عن قیس و شمس آفاق بقتل  
نور کامل را حسن ناسد شعار  
سرمہ و بادی و مہدی زمان  
سال نازخش جو جسم از خرد

مولوی عبدالنسی وطار والد ساکن نصیر آباد ڈوالہ نے جو حضرت  
میاں محمد حسن کا سرید تھا، ایک نظم کہی تھی جس کے چند شعر یہ ہیں :

بادی راہ شرع مصطفوی	روبر خاندانِ اہلِ عبا
شدہ از بند بتدگن آزاد	بود در بند بندگی خدا
یاد دنیا بدل نکرده جمع	دلش از ذکر حق نبود جدا
دل مرده از او شدی زنده	قاسقان یافتہ از او تقوا
شد محمد حسن سوی کامل	یار صدیق را سزااست وفا
دل و جائش مدام باہو بوڈ	یاد باہو دلش نموده صفا
شمع عشق ندرون صاف بروح	زان صفا بود روز و شب نہ لٹا
فخر کتبار و زینتِ لہڑی	ناڑی از نور او گرفتہ ضیا
یمین او خار را گلستان کرد	ہمیش بوم را نموده ہما
منہل و محتشم برش یکساں	فرق ناکردہ در عبا و قبا
آنس حق و نافر از باطل	طالبِ دین و تارک دنیا
سال تاریخش از خرد جسم	گفت <u>یادا بہشت اندر جا</u>

۵۱۳۷۳

یا الہی بھرتِ آناں کہ یہ ہے راہ بودہ راہ نما

جرم عبدالنسی و احبابش

از کرم یا تَعَفُّو عفو نما

### مولوی میاں محمد حسن

آب میاں تاج محمد کے فرزند اکبر تھے اور انے والد بزرگوار کی رحلت  
کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آب ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔

آب نے قرآن مجید کی تعلیم طاہرہ کتبار سے حاصل کی۔ فارسی کی درسی  
کتاب اسے والد ماجد سے پڑھیں۔ تین ماہ تک مشہری میں مولوی گل محمد



ہمدردی سے جو سر-ار محمد اسد اللہ خان رئیسوں کے اس غمزدہ نصیحت  
متبعین تھے، استفادہ کیا۔ صرف سرح ملا حامی و ملا عبد الغفور حافظ علی مراد  
سے پڑھیں۔ حافظ صاحب بائینا ہونے کے باوجود درسی کتب میں کامل  
دسترس رکھتے تھے۔ مستحق درجے کی کتب مولوی محمد ہاشم صاحب سے گڑھی  
باسیں سے زیر مطالعہ آئیں۔ انہی کے ہاتھوں اب کی دسہ سہی سون۔

اب نے ایک بار اسی دہائی صبح کے بارے میں کہا تھا: "وہاں تعلیم  
سرح ملا حامی بعد نماز مغرب سے راتوں کر کردہ کتب کسب و درجہ خود  
دستہ متوجہ قدری صرف سے بعد مہینہ و دہری و دہری قوال کہ نگین  
کافی با و غرامہا مقرر می بود۔ مہینہ و دہری و دہری قوال کہ نگین  
مطالعہ بخوبی تمام میگردم۔"

پانچ دنوں سے وہ سر-ار محمد اسد اللہ خان کے ساتھ تھے  
احمد خان کیوسہ کی دعوت پر سر-ار محمد اسد اللہ خان کے اسباب  
میں معطل ہیں نہ ہو آپ کو بھی ہمراہ لے گئے۔ راستے پر سر-ار محمد اسد اللہ خان  
کے مزار پر حاضری دی اور دعا پڑھی۔ رات کو رات کے اسی وقت کے بجائے  
سوئے۔ صبح اٹھ کر مزار پر صاحب سے اسے سننے مولوی محمد حسن کو  
سارک یاد دی اور کہا کہ میں نے یہاں سے حصہ لے کر آئے ہوں۔ اس سے  
میں نے دیکھا کہ سر صاحب سے مجھے سپہری اگوتھی پہنائی ہے۔ اس سے  
میں نے نہ تنہا اخذ کیا ہے کہ خداؤ۔ تعالیٰ تجھے عالم سائنس گے اور تمہیں  
تجلیٰ قضا بھی فرمادے ہوگا۔ میں طبع مزار پر نہ آئے اب کے لیے  
حضرت مجدد صاحب عبد الرحیم کے مہم میں بھی حاضر دعا کی تھی اور  
فرمایا تھا کہ جملہ حضرت مجدد صاحب کے مہم میں حاضر ہوتے رہتے رہتے ہیں  
جو ہمارے بزرگوں پر تھی۔

محصل علوم پختی کے بعد سر-ار محمد اسد اللہ خان کے مہم میں سے متعلق  
مدامات اور معاملات حاکم ہاؤس کے ہوتے تھے۔ اس کی وجہ سے بھیجے جاتے  
تھے۔ اب شریف کے احکام کے مطابق فصلی صادر فرمانے تھے۔ کبھی کبھی  
حاکم اب کو اپنے پاس بلا کر روپرو غیر فصلی کراہے تھے۔

ایک دفعہ موسم سرما میں اے۔ بی۔ جی کوئٹہ (رٹیر) نے آپ کو نار کے ذریعے بلا بھیجا کہ تشریف لائے۔ سردیوں کے مابین زمین کا تصفیہ کرا دیجیے۔ پہلے تو آپ نے انکار کر دیا۔ مگر پھر دوسری بار جانا ہی پڑا۔ چنانچہ آپ نے متنازع فیہ زمین پر پہنچ کر کتاب اللہ کے حکم کے بموجب فیصلہ کر دیا۔ واپسی پر اے۔ جی۔ جی نے آٹھ سو روپیہ سفر خرچ کے طور پر پیش کیا۔ آپ کے ہمراہ مولانا حاجی عبدالستار اور ارباب شیخ محمد صاحب برڑہ بھی تھے۔ انہیں بھی ایک ایک سو روپیہ دیا۔

آپ روحانی فوض کے علاوہ دنیوی امور میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ اچھی خوراک اور اچھی بوساک سے رغبت تھی۔ مہمان نوازی کے لیے مشہور تھے۔ ان کا کمرہ بمشہد مہمانوں سے مگر رہتا تھا۔ کٹار کی بڑی مسجد جس کی نظیر لمبڑی اور ناڑی کے علاقوں میں نہیں ملتی، اپنی کوشش سے سوائے۔ لمبڑی کے قریب رفاہ عام کی غرض سے انہی جیب خاص سے ہزاروں روپے خرچ کر کے بند ہوا یا ناکہ لوگ اپنی زمینوں کو آباد کر سکیں۔

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا۔  
پل بنا چاہ بنا۔ مسجد و تالاب بنا

آپ لوط یونانی سے بوری واقعہ بھی اور اس فن میں کامل تھے۔ جس سے خلق خدا مستفید ہوتی رہتی تھی۔ آپ نے علم فقہ سے متعلق چند رسائل بھی تصنیف کیے۔ عنقوان شباب میں کچھ عرصہ تک درس و تدریس میں بھی مصروف رہے۔ جو حضرات آپ سے مستفیض ہوئے ان میں مولانا حاجی عبدالستار اور مولوی خدا بخش ایٹائی زیادہ مشہور ہیں۔ کبھی و سندھ کے آس ناس کے لوگ آپ کے سرمانہ علمی سے بالواسطہ اور بلاواسطہ بہرہ یاب ہوتے رہے ہیں۔

آپ نے چہار شنبہ ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء کو دار فانی سے اقلیم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔

## میاں محمد پناہ

آب میاں ماح محمد کے فرزند خرد تھے۔ اب ۱۸۷۶ء ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اب نے فارسی کی درسی کتب مولوی حیدر علی شاہی سے پڑھیں اور نالی تعلیم صرف ہائی سے وصیعت ایک مولانا حاجی عبدالعزیز قوم پناہ ساکن عمر پور سے حاصل۔ کتب مرغیہ کا بھی خاصا مطالعہ کیا۔ مقول و معقول خاص کرد غلام مصوب میں درجہ کمال تک پہنچے۔ صاحب ذوق و سوق و مرجع خصوص و عام تھے۔ بحر غزل پوری میں سر سے نون تک غزل رچے۔

آپ نے ایسے بشلو حاجی میں حج محمد ورمیاں جمعہ سادہ منٹھری کو اسرار الہی وفات کے بارے میں بتا دیا تھا۔ دس روز تک لیاز رہے۔ اسی دوران میں اپنے فرزند کٹر کو وصال کی جی کہ مری یہ بھی کہ میں حج کرنے جاؤں مگر اب تک یہ نسب پوری نہیں ہوئی۔ بول و حیات و ممانت اللہ تعالیٰ کے س میں ہے، وسمے میرے بعد حج خیر آرا دے۔ حج حرم فقہاء کرام کے نزدیک جائز ہے۔ خند میں حدیگی امور کے بارے میں بھی کہیں۔ آپ کی رحلت کے بعد حج حاجی عبد معنی سر حاجی غلام محمد کھوسہ ساکن ساہی واہ کے ذریعے سے ادا ہوا۔

وفات سے چار ہانچ روز پیشتر آپ نے دو بی گائیں اور دو بھڑیں فی سبیل اللہ دینج کرائیں۔ ایک بکرا بھی دینج کرایا۔ اس کا گوشت اسی طرح رکھوا دیا کہ اس کے بارے میں بعد میں شواہد نہ گئے۔ عشا کی نماز کے بعد سردار سہادر نواب میر محمد اسد اللہ خان نے دوسرے افراد خاندان یعنی میر تاج محمد خان، میر محمد بخش خان، میر محمد اکبر خان اور قاضی یار محمد کے ہمراہ آپ کی زیارت اور مزاج نرسی کے لئے آئے۔ اس وقت آپ نے اس گوشت کو بکرنے کا ارشاد فرمایا۔ ملاقات کے بعد نواب رئیسانی اور قاضی صاحب کی جانب متوجہ ہو کر کہا ”آپ تشریف لائے بہت اچھا کیا۔ میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ شاید یہ وقت اخیر ہو۔“

آپ نے ۲۰ سوال ۱۳۳۸/۹۲۹ء کو صبح کے وقت انہی حان جان آفرین کے سپرد کی۔ مولانا محمد قاسم کا یہ قطعہ تاریخ آپ کے مزار پر مرقوم ہے :

آن محمد پناہ منبع نور	در کرامات قائم او مشہور
عابد و زاہد و تقی و نقی	عالم و عارف و شہ مہروز
اختر فیض او چو کرد طلوع	عالم از فیض او شدہ معمور
آہ و افسوس کاندہین اناہ	از غروبش شدہ جہان دیہور
کرد رحلت یستم شوال	شب شنبہ بعین وقت سحور
سامی از برای او محروں	لیک او نداد شد عور و تصور
حسب قاسم چو سال بار بخش	گفت ہاتف سنس "زہی مغفور"
	۱۳۳۸ھ

کئی شعرا نے آپ کی رحلت پر اظہار افسوس کیا۔

۲۷۲

## مست نو کلی

مست بوٹی ۱۳۳۸ھ/۱۸۲۸ء کی موسم ہار کی ایک سالم نو مری شیراں/دروکی قوم میں پیدا ہوئے۔ والدین نے نام ضو علی رکھا۔ بچپن میں سادگی اور خاموشی سمار رہا، ذرا ہوس سنہالا تو ریوڑ حرانے گئے۔ آپ کی والدہ آپ کے عین فوت ہو گئی تھی۔ چھ بھائیوں میں سے ہار بکے بعد دیگرے فوت ہو گئے، آپ اور بیک زندہ رہ گئے۔ آپ چودہ سال کی عمر کے ہوئے تو والد محترم بھی اسے کو بیارے ہو گئے، آپ نے اپنے چھوٹے بھائی کی شادی کرائی، مگر خود اس آرزو سے بے نیاز رہے۔ اٹھارہ سال کے ہوئے تو قدرتی مناظر سے آپ کو والہانہ لگاؤ پیدا ہوا، ریوڑ حرانے وقت کھاناوار (چھرا) کمر سے ہاندھے رکھتے، کباب کے ارد گرد اور کبھی کبھار تحصیل کو بلو کی طرف تھپالی کے سبب مویشی چرانے چلے جاتے۔ خٹاڑ، جاندران، نہانگ، نہتری، استرائی پہاڑ، کوٹ منڈائی، ڈونگان پہاڑ،

تکیوں اور ماوند آپ کی چراگاہیں تھیں۔ دور دراز حالتے نو دودھ، پنیر اور کیموں کا آٹا سانہ لے جاتے۔ ۱۸۵۸ء میں شہ کے میدان میں مری بگنی کی لڑائی ہوئی اور پھر چھٹیڑی کے مقام پر مڈھٹڑ ہوئی۔ اس لڑائی کے لیے مست توکلی نے بھی تیاری کی مگر کسی خیال سے آدھے راستے سے ہٹ آئے۔

انہی دنوں میں دھڑی پہاڑ پر ریوڑ چرانے گئے، بارش شروع ہوئی، دور ایک خیمہ نظر آیا، وہاں گئے۔ آدھی رات کو جب گھر کی مالکہ خیمے کی طنائیں کسنے کے لیے ٹھہری تو ان کی نظر اس پر پڑی، دیکھتے ہی رہ گئے، یہی تو ان کی رلی و اسی محبوبہ سمو تھی۔ اس جرم کی سزا میں ان کے قتل کا ارادہ کیا گیا۔ مد میں ان کی کیفیت دیکھ کر سرکرہ خان جارا اور سردار گران حاکم مری نے سمو کے شوہر کو سمجھایا کہ عشق حقیقی میں سک و شہ کی گنجائش نہیں۔ پھر ایک دن مست توکلی کی درخواست پر سردار گران حاکم نے سمو کے شوہر کو قریبی پہاڑی سے لکڑی کاٹ کر لانے کا حکم دیا۔ وہ گیا تو سردار نے سمو کو پہاڑ کے دامن میں ریوڑ چرانے کے لیے بھیج دیا، تاکہ وہ وہاں مست توکلی سے ملے ہوئی اور اس سے دو حاربائیں بھی کر لے، مگر سمو کو دیکھتے ہی مست توکلی سے ہوش ہو گئے۔ سردار گران وہاں واپس چلے گئے مگر مست توکلی وہیں بیٹھے مسلسل خسے کی طرف دیکھتے رہے۔ سمو کا شوہر بھی اب کا خیال رکھنے لگا۔ آپ نے سمو کے بارے میں شاعری کرنی شروع کی۔ بلوچ روایات کے مطابق یہ بات ان کی غیرت کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ مری قبیلے نے ایک نار پھر ان کو قتل کرنے کے ارادے سے گتدا نامی شخص کو بھیجا۔ اس نے آپ کو پہاڑی کی اونچی چوٹی سے دھکیلا، مگر آپ اڑتے ہوئے بچے آ گئے۔ وہ خوف زدہ ہو کر معاف کا خواستگار ہوا۔ سمو بھرونی قوم سے تھی اور اسی میں اس کی شادی ہوئی۔ صحیح نام سمیع تھا، مگر مست انہیں سمو، سمی، یا سمن کے نام سے یاد کرتے۔ رفتہ رفتہ سمو بھی مست توکلی کے لیے آداس اور بے قرار رہنے لگی۔ مست توکلی جہاں کہیں بھی جاتے، واپسی سمو کے خیمے پر ہوتی۔ مست جہاں بھی رکتے انہیں ہاتھوں سے ہتھیرا لٹھنے کر کے بیضوی صورت میں مسعد بنا ڈالتے۔ رفتہ رفتہ پوری مری قوم میں آپ کی سررہگی کی دھاک بیٹھتی گئی۔ مست توکلی کی

تمام عمر سیر و سیاحت میں گزری۔ کئی شہر اور قصے دیکھے۔ آخر میں سردار جہاں خان لغاری کی معیت میں بحری سفر کے ذریعے حدہ شریف سے ہوتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے اور فريضۂ حج ادا کیا۔

۱۲۹۸ھ، ۱۸۸۰ء کے رمضان المبارک میں سمو فوت ہوئے اور اس کے بندرہ سال بعد ۱۳۱۳ھ، ۱۸۹۵ء میں حضرت مسٹ توکئی کا وصال ہوا۔ انہیں میدان گری میں دفن کر دیا گیا۔ ان کی وصت کے مطابق ان کا مزار تکمیل پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا۔ اب کے روحانی بشوا سہاڑ قنبر تھے۔

جہاں خان، تجربے ہوئے سڈول مارو، گھنگھریائے بال، بیسوی جہرہ، گندمی رنگ، سح جہر، تود آنکس، سوان مال اور سیاہ گھیسے اورو وائے نہ صاحبِ حال، اما سیدہ سیدہ، دھنڑے اور کڑی (جعد) اور سنگ دانجوں والی کھیر، نار سمور، سسٹل لباس سے مہر پر ہمیشہ پہنتے تھے۔ دوران سفر کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں بلوچ قوم کے سردار، امراء اور عام لوگ ان کی بے حد عزت کرتے ہیں، وہاں نہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ اسی ظاہری اور باطنی شخصیت کی تکمیل کے لیے اچھی مسلسل نگر و دو میں ہیں۔ کبھی سہاڑ قنبر کے دربار میں حاضری دے رہے ہیں، کبھی سر سہری کے مزار پر، کبھی سید کھٹے کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں اور کبھی سخی سرور کے مزار، نور انوار پر، کبھی سید جلال کے دربار میں حاضر ہو رہے ہیں، کبھی شوب بہاء الحق اور شمس سزواری کے مراعات پر اسے شب و روز گزار رہے ہیں۔ ہوتے ہوئے اب کا روحانی فیض عام ہو گیا بلکہ سمو بھی ولایت کے مقام پر پہنچ گئی۔ اب اکثر ”رحمہ رحمہ“ کی صدا لگاتے۔ کسی کو سمو کی احضرت یا سمو کی مرضی کے بغیر کچھ نہ دیتے۔ دوران سفر ایسے کئی انک واقعات رونما ہوئے جن سے پتہ چلتا ہے اب انک اچھے شاعر، صاحب حال و صاحب کشف و کرامات ولی تھے۔

ایک دفعہ اب ڈبرہ غازی خان اور بلوچستان کے درمیان سرحدی پہاڑوں پر سرگرد رہے تھے۔ احابک رکے اور پہاڑ کے نشیبی حصے کی طرف اکیلے چلے گئے۔

دیکھا کہ ایک درویش بچے ڈھونڈ رہا تھا ، کچھ کھوٹ رہا ہے ۔  
 مسک ہو کئی بے بلوچی شعر میں اسے کہا " اے وٹے کی طرح نعرے کان  
 والے فیر ، پورڑی سی بھگ محفے ہی ملا کہ میں سمو کی جدائی کا کرب  
 بھول جاؤں ۔ " اس درویش نے وٹہ دیکھ اور مسک کی ساری روحان فون  
 سلب کر لی ۔ اس شعر کو مست نے ذرا سی رہے کے ساتھ اس کیا تو اس نے  
 آپ کی قوت آپ کو لوٹا رہی ، ہر سی محفے سے کوئی اور آپ کی  
 ولایت کو چار چاند لگ گئے ۔

نک دفعہ یہ جسے جسے آپ کو معبود ہوا وہ انور برک بہار میں  
 معتکف ہے ۔ ساتھیوں کو روک کر خود پہاڑ کے نشیبی حصے والے غار میں  
 جیسے آئے ۔ سلام کیا ، میں نہ دیکھ سکی ۔ آتھو بہار ، خدا ہوں کے  
 مارے مس کے کھانے کی آروزی ۔ آپ نے پہلے ڈیرہ غازی خان کی صرف  
 بڑھایا اور دکاں سے جسے نکال دئے ۔ مس کے جسے لے کر کہا کہ آپ نے  
 باہر ہو کچھ سے انداز سے بڑھایا جسے سارے کے ساتھ لائیں  
 گئے ، ایک دن آپ صرف جسے ہیں ۔ آپ کے کہا کہ تیار ہے شعر میں  
 ہی میں جا ۔ آپ کے جسے کھانے و نہاں میں مل گئی ۔ روحانی پہلے سے  
 بہت بڑھ گئی ۔

سانوک سے میں آپ کے چائی ترک کے جو کس کی ہو صاحب ولایت  
 سردار گزین نے خط لکھا اور میں میں چسک دیا اور کہا کہ " اے مس کے ناس  
 پہنچ ۔ " خط مس کی گود میں آگئے ۔ حصہ ملتے میں آپ روئے ہوئے اور حند  
 گھٹوں میں سیکڑوں میں سے کہے ، خود بچسز و کڈین کا بدوست کیا ۔  
 ان کا سارا مال و سال سوائے سرود کے خیر کر دیا ۔ وہ سرود کوہ پھری  
 کی ایک اونچی ڈھلان پر اسی جگہ پر رکھ دیا جہاں سے کوئی بھی جھو  
 نہ سکے ۔ وہیں آپ نے ایک شعر میں کہا تھا کہ اے فرستے بچائیں اور گندھ  
 اس کی آواز پر کان دھریں گے ۔ کہتے ہیں کہ مصدق ہے کہ اب  
 تک ہر جمعہ کی رات کو اس سرود کی آواز آتی ہے اور لوگ اس سے  
 محفوظ ہوتے ہیں ۔

کوٹ منڈانی سے ایک معمر مری کوڑھ کا مریض شفا یابی کی غرض سے آپ کا شریک سفر ہوا۔ سفر جاری رہا۔ جلو گیر پر ریمے تو حضرت نے مہراب بنائی، اس میں بیٹھے اور مریض کی باریک چادر تان کر لیٹ گئے۔ آسمان سے چھناکے کی آواز آئی، سنا تو حضرت سمو سے بھو گفتگو ہیں۔ آتے کہا کہ یہ بدبخت مرے ساتھ ہے اس کے لیے کھانا لگ کر دے اور اس کی بیماری کا علاج بھی کر۔ مریض باریک چادر سے دیکھتا رہا۔ سمو نے اپنے دوپٹے کا ایک کھارا اس کے سر سے پاؤں تک بھر دیا۔ مریض کو یوں لگا جیسے وہ برف میں بڑا ہو۔ سمو کو احارب دی وہ برتن سمیٹ کر اڑ گئی۔ حضرت نے اسے آوار دی کہ کٹھ اور کھانا کھا۔ مریض بالکل صحت یاب ہو چکا تھا۔

مصبہ گلوئی میں بخشا خان کے مہمان تھے۔ معرزن جمع تھے۔ محل بھی بھی۔ کھانے کا وف ہوا تو آپ کو دعوت دی گئی۔ آپ نے کہا میں ابھی سمو سے مل کر آتا ہوں، باہر نکلے۔ میدان میں رک گئے۔ بخشا خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعاقب میں نکلے کیونکہ یہ دیکھ کر تھا کہ ۲۵ میل کے فاصلے پر رہنے والی سمو اس وقت ان سے مل سکتی۔ بخشا خان اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ ایک بلی سی کوئدی اور بھر سمو وہیں تھی، بھوڑی دیر عو راز و نیاز رہے اور بھر حضرت لوٹ آئے۔ بھڑا میں ڈیوا خان نو دھی نے گزارش کی کہ میرے لیے رزق کی فراخی کی دعا کریں، حضرت نے بڑی سی بیخ منگوائی۔ اور حویلی کے وسط میں گاڑنے کا حکم دیا، اور کہا کہ جب تک نہ بیخ زمین میں گڑی رہے گی تم بھوک و ر ابل اس سے محفوظ رہو گے۔ آج ایک صدی کے بعد بھی وہ بیخ وہیں گڑی ہوئی ہے اور اس کسے میں زوق کی فراوانی ہے۔

ایک دن ڈیوا خان کے گھر میں ایک عورت نے اپنا بچہ جو نزع کے عالم میں تھا، اب کی گود میں رکھ کر روتے ہوئے گزارش کی کہ مست سائیں نہا دریں یہ مر رہا ہے۔ آپ نے سر اٹھایا عورت کو دیکھا، بھر بچے کو۔ بھر مہال بچے کو دیکھتے رہے اور سر ہلا کے فرماتے رہے ”نہ جانے زندہ رہے گا۔ یا۔“ بھر کچھ دیر آتے دیکھتے رہے اور ”رحم، رحم“ پکارتے



رہے۔ آخر آپ کا چہرہ جلاں سے سرخ ہو گیا اور آپ نے کہا کہ ”اب رحم ہو گیا تھاؤ اپنے بچے کو۔“ عورت نے بچہ اٹھایا تو وہ زندہ تھا اور صحت یاب ہو چکا تھا۔

درخان براہی اور دوسرے مربیوں کے ساتھ کلاں سے وادی بخارا کا راستہ لیا۔ دوسرے دن بحری کے وہ سفر شروع کیا۔ اچانک انہوں نے اپنی رفتار معمول سے تیز کر دی اور کہا ”میں سمو کے ہاں جا رہا ہوں تم لوگ وہیں آ جا۔“ وہاں پہنچے تو سمو وہاں ناگئی تھی اور اسے دعا دیا گیا تھا۔ آپ اس کے سوہر اور غرو انار سے پوچھے لگے کہ میری اجازت کے بغیر اسے کیوں دھپا گیا۔ انہوں نے کہا کہ جہاں اب حکم کریں، سمو کو دوبارہ دہن کر دیں۔ غصا سب سے نکلے، چوکنے ہوئے سمو کے سرہانے ٹوہرے رہے۔ پھر کہا کہ سمو کی مرضی ہے اسے یہیں رہے دیا جائے۔ سمو کے سامنے مہرے لیے ایک چہرہ ہواؤ، اس نے ہر جمعے کی رات کو مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا ہے۔

وزیر جان سیرانی مقدمہ کے والد پہلوان رواب کرتے ہیں کہ استرانی پہاڑ کے صدر کے دیوان یک جگہ حضرت کے حکم سے بڑاؤ ڈالا گیا اور مسجد کے لیے بڑے بڑے سنگ اٹھا کر لاتے رہے۔ سب سے بڑھوک لگی تو پہوان شہر کے سوحہ تلے نقاب کے مارے بڑکھڑانے لگے۔ حضرت سمجھ گئے۔ انہیں بلایا اور اپنے سامنے بھی بیٹھائی ہوئی حالی حاضر پر ہاتھ مار کر گرم روٹی اٹھائی اور ان کو دی۔ قافلے میں بھر آدمی تھے، ان کو قنار میں ٹھہرا کر سب کو ایک ایک گرم روٹی دیتے کٹے اور کہتے گئے ”خیال کرو نیچے نہ گرنے پائے۔“

آپ کے سیکرٹری درخان نے بھی کہتے ہیں کہ پہاڑی کے قریبی پہاڑوں سے گزرتے ہوئے میں نے حضرت سے گزرس کی کہ میرے لیے دعا کریں۔ انہوں نے فرمایا اچھا تم یہیں ٹھہرو، ورنہ خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ تھوڑی دیر میں پہاڑ سے مہیب آواز آنے لگی اور پھر ایک بڑا اڑدہا اس میں نکل آیا۔ براہی ڈر کے مارے بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے پر حضرت سامنے تھے۔ استفسار فرمایا کیسے؟ کیا مانگا؟ براہی نے جواب دیا ”جان حج گئی یہی ہت ہے؟“ حضرت نے کہا۔ ”نہ کہا کروں سمو ہی سہی اندر سے آئی تھی؟“

ایک معمر لانگھانی مری کی رواب کے مطابق سکھر اور روہری کے درمیان ریل کے نیچے حضرت اے آے ن کے سر کے بال موٹھے کا حکم دیا۔ بال تر گئے تو یک صاف کٹڑے میں نوٹلی کی سکل میں باندھ دیے اور موٹی دردا میں بھسک کر اکھڑے لگے۔ "میرا سلام سمو کو پہنچا دینا۔" مال دردا کے بہاؤ کے مخالف اوپر کی طرف جانے لگے۔ اب بھی ٹھہرے رہے اور معمر لانگھانی بھی بصلہ حیرت یہ منظر دیکھتا رہا۔

درخان براہی ہی نے مال نے مطابق جب وہی اس پر ٹوٹی نادل ۵ ٹکڑا نظر آیا تو حضرت اے آے ن ٹھہرے، مری طرف سمو کا سلام آ رہا ہے اور پھر نادل کا وہ ٹکڑا آب کے سر پر حملہ و حمل کر چلا جاتا۔

میدان کڑی کے قریب ایک ندی ہے، اب آخری امام کی غلاب میں یہیں بیٹھے۔ آب نے ساری صفات فرمائی، فریب پھر مال نے تھا اور ندی کا نام کھارا تھا۔ اب سے معذرت کی گئی تو اب مرض کی سبب کے ناخود انچے اور عصا کو ایک شے پر دے مار جیہاں سے سٹھا اور صفات حملہ جاری ہوا، جو آج بھی رواں ہے۔

پیر جان رنگوانی :- وہ بگلی میں ایک خوشی کے موقع پر موجود تھے۔ گوشت سمہ ہو رہا تھا۔ آب نے سمو کا حصہ ایک کمرے کا حکم دیا و رنگوانی نے عرض کیا کہ حضرت سمو و ہوتو ہیں اور آپ ہمیشہ اس کا حصہ ایک کر لیتے ہیں۔ آب نے گوشت کا ٹکڑا لیا اور آسے حار کے بچے رکھ دیا اور رنگوانی سے کہا کہ حاؤ جا کر دیکھو۔ جناحہ ہریجن نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہاں ایک انسان منہ پھیرے ہوئے اور دمپر ڈھانچے ہوئے گوشت کھا رہا تھا۔

پھر کے مقام پر ہواذی مربوں سے گراس کی کہ حضرت یہاں ایک بہت بڑا اڑدہا ہے جس سے ہم سب بہت سگ ہیں۔ آپ وہاں گئے غار کے سامنے ٹھہرے۔ آواز دی کہ "سمو کی نکری باہر نکل آ۔" وہ اڑدہا نکل آیا اور آپ



۱- مسکن شاہ - صاحب حال فقیر جو موسم گرما ہمیشہ مستونگ میں گزارتا تھا -

۲- خدو - اصلی نام خدا بخش قوم زرگر سے تھا - مست حال مستونگ میں مقیم تھا -

۳- دلو - اصلی نام معلوم نہیں ہو سکا - مجذوب تھا - مستونگ میں مقیم تھا - ہمیشہ برہنہ نہ رہتا - متعدد واقعات مشہور ہیں -

۴- جنڈی - یہی نام تھا - مستونگ ہی قیام گاہ تھی -

۵- فقیر کا کڑ - بوری (لورالائی کا مذمہ نام) میں رہتا تھا - اہل کرامت عاشقانِ رسولِ کریم اور واصلانِ حق میں سے تھا -

حکیم 'مناجات میں پہلے چار بزرگوں کا ذکر یوں کرتا ہے :

منور بکن چشم دل ای الہ	کہ بینم ز دل حال مسکن شاہ
بکن دور مارا و رده ز رو	کہ روں شود نیز حال خدو
دلو را نہ بینم ز دیوانگان	کہ اعل ست در زیر سگہا نہاں
بدہ رومانی بدل اے قدر	کہ نعمت بیاید ز جنڈی فقیر

پھر کہتا ہے :

نہ من یا حقارت کشایم نظر  
کہ در ریگ دیدیم ہوشیدہ زر

حکیم نے اس صاحب حال کا کڑی کی ظاہری حالت سے آئے گدا سمجھا لیکن رات کو خواب میں تعظرتِ معلم کا دیدار مبارک ہوا اور وہیں کا کڑ کو دیکھا - متعجب ہوا - حقیقت حال سے آگاہ ہو کر اگلے روز آئے تلاش کیا اور معذرت چاہی - بقول حکیم :

بصورت گدا اند زیر گلم	بسرت شہنشاہ ملک اے حکیم
بندریک تو آنکہ کہتر کسی ست	چہ دانی کہ در اصل بہتر بسی ست

اُس صاحب کرامت کا کڑے حکیم کو نصیحت کی اور حلتا بنا۔ حکیم اُس نصیحت کو اس طرح پیش کرتا ہے :

زہر کس شجر جان خود را فقیر      من بپدرایاد دارم ز پیر  
اگر کار بستی باین بند من      سارن کہ ہستی نو فرزند من  
وہیہ نوو نورھی ہیر گہر      زحوشم نہ ہو رہ خوہش گہر

۲۷۶

## حضرت ملا محمد عظیم صاحب زادہ

آپ کے والد کا نام ملا رحمہ اللہ حویہ اور دادا کا اسم گرامی ملا خوشحال خوند ہے۔ انہارے سے ان کا مس ولادت ۱۲۵۰-۱۸۵۵ء اور ۱۸۳۸ء اور سال وفات ۱۳۰۵ھ ۸۹۰ء مقرر ہے۔ چونکہ ان کے والد مدغار میں سکونت پیدر تھے اس لئے انہوں نے علوم عربی کی تکمیل بھی وہیں کی ہوگی۔ انکس علم کے بعد مدوح بٹشپ آئے۔ یہاں ان کی سادی برسور کے مکن محمد حالہ کی ہمشیرہ سے ہوئی۔ آپ نے سبب زنی نامی گاؤں میں امامت اختیار کی۔ آپ صحیح معنوں میں نمونہ اسلاف تھے۔ نکاح اور نام و نمود سے نفرت تھی۔ بڑے سادگی پسند تھے، گھر میں ترن اور وڑھنے بھونے سے واجبی سے تھی۔ ایک ہوسٹین سنی جسے ان کو سونے وقت رضان کی طرح اوڑھتے اور دن کو جوعے کی طرح پہنتے۔ گھر اور مسجد آتے حائے مسہ کو ڈھانپے رکھتے، کہہ کسی نامحرمہ عورت پر نظر نہ پڑے۔ ایک برسہ کسی ہندو لڑکی پر نظر جا پڑی تو کئی دن رونے لگے۔ آپ کے احترام کا یہ عالم تھا کہ ایک رات دار عورت زور سے کوحے میں جھڑو دتی تھی، جہاں سے آپ کا مسجد آتے جاتے گزر ہوتا تھا۔

آپ کا مزار شہر یشین سے مغرب کی جانب ۹ میل کے فاصلے پر سادات کے ایک گاؤں سلین زئی کے ۱۰ رو کی طرف واقع ہے۔ قبر کچی ہے، جس کے

حاروں طرف ایک چھوٹی سی حار دیواری ہے ، وہ بھی کچی ہے ۔ ساتھ ہی ایک کچا کنواں بھی ہے ۔ آپ کے والد کی قبر قندھار میں اور دادا کا مزار عصل سن کے غیر نامی گاؤں میں ہے ۔ بنوں نور زبارت گاہ اقام ہیں ۔

آپ کے صاحب زادے عبدالرحمن جان آغا اسی چھ ماہ ہی کے تھے کہ آپ کا انتقال ہوا ۔ عبدالرحمن کے علاوہ ایک سٹی بھی تھی ۔ اگر یہ اولاد پہلی بیوی ہی سے تھی تو اغلب یہ سب سے کہ آپ جوانی ہی میں وفات پا گئے ہوں گے مگر عبدالرحمن آغا کے نور میں موجود آپ کا منقش بلند عصا اور سادہ نو لہار کپڑے کی ٹوپی ان کے بڑھاپے کا پتہ دیتی ہے ۔

سما مینوہ ہوا ہے کہ حضرت ملا محمد عظیم صاحب زادہ ضریفہ مسند میں صریفہ اور مسند میں ۔ دعویٰ کراوات کے علاوہ ان کی حسی کراوات بھی زمان زد خلافت ہیں ۔ انور کے محمد حسن کی رہا کے مطابق برہنہ میں تعمیر دین کی تحفہ کے دوروں میں آتو وہیں کے ایک حید اور بزرگ خانہ سے کہا جا کہ کیا تم ہمیں کے رہنے والے ہو ۔ انہوں نے جواب اثبات میں دیا تو اس بزرگ خانہ نے فرمایا کہ میں میں مہارگر گیا ہے ۔ میں میں آئے رہا محمد حسن کو معیہ سو کہ حضرت محمد عظیم صاحب زادہ وفات پا گئے ہیں ۔

## حضرت خواجہ محمد عمر جان چشموی

آپ کی ولادت صفر ۱۲۹۸ھ ۱۸۸۱ء میں ہوئی اور وصال یکم دی الحجہ ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء کو ہوا ۔ سرر جسمہ سرف میں ہے جو کوئٹہ کے قریب واقع ہے ۔ آپ نے علوم طابری اسے والد حضرت فیضان الحق (المتوفی ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) اور اپنے چچا ملا احمد احوال سے حاصل کئے ۔ طریقت و سلوک میں خلعت خلافت اپنے والد ہی سے لائی اور ان کے سجادہ نشین ہوئے ۔ خواجہ میاں روح اللہ (المتوفی ۱۳۱۸ھ/۱۸۹۶ء) سے بھی فیضیاب ہوئے تھے ۔ کئی سال

نک دیر و دیریں میں مصروف رہے اور بہت سے علم آت سے فیض یاب  
 ہوئے۔ مسرور و مسرور نہ رہے ہیں۔ علوم ظاہری میں مشغول رہنے کے  
 ساجہ سادہ ساوٹ و صریح میں بھی کمال حاصل کیا۔ مولانا عبداللہ درخانی  
 فرماتے ہیں :

یہ فیاض عصر شاہ منور

بہ با عمر زان گشتہ رہبر

آپ مسیحت سنہ ۱۰۷۰ھ و احلاق حمیدہ کا مراکز تھے۔ آپ کے مرید اور معتقد  
 ہندو، بلوچستان، مکران، ایران اور بحاب کے علاوہ افغانستان اور عرب  
 میں بھی موجد ہیں۔ بہت سادہ اور بے کلف زندگی بسر کرتے تھے اگر  
 کبھی خرق عادیات کے طور پر کوئی کرامات ظاہر ہو جاتی تو اس کو سب  
 ظاہری سے منسوب کرتے تھے۔

آپ کے والد حضرت خواجہ بصرائی جو خود بھی صاحب کشف تھے  
 آپ کے حق میں بہت سی بشارتیں بیان فرماتے تھے۔ خلافت کی اجازت دینے کے  
 بعد حضرت خواجہ فیض الحق قدس سرہ نے اپنے نام حلسہ کو جن میں سے ہر ایک  
 وی کاس اور عارف چان کے سپرد کیا اور آپ کے حلقے میں ٹھایا۔ مولانا  
 جان محمد مرحوم بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم حاجی محمد غوص صاحب  
 گزاری جو مولانا فیض الحق جان کے خلفا میں سے تھے کی خدمت میں بیٹھے  
 ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تیس سال کے عرصے سے خواجہ صاحب نے  
 مجھے خدمت خلافت سے نوازا ہے لیکن ان کے ادب و احترام کے باعث آج تک  
 میں نے ایک مرید نہیں بنایا۔ ہر وقت میں حضرت صاحب کے عقیدت مند  
 مریدوں کی خدمت کرتا ہوں۔

حضرت خواجہ محمد عمر جان اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ارشاد و تلقین  
 القاء ذکر و فکر میں مگن ہو گئے۔ بہت تھوڑے عرصے میں آپ کی شہرت  
 اطراف و اکناف میں پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق اخذ فیوض و برکات  
 کی خاطر آنے لگے اور طریقہ میں داخل ہونے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔  
 خصوصاً علماء کرام۔

آپ علم کے بڑے دلدادہ اور قدردان تھے۔ اسی لیے علماء کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اپنی تمام اولاد کو علم کے زیور سے آراستہ کیا۔ خود بھی ان کو پڑھایا اور ملک بھر میں علماء کی صحبت میں بےحوایا۔ چنانچہ انہوں نے علم دین اور سند حدیث شریف برصغیر پاک و ہند کے بڑے بڑے مدارس سے حاصل کی۔

مولوی غلام رسول خلف الرشید مولوی جان محمد نے لکھا ہے: ”یہ حفص ابدائے جوانی میں والد صاحب کی ترغیب پر سلطان الاولیاء مظہر نور خدا شیخ لاسلام و المسلمین حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد عمر جان قدس سرہ مجددی نقشبندی مظہری کی خدمت اس میں ظاہر ہوا اور ان کے طریقہ میں داخل ہوا یعنی ان کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ پچیس سال تک زائد عرصہ میں وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہوا رہا اور ان کے ارشادات و عنایات سے مستفید ہونا رہا احمدیہ اس وقت احقر کا مدرس و معلم بیڑو چانڈیہ میں تعام و تدریس علم دین کا تھا۔ حضرت صاحب سالانہ دُرّہ چانڈیہ میں احقر اور دوسرے اصحاب طریقت کی دعوت پر تشریف لائے تھے۔ مدرسہ اور طلباء کرام کے معائنہ سے ہابت خوشی کا اظہار فرماتے تھے اور پھرے حق میں دعا فرماتے تھے۔ اور احقر سال میں ایک دفعہ اب کی ریت سے جسم و کرائی (کوٹہ) میں مشرف ہوتا تھا۔ جس حضرت صاحب سردی کے زمانے میں شکار پور سندھ اقامت اختیار فرماتے تو پہری ملاقات اور زیارت کا میدان اور بھی وسیع ہو جاتا۔ حضرت صاحب قدس سرہ کی کرامات میں سے کیا بیان کیا جائے۔ سب سے بڑی کرامت و ولایت یہی ہے کہ تمام دنیا آپ کے فیوض و برکات اور آپ کی اولاد کے فیوض سے بہرہ مند ہو رہی ہے۔

ایک بار حضرت صاحب میرو خان میں تشریف فرما تھے جہاں مولوی خوش محمد کا مدرسہ ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ طلبہ کو یہب دتب ہے کیونکہ کنوئیں کا پانی کڑوا ہے۔ آپ نے مٹھی بھر مٹی دم کر کے اس میں ڈال دی۔ چند روز کے بعد کنوئیں کا پانی میٹھا اور خوش ذائقہ ہو گیا۔



ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت صاحب نیاز ہوئے۔ اس وقت جبکہ آباد شہر میں حاجی محمد عمر جو خان بہادر سہید اللہ بخش اور خان بہادر حاجی مولا بخش سومرہ کے والد بزرگوار تھے کے بنگلہ میں مقیم تھے۔ آپ چارباٹی پر آرام کر رہے تھے کہ ایک ہندو شیوالا نامی آیا۔ اس کا قد دراز اور ڈاڑھی سفید تھی۔ اس کے ساتھ چند سرکاری ملازم بھی تھے۔ جب اس ہندو کی نظر حضرت صاحب بریڑی تو بنگلہ کے برآمدہ میں کچھ دیر حیران و پریشان کھڑا رہا۔ اور پھر اس سرکاری عملہ کے ساتھ واپس چلا گیا۔

حضرت صاحب نے معاملہ دیکھا۔ حاجی محمد عمر نے ٹانے کی کوشش کی۔ نائب نصر اللہ نے جو حضرت صاحب کے خاص مریدوں میں سے تھے اور حاجی محمد عمر کے جگری دوست ہونے کے علاوہ فارسی میں خوب ماہر تھے عرض کیا کہ یہ ایک ہندو ہے۔ اس کی ور حاجی صاحب کی کسی زمین کے ٹھیکہ میں شراکت تھی۔ اس میں خاصا نقصان ہوا۔ اس ہندو نے زمین کے مالک کو رقم ادا کر دی۔ اب وہ حاجی صاحب سے رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ حاجی صاحب کے پاس رقم موجود نہیں بلکہ وہ مقروض ہیں۔ یہ ہندو اس وقت اس بنگلہ کو نیلام کرنے کی عرض سے آیا تھا کہ بیلامی سے ایسا خسارہ بھرا کرے۔ حضرت نے فرمایا کہ نہروں میں لو، اور سے زادے کو عملی جامہ کیوں نہ پہنایا۔ نائب نصر اللہ نے کہا کہ میں نے بوجھا تھا تو وہ کہنے لگا کہ جب میں بنگلہ میں داخل ہوا تو میری نظر اس بزرگ بریڑی اور مجھ پر ایک عجیب طرح کا خوف طاری ہوا جس کے باعث میں اپنے ارادے سے باز رہا۔

اس پر حضرت صاحب نے نقصان کا سبب دریافت فرمایا۔ نائب نصر اللہ نے وضاحت کی کہ حضرت زمین کی سطح بلند ہے، جس کی وجہ سے وہاں پانی اچھی طرح نہیں پہنچ سکتا اور فصل اچھی نہیں ہوتی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ حاجی محمد عمر کو چاہیے کہ اس زمین کو دوبارہ ٹھیکے پر لے لے اگر خدا نے چاہا تو یہ زمین آباد ہو جائے گی۔ ساتھ ہی اب حاجی کو کسی نہ کسی طرح ہندو کا پیسہ دے دینا چاہیے۔

حاجی محمد عمر نے آب کے کہنے پر عمل کیا۔ اگلے سال زمیں آباد ہوئی اور ہزاروں روپے باہر آئے۔ درختوں کی ادائی ہوئی اور اس کئی سال کے ٹھیکے کی آمدنی سے حاجی صاحب بہت سی زمینیں خرید کر بہت بڑے زمیندار کی حیثیت سے ابھرے اور ان کا سارا مندر کے بڑے زمینداروں میں ہونے لگا۔

مولوی محمد عظیم کا کہنا ہے کہ اس نے چھ سال تک آب کا مرید بننے کی کوشش کی۔ لیکن یہی جواب ملتا رہا کہ اب تک آپ کو مرید بنانے پر مامور نہیں ہوں۔ تاہم ظاہری کی تکمیل کیجیے۔ ایک روز حضرت صاحب لڑھی خیر محمد کربار میں شریف لائے تو مولوی محمد عظیم اسے خند ساہیوں کے ہمراہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اب آپ کو مرید بنانے پر مامور ہوا ہوں۔ مگر صبح تک صبر کر لو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور آب کے سامنے غلہ میں نماز تہجد۔ رخصت میں مدرس ہوں رات نو بجے تک مصلیٰ میں مشغول رہتا ہوں تہجد کے لیے سارا رات بیدار ہو سکتا ہوں۔ حضرت صاحب فرماتے لگے کہ تہجد کے لیے ضرور جاگنا پڑے گا۔ جب دوسرے صبح کا شرف حاصل ہوا تو تہجد کے وقت حضرت صاحب کی اور آتی بھی "نہ حیر تہجد عیال" آج تک یہی حالت ہے۔

ایک رات حضرت صاحب سہر لاکھ کے نزدیک حاجی شہل لاکھ کی دعوت پر شریف لے گئے۔ مولوی محمد عظیم انہی ایک دوست کے ہمراہ جو مرید ہونا چاہتا تھا ناکے میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں نانگ لٹ گیا۔ رات اندھیری تھی، ان صاحبان کو خاصی حوٹیں آئیں۔ یہاں تک کہ نانگ بھی سیدھا کرنے کی سبک نہ رہی۔ انہی میں احکام ایک روشنی نکل آئی۔ دیکھا کہ جلد آدمی رہے ہیں۔ انہوں نے آکر ان کو اٹھانا اور نانگ سیدھا کر کے کہنے لگے کہ ہمیں حضرت صاحب نے بھیجا ہے فرماتے تھے کہ ملاں مولوی صاحب اور ان کے رفقا کا نانگ الٹ گیا ہے انہیں اٹھا کر لے آؤ۔

جب یہ صاحبان حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچے تو فرمایا کہ اب کو بہت دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ روٹی کا انتظام پہلے سے کیا گیا تھا۔ روٹی کھانے

کے بعد حضرت صاحب نے مولوی محمد عظیم کو غصہ کمرے میں بلایا اور کہا کہ یہ میری اور تمہاری آخری ملاقات ہے۔ اس کے بعد مجھے دنیا میں نہیں ناؤ گئے۔ مولوی صاحب روئے ننگے اور وقفہ کی حقیقت معلوم کرنا چاہی۔ حضرت صاحب نے فرمایا اس سال رمضان المبارک کی چلی تاریخ کو حضرت والد بزرگوار مولانا فیض الحق صاحب شریف لائے اور ستائیس تاریخ تک مجھے مشغولی سرف بڑھائی۔ پھر حسرت ہوا اور حضور ناک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سرف لائے۔ ملائکہ بھی آئے جو یوں آتے تھے کہ زور پھر پھر عمر اور کہتے تھے واہ وا۔ جب جس نے ہو تو حضرت نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پورا جانور مجھ پر ڈال دے۔ اور فرمایا کہ یہی حادہ موسمی ہے۔ آپ قوم زمان ہو اور سارے لوگ اس پر ہو۔ اور ملائکہ کے ساتھ ان کے۔ اور حضرت والد صاحب نے فرمایا میں واپس کی آخری منزل سے۔

اس سے میں نے حضرت کو حد پھر میرے ساتھ لیا کہ میری زندگی ختم ہونے والی ہے۔ پھر فرمایا کہ مولوی محمد غصہ کے میرے راز دار ہو۔ میں نے بہ رزائی ولد کو بھی ہنسا۔ اس پر مولوی محمد عظیم بہت روئے اور حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہ اور آخر میں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ حد کی قسم جب بھی کوئی مشکل مجھے یا میرے اہل و عیال کو درپاس ہووے تو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ تم حوش رہو، میں نے تمہاری یہ مشکل اللہ تعالیٰ سے معاف کرائی ہے تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔ حضرت صاحب کی روح مبارک ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امام تک رہے گی حسنا کہ آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

خلاصہ: آپ کے خلیفہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں بڑی اہم اور ناکمال شخصیتیں شامل ہیں۔ مگر اس کتاب کی محدود ضخامت کے ہن نظر ان کا ذکر کرنا ممکن نہیں۔

## حضرت خواجہ معین الدین جان چشموی

آب حضرت خواجہ عبدالحی جان کے بڑے بیٹے اور خلیفہ اول تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۳۸ھ (۱۶۲۳ء) میں آپ کے جد امجد حضرت خواجہ محمد عمر نے تحریر فرمایا تھا کہ فرزند حجر بند ارجمند کلان آغا عبدالحی جان کے گھر میں یک سوکھا کمال بولد ہوا ہے۔ اس کا نام ہندوستان کے مشہور ولی خواجہ معین الدین احمدی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ ایک اور صاحب (سلام رسول ولد مولوی خان محمد) کا بیان ہے کہ میں نے ایک وقت خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب محمد عمر خان قدس سرہ اپنے دست مبارک سے خواجہ معین الدین جان کے ساتھ سارے اسماء دات کا نقشہ لکھ رہے ہیں۔

ان حالات سے معلوم ہوا کہ ان کی ولایت وہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نفع ہی میں نوازا۔ انہیں فیض ولایت ظاہر اگرچہ ان کے والد ماجد حضرت خواجہ آغا عبدالحی جان سے ہوا مگر درحقیقت ان کے جد امجد سے ہوا ہے۔

حضرت اسیر محمد کے فرزند حاجی عبدالقوی نے آب سے متعلق دو خواب بیان کیے ہیں جو نہایت ایمان افروز ہیں :

”پہلا خواب آب کے حیر حیات میں ۱۰۶۳ھ میں دیکھا کہ رات کا آخری حصہ ہے یک بڑا شہر ہے اور اس میں ایک بڑی جامع مسجد

- 
- ۱۔ مختصر سوانح حضرات نقشبندیہ مجددیہ مسمیٰ بہ مقدمہ سلسلہ حضرت چشموی (اضافہ از غلام رسول) ص ۶۱۔
  - ۲۔ مقصد تصوف یعنی ارشاد السالکین، ص ۶ تا ۸۔

ہے جس میں اولیاء کا جمہ عمر بیٹھا ہوا ہے۔ حنیٰ کہ حضرت قبلہ کابی  
چشموی مدظلہ العالی (آن دنوں آپ بقیہ حیات تھے) بھی اس میں جلوہ  
افروز ہیں اور اس مجمع کے وسط میں حضور پر نور حضرت رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حضرت محترمہ آغا معین الدین جان قدس سرہ  
اس مجمع کو دلی ملاً رہے ہیں۔ اس دوران میں حضرت حضور صلعم نے  
فرمایا: یا معین الدین دمیں پانی پلاتا۔ آپ نے ایک گلاس حضور صلعم کی  
خدمت اقدس میں پیش کیا۔ وہ گلاس سب مجمع کو بلایا۔ حنیٰ کہ آخر  
میں ایک گھونٹ حقر کو بھی شائبہ درمیاہ خدا کی قسم پانی نہایت حوسودار  
اور میٹھا تھا۔

”اسی اثناء میں خواب سے انداز ہو۔ تمام حسمہ حسمہ میں سر اور بھا۔  
اس خواب کے بعد تقریباً ایک ہفتہ تک میں سوئے میں ڈر رہا۔ میں نے  
ایک عریضہ حضرت عبداللہ علی حان کی خدمت میں بھیجا اور اس خواب کا  
مذکرہ کیا۔ آپ نے اسے سہفت نامہ میں حقر کو مبارک باد لکھی تھی۔  
اس کے بعد حقر آرام سے سوئے۔ اس خواب کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ  
آغا معین الدین ایک ولی کامل اور نامکمل ہیں۔“

دوسرا خواب ہوں یاں کیا: ”میں برس ۱۹۶۵ء کی رات کو مدینہ منورہ  
میں خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی کے صحن میں جناب آغا معین الدین جان  
بیٹھے ہیں۔ صحت سے حضرات ارد گرد بیٹھے ہیں۔ آپ کی ریش مبارک  
نہایت سمد ہے۔ چہرے پر نور برس رہا ہے۔ جب میں نے جناب کو  
دیکھا تو ڈرتے ہوئے جناب کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر بوجھا، حضرت  
آب مدینہ سر پر کبب تشریف لائے ہیں؟ فرمایا کہ میں یہاں ہوں، حضرت  
صاحب قبلہ کابی حسموی مدصہ لعلی سے مجھے خلافت عنایت فرمائی ہے۔  
مدینہ منورہ میں میرے تقریباً سچ ہزار مرید ہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت  
آب کا ٹھکانا کہاں ہے نا کہ میں رنارت کرنے آؤں۔ فرمایا میرا یہاں کوئی  
ٹھکانا نہیں، میں یہاں مہمان ہوں۔ حضرت سیدنا بوبکر صدیق، حضرت  
سیدنا عمر فاروق، حضرت سید الشہداء امیر حمزہ، حضرت سیدنا انس اور حنہ

صحابہ کرام اجمعین کے اسمائے مبارک آئے۔ روئے ہوئے حضرت کے ہاتھوں  
 دو سوہ دیا اور سند کھن کٹی۔ مسجد کی شمار تک دوبارہ خواب نہیں آیا۔  
 اللہ کی قسم اب میرا نفس ہو گیا ہے کہ حضرت آغا معین الدین جان  
 قدم سرہ ایک کامل ولی تھے۔“

آپ ہمیشہ عبادات، ریاضات اور مجاہدات میں نہایت ادب و احترام کے  
 ساتھ مشغول رہے۔ اری معاہدے نے انہیں بہت عالی عنان فرمائی تھی۔ خلوت  
 و سہاق کی حصر تک دواخانہ قائم کیا وہاں ذکر الہی اور صفائے باطن کی محفیں  
 میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی غلام رسول آپ کے دواخانے میں حاضر  
 ہوئے۔ فرمایا کہ دوا سازی اور حکمت کو ذکر و فکر کے لیے نہایت کیر  
 لوگوں سے ایک حبیب میں اللہ آپ کو مدد کر رہا ہوں۔ دراصل میرا مقصد  
 حکمت اور دوا سازی نہیں۔

آپ کا وصال ۱۶، ۱۷ ستمبر (۱۳۸۳/۱۹۶۳ء) کی درمیانی شب کو  
 سول ہسپتال کوئٹہ میں پیٹ کے آپریشن سے ہوا۔

## ۲۷۹

### حضرت مندو نیکہ

آپ پشتونوں کے مشہور مسد 'مندو خیل' کے جابر اعلیٰ ہیں۔ مندو خیل  
 قبیلہ بنی قریظ کی ایک مشہور شاخ ہے۔ آپ کی شہرت بحیثیت ولی اللہ کے  
 ہے۔ آپ کو مرار فورٹ منڈین (ضلع ژوب) سے ۳۵ میل کے فاصلے پر  
 'کڑ داؤ' کے مقام پر ہے۔ 'کڑ داؤ' کو وزیر باج بھی کہا جاتا ہے۔ میر  
 پر دمرہ اور گند ہے۔ لوگ بڑی تعداد میں زیارت کے لیے آتے ہیں۔

مانا نیکہ

مانٹر کئی نیکہ

مری گاؤں تحصیل ہندو باغ میں مانٹر کئی نیکہ کا سر ہے ۔ کون سے  
تے ہیں ۔

مائی خیرو

دہاوا لہری سے ہیں ۔

مائی سیدو

بھائی قبیلے سے ہیں ۔ نساں میں مر رہے ۔ بھائی ، سوہرائی سب برات مزار  
پر نذرانہ پیش کرتے ہیں ۔

## مائی نٹرو

غزلی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں ۔

## محبوب غازی

کوئٹہ ماہاری میں مازی کاریز کے کنارے دفن ہیں ۔

## محمد دین آغا

آب کا مزار قبرستان سہری کسان میں ہے ۔ آپ عائشہ اللہ کاریز میں  
رہتے تھے ۔ آپ کی ذات سہلری سید ہے ، حوانی میں باکل ہو گئے تھے ۔ آب کے  
والد محترم کا نام خان تھا ۔

## محمد اللہ پیر

آپ کا مقبرہ بھاگ سے ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے ۔ دو صدی قبل پنجاب سے  
تشریف لائے تھے۔



## مرجان نیکہ

مسلم باغ میں خیسا رہ گاؤں میں مرار ہے ، کرل فیسے سے ہیں ۔

## مست گیلان

کوئٹہ میں کمتو کے بہار کے دامن میں سملی گاؤں میں دفن ہیں ۔ ایک  
ٹیپہ ان کے بارے میں ملتا ہے ۔

تر مست گیلان لیونٹی نشہ

دینوراوک یہ پتوہی ، سملی غواپی

ترجمہ : مس گیلان سے زیادہ دیوہ کوئی نہیں ۔ وہ سوراوک کے  
کھیتوں میں گھومتے ہوئے سملی ڈھونڈ رہا ہے ۔

## ملا اولیا

ملازنی سنزر خیل کاکڑ ہیں ۔ ان کا مقبرہ برناتی میں کونوی گاؤں میں ہے ۔

## ملا باران اخوند

تعلیق ، کوئٹہ سے سدرہ میل نے فاصلے پر میل کی جانب دو ہیں ۔  
خوستی سید قبیلے سے ہیں ۔

## ملا جوگی نیکہ

منزل کمر ، تحصیل پوری ضلع پورانی میں دو ہیں ۔ سارو مسے سے ان کا  
تعلق ہے ۔

## ملا رسول نیکہ

ان دو مزار کسمان میں عمرہ ۔ سو پھاند کے قرب سہار کے دامن میں ہیں ۔

## ملا رسول آخوند

آب کدے زنی منزل خیل کاکڑ ہیں ۔ مقبرہ زلگینوال گاؤں میں پورالانی  
شہر سے ڈیڑھ میل شمال کی جانب ہے ۔

۲۹۵

## ملا ستار آخوند زادہ

آپ کا مقبرہ کلی چیتہ علاقہ اوڑھائی تحصیل پوری ضلع نورالائی میں ہے ۔  
عبدالرحیم زئی سنزو خیل کا کڑ ہیں ۔ دچینواخوند زادہ کے نام سے معروف ہیں ۔

۲۹۶

## ملا مبین

عنی زئی کا کڑ ہیں ۔ نیرن عنی زئی گول میں ۔ درمیں جو و لائی ڈرہ ساری حال  
روڈ پر ۱۹ میل کے فاصلے پر ہے ۔

۲۹۷

## ملا صدیق آخوند

محصل ہرنائی میں گوندی غور دی کے درمیں دو ہیں ۔ ب بیسی سید ہیں ۔

۲۹۸

## ملا قدوس آغا

آپ پیچی سید ہیں ۔ سرکل تحصیل ہرنائی میں آپ کا مزار ہے ۔

## ملا مردان نیکہ

آپ کا کڑ ہیں ۔ آپ کا مدفن درگئی کاؤں ، تحصیل بوری ، ضلع لورالائی  
میں ہے ۔

## ملنگ صاحب

بوستان میں کلی منوٹیان میں دفن ہیں ۔

## منڈہ انا

آپ کا مزار سرانان شین کے قریب نئی کلی میں ہے ۔ روایت ہے  
کہ آپ مغلیہ دور حکومت میں زندہ تھیں ۔

## موج دین پیر

مضرت غوث بہاء الحق کے نسب کے سلسلے سے ہیں ۔ بہاک میں مزار ہے ۔

۳۵۳

## موری نیکہ

مسلم باغ کے اصراف و اکناف میں کہیں دفن ہیں ۔

۳۵۴

## میر حسن گزندہ

گلستان میں کوئٹہ کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر مر رہے ہیں ۔

۳۵۵

## میر نیکہ

قوٹہ سولیمین کے سیرانی قوم کے علاقہ مانو حید میں کٹڑم کے مقام پر دفن ہیں ۔

۳۵۶

## مانو نیکہ

آپ کا مراد ساہرگ تحصیل برٹانی ضلع سی میں ہے ۔ وادی مانرا کے ولی ہیں ۔ کراست کے دریمے پانی کا جسم پیدا کیا ۔

## میاں شادی نیکہ

آپ کو اس تحصیل بردی کے رہنے والے تھے۔ روایت ہے کہ کواس کی  
نرانی لسمی کو آپ نے نام کیا تھا جس کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں۔

## موسلی شیخ

سارگ سے ڈیرہ میں کے فاصلے پر آپ کا مقبرہ ہے۔ شاہرگ کی زمینوں  
کو سیراب کرنے والا حشمہ آپ کی کرامت سے بھوٹا تھا۔

## مالی، اخوند صاحب

آپ کا مزار ضلع سبی کے سنی کے قریب ہے۔

## ملا عمر نیکہ

آپ عارف آل سید ہیں۔ آپ کا مزار کلی عبدالحق ڈوب میں ہے۔

### محمد نیکہ

آپ کا تعلق مندو خیل قبیلے سے ہے - سرور ڈبرہ ضلع ژوب میں ہے -

### موسم شیخ

آپ شادے ری کدے زئی سنزر خیل کا کڑ قبیلے سے ہیں - اوریاگی گاؤں تحصیل پوری میں دفن ہیں -

### ملغوزار نیکہ

آپ کدے زئی سنزر خیل کا کڑ ہیں - دونوں درگٹیوں کے درمیان آپ تحصیل پوری میں دفن ہیں - بعض لوگوں کے خیال کے مطابق یہ مسلمان پہلوان ہی کا دوسرا نام ہے -

### محمد شریف خلیفہ

آپ پشاور سے یہاں آئے تھے - لورالائی سے دو میل شہل کی جانب کلی اوریاگی میں آپ کا مزار ہے -

## ۳۱۵

## نانی کا مقبرہ

ہنگلاح ہو دریائے ہنگول کے کناروں پر واقع ہے میں ایک زیارت گاہ ہے جس کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وہ پارتنی یعنی کالی دیوی یا - دی کا مزار ہے - مسلمان بھی اس کو صدیوں سے متبرک سمجھتے ہیں - دونوں مذاہب کے حوروں کی زیارت کے لیے آتے رہتے ہیں - مسلمان اسے نانی کا مقبرہ کہتے ہیں -

مشہور مورخ ڈیے کا حوالہ ہے کہ نانی کا تخیل دریائے فرات سے دریائے گنگا تک بہت مقبول رہا اور غالباً یہ تخیل کلدانیوں کے تخیل نانا سے لیا گیا ہے جو حضرت ابراہیم سے آسم و زمین ایک ہزار سال پہلے کی قوم تھی (یعنی یہ ہزار سال قبل مسیح - دیکھیں ”بی بی نانی“ اور ”غائب پیر“)

## ۳۱۶

## سید نور احمد شاہ بخاری

آب کا مزار لورالائی جھاؤں میں ہے اور سب کے مزار پر یہ اشعار کندہ

ہیں :

کرد تکمیل این خانقاہ نورانی  
شاہ بخاری ولی یزدانی  
شوق و سعی و بلیغ ہمت خود  
بلندہ نمبر ۱۵ رسالہ ملتانی  
سیرہ صد و یازدہ سنہ یود  
ہست و پنجم جہادی الثانی



بڑے برگزیدہ بزرگ متصور ہوتے ہیں۔ شعائر اسلام کے سخت ہابہ  
تھے۔ حلال و حرام کی بہت زیادہ تمیز کرتے تھے۔

۳۱۷

### نوگزین بابا

ان کا مزار کوئٹہ چھاؤں میں ہے

۳۱۸

### نہال مساکوی

آپ کا مقبرہ علاقہ مری، کابان سے چھ میل کے فاصلے پر کنگی کے مقام  
پر ہے۔

۳۱۹

### نور محمد سیّد

آپ کا مزار مشکان تحصیل سیبی میں ہے۔

## حضرت خواجہ ولی بابا

آپ کا سلسلہ نسب ماہوں شب میں حضرت سید خواجہ قطب الدین محمد سلطان مودودی حسی سے ، اٹھائیسویں نسب میں حضرت امام حسینؑ سے اور بیسویں نسب میں حضرت غنیؑ سے ملتا ہے ۔ آپ کو چشتی و مودودی کے نسب سے اس لیے یاد کیا جا رہا ہے کہ آپ کی ولادت حشب (افغانستان) میں ہوئی ۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ فیصل الدین نے آپ کو تعلم دلائی ۔ محض غم کے بعد بیسویں اور پھر وہاں سے کوئٹہ ، کوہ خواجہ غمر کے درمیان میں ہی کراچ میں رہ کر ہوئے ۔ آپ نے یہاں کانسی مسلے میں مادی کی ۔ آپ کا غرض برسوں کی کراچی میں شان و شوکت سے منانا تھا ۔ آپ کے مسطوطیں سے عربیہ ، سید ظاہر شاہ اور سادات کراچی ہوئے ہیں ۔ کراچی کے سارے آپ کی ولادت ہیں ۔ اب سے تقریباً چار سو سال بستر جب آپ کوئٹہ شریف لائے تو اس وقت کانسی قوم کی حاضری آبادی کے علاوہ چارہ بیسویں کے حیدر گھر تھے ۔ کوئٹہ کی حبشت ایک گاؤں کی سی تھی اور یہاں کے لوگ جاہل و رستگاری سے مایوس تھے ۔ آپ نے مساب سے پہلے یہاں تبلیغ دین کی ، آداب و حلال سکھانے اور لوگوں کی بھرتی کر دی ۔ آپ کی بیسویں سے مری ، پٹنہ ، بروڑی ، رابوٹی اور کرد فائل کی درس دیا ۔ ابھی خداونیں حد ہو گئی ۔ آپ کی ولایت و کرامت کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی اور لوگ دروازے نذرانہ عقیدت و ارادت سے حاضر ہونے لگے ۔ اکثر لوگ آپ کی مہرکت ذات سے فرست کی خاطر وہیں آباد ہو گئے ۔

آپ کی مہر سی کرامتیں مشہور ہیں ۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی ، وہ درحقیقت خود بھی ولی تھے ۔ آپ نے انہیں پہچان لیا ۔ ان کی خوب خاطر تواضع کی اور انہیں آئندہ کے لیے پھر مدعو کیا ۔ انہوں نے دعوت قبول کی اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد پھر آئے ۔ ان کے ساتھ

ایک بڑا سانپ بھی تھا۔ آپ نے اسے سانپ لے کر ضرورت کا استفسار کیا تو بزرگ نے کہا کہ آپ میرے سانپ کی حورک ہی کا بیٹ بھر انتظام نہیں کر سکتے، مجھے کیا کہلائیں گے۔ یہ ایک وقت میں دو ہیں کہا جاتا ہے۔ حواہ صاحب مسکرائے اور دونوں کے معام کا انتظام فرمایا۔ ایک کمرے میں سانپ کے ساتھ دونوں میں سے کر دے۔ صبح جب دروازہ کھولا تو میں سلاست کھڑے تھے اور سانپ غائب تھا۔ بزرگ حیران تھے۔ آپ نے انہیں سلی دی، میں نے سیگ کو چھکا دیا تو سانپ زمین پر گر پڑا۔ بعد میں اس بزرگ کی وصیت کے مطابق خواہ ولی صاحب کی درگاہ میں اسے دفنایا گیا۔

ایک دفعہ ایک نرس نے آپ کو رماے کے لیے پ کو دعوت دی، دوسرے مہمانوں کی سلاوہ ایک دیکھی گئی تھی۔ یہ معلوم نہ جا سکے کہ اب تو اس کا ادارہ ہوا ہے، نہیں۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر آپ نے میرا کو طاب فرمایا۔ ورنہ مخصوص دیکھی کو منگوا دیا۔ یہ حکم سننے میں اس پر تردد جاری ہو گیا۔ آپ نے اسے سلی دی اور کہا کہ جاؤ دیکھی نے او۔ وہ جب دیکھی لے کر حاضر ہوا تو آپ نے بوجھ کر گوشت کل حذ ہے یا نہیں میرا بولا، بالکل بیا ہے حضور۔ اب لے ڈھکن ٹھایا و اس میں رہہ بیٹھی ہوئی تھی۔ سب لوگ یہ نہ دیکھ کر سسر رہ گئے اور میری کسی وقت آپ سے معافی کا خواستگار ہوا۔

خواہ ولی بابا کے وصال کے بعد جہاں آپ کی لاش کو غسل دیا گیا وہاں ایک باغ تھا جو باغ رسول بخش کہلاتا تھا۔ وہاں جو باغ تھا وہ متعدد متعدی امراض کا علاج سمجھا دیا تھا۔

## وچ نیکہ گان

لوگ آپ کو شہید سمجھتے ہیں۔ لورالائی شہر سے ایک میل تر واقع گاؤں رودلیں کے ملا حدر ہریستان میں آپ دفن ہیں۔ جسم کی ہڈیاں اور ایک آدھ عضو کی جشک جلد دکھائی دیتی ہے۔

## ہفت ولی

سی ڈویرن میں سوراں سے سہ کی جانب قریباً آٹھ میل دور ’ہٹاری‘ کے مقام پر سات بزرگوں ’ (شاہ عمر، ولی نعمت اللہ شاہ، محمود شاہ (مقامی لوگ مہمبند کہتے ہیں، شاہ یوسف، شاہ امین الدین، شاہ وار‘ اور شاہ یوسف) کے مزار ہیں۔ جنہیں عرب عام میں ’دردار ہفت ولی‘ کے نام سے بکرا جاتا ہے۔ ویسے شاہ عمر کا مقبرہ کبچ میں ہے اور شاہ وار کا سندھ میں اور باقی حضرات یہاں ’ہفت ولی‘ میں مدفون ہیں۔ یہ مزار قبہ کی شکل میں پہاڑوں تر درختوں کے حینہ میں تعمیر کیے گئے ہیں۔

- ۱۔ ’بلوچستان ڈسٹرکٹ گریڈر‘ جلد ششم الف، لکھی، سبئی۔ ۹۰ ص ۵۶۔
- بنف ولی، عبدالرحمن بربائی، ایڈ لاپور، اگست۔ ۱۹۶۰ صفحات ۱۳، ۲۵۔
- ۲۔ ذکیر سردارخان (سر مست بلوچستان۔ ٹوئڈ، ۱۹۹۵ء صفحات ۳۲) لکھتی ہیں ”سوراں کے قریب قدیم زمانہ کے سات بزرگوں کی ایک جگہ قبریں ہیں۔ ان کو بنف ولی کہتے ہیں۔ غالباً یہ سات بزرگان دین آن عرب شاردان اسلام سے سے ہوں گے جنہوں نے اس علاقے کو آج سے ۱۳۵۰ برس قبل فتح کیا تھا۔ آپ (طوق علی مست) ان کی زیارت کے لیے گئے اور واپس شوزان آ گئے۔“

حضرت ولی نعمت اللہ شاہ کی اولاد کھیری کہلاتی ہے۔ جسے احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ کھیری کہلانے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرنہ آپ ایک جنگلی درخت پر جو مقامی بولی میں کھیر کہلاتا ہے سوار ہوئے اور درخت آپ کو گھوڑے کی مانند اٹھا کر روانہ ہوا۔ اس روز کے بعد کھیر کی نسبت سے آپ کی اولاد کھیری کے نام سے پکاری جانے لگی۔

مقامی روایات کے مطابق جب حضرت امام حسین شہید ہوئے تو یزیدی افواج نے سوحوں کو اس لیے ملک بدر کر دیا کہ انہوں نے حضرت امام حسین کا ساتھ دیا تھا۔ د. لوگ ہجرت کر کے مکران آئے۔ پھر حضرت ولی اللہ شاہ حند دیگر بلوحوں کی معیت میں ہجرت کر کے موجودہ مقام پر پہنچے جہاں ان کا سہارا ہے۔ یہاں آپ نے ایک خاصہ ایک اونٹ دے کر خرید لیا۔ اونٹ کو مقامی بولی میں حوترا کہتے ہیں۔ اس لیے یہ علاقہ حوترا مشہور ہوا اور آج کل اسی نام سے مشہور ہے۔ دربار ہند وں کی زیارت کے لیے لوگ دور و نزدیک سے آتے ہیں۔ وہ عام طور پر اونٹوں اور دوسرے بار برداری کے جانوروں پر سفر کر کے پہنچتے ہیں۔ سال میں ایک بار عرس بھی ہوتا ہے۔

ان صوفیائے کرام نے اس خطے میں دین اسلام پھیلانے میں گرانقدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ مگر ان کی مصیبت معلوم نہیں صرف چند کرامات لوگوں میں مشہور ہیں۔

’دربار ہند ولی‘ کے قرب و حوار میں کسی شخص کو جاریائی پر سونے کی اجازت نہیں۔ اس لیے لوگ زمیں پر سوتے ہیں۔ ایک مرنہ لیفٹنٹ کرنل سر آرمن ڈیو جو ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۳ء تک بلوچستان میں اے۔ جی۔ جی۔ آرہ حکا ہے، اس علاقے کے دورے پر گیا۔ راب کو جاریائی پر سونے لگا تو لوگوں نے منع کیا اور بتایا کہ یہاں کوئی شخص جاریائی پر نہیں سو سکتا۔ تعلیم یافتہ شخص کو اس بات کا یقین کیسے آتا اور وہ بھی اے۔ جی۔ جی۔ کے

مصطفیٰؐ کا کہنے لگا ”ہم لاٹ صاحب ہے ہم ضرور جارنائی پر سونا ہے۔ ہم کو کچھ نہیں ہونا۔“ ادھی رات کے قریب اس نے دربار سے متعلقہ فقیر کو بلایا اور کہا کہ تمہارے پیروں کی طاق کا قائل ہو گیا ہوں۔ آہوں نے اب تیسری بار مجھے جارنائی سے بچے کرا دیا ہے۔ ہر دفعہ جارنائی آتی ہو جاتی تھی۔ اور میں اس کے بچے ہونا تھا۔ پہلے میرا گنا تھا کہ تم میں سے کوئی سہارت کرنا ہے۔ اب اچھی طرح دیکھا تو سہ چلا کہ کسی کی سہارت نہیں ہے۔ لہذا جارنائی خود بخود آٹھ حلق ہے۔ سر آرمین ڈبو نے دربار کے لیے کچھ رقم بھی دی۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ زہراؓ کا ایک وڈیرا عرس میں شریک ہونے کے لیے آتا۔ وہ دربار کے عقیدت مندوں میں سے تھا۔ جو فقیر دربار سے متعلق تھے آں میں سے ایک کی نسب میں سور آگیا۔ اس نے حوروں سے کہا کہ ایک دروبند وڈیرا آ رہا ہے اس کے پاس مجھے اچھے ٹھوڑے اور بہت سا مال و متاع ہے، رات کو آجانا اور آتے حر پر۔ دروبند کرنے کے بعد ٹھوڑا سا حصہ مجھے بھی دے دینا۔ یہ بات حوروں کے سامنے گئی۔ وہ رات کو آئے اور وڈیرے کو گہری نیند میں مل کر اس کا بچہ سہاں اور ایک دو گٹھوڑے لے گئے۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ یہ دیکھ کر رگ رہ گئے کہ وہ ابھی اسی مقام پر تھے جہاں سے وہ لوگ چلے گئے۔ صبح سوئے تک وہ اسی جگہ میں رہے۔ آخر تھک ہار کر اپنے فعل پر نادم ہوئے اور ’دربار بخت وی‘ میں پہنچ کر معذرت خواہ ہوئے۔

ایک بار ایک ہندو لڑکے کی سادی ہوئی۔ وہ درختیہ سادی کے قابل نہ تھا۔ آنور وندک اور لونانی علاج کے علاوہ ستر وغیرہ کو بھی آزمایا مگر اس کا مرض رفع نہ ہوا۔ ہر طرف سے نا اُمید ہو کر اس کا نام ’دربار بخت ولی‘ میں حاضر ہوا۔ دعا کی۔ منکر اسلام کی دلی مراد بر آئی۔ لڑکا صحت یاب ہو گیا اور اس نے نانچ ہزار روپے کی مایہ کا ایک سونے کا تاج بنوا کر دربار میں بھجوا دیا۔

## ملک یار غرشین

ایک قیاس کے مطابق آج فوراً سنیں سے معری قطب کی جانب ۸۰۰۰ فٹ اونچے پہاڑ عرشین میں رہنے والے جہاں اب بھی حریف ل، غار ل، یا پری ناں سادات رہتے ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق آج سن یا رازہ سم کے غرشین سے نہیں جو سڑک کی طرح ہے۔ پسوں مورجی سے آج کو ولی شہ کہا ہے۔ آج سب سے پہلے سڑک کی طرف سے پہلے یار ملتان پر حملہ کیا و اب بقاء حیات ہے۔ وہاں سے آج ہی سرگرمی گئے اور وہیں وفات پائی۔ خان جہاں بدعی نے کہا ہے کہ آج کا سال ملتان ہی میں ہوا تھا۔

ملک یار غرشین ایک مسلمان کی جانب سے سلام کے غنیمت حاصل کیے، ان کا مقصد حب لوگوں کے سلام کا سامنا تھا۔ انہوں نے فتح دہلی کی جنگ میں شہاب الدین محمد سے غوری کا ساتھ دیا اور ان کی رجسٹریشن سے مسلمانوں میں رازہ حوس اور دیوانہ ہوا۔

نظم کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو :

- ۱۔ خدا پہرے سا ہے۔ اچھی بھاری ٹوٹی ہے۔ وہن دوسروں کا ہے۔ غازیو دیکھو۔ خدا پہرے ساتھ ہے۔
- ۲۔ دھیر دھیر کر دو۔ دشمن کو کٹ ڈبو۔ اسے ہاتھوں سے رک لو۔ ہم کون بھاگیں گے کہ خدا پہرے سے ہے۔
- ۳۔ اگر حوصلہ برقرار رکھیں تو فتح ہماری ہوگی کہ ہم سیر ہیں۔ اسلام اور خدا پہرے ساتھ ہے۔
- ۴۔ غازیو آؤ۔ گھبرا ڈال دو۔ اور شہاب الدین غوری کا ساتھ دو۔ دشمن کو ناکارہ کر دو۔ خدا پہرے ساتھ ہے۔

آپ ایک با عزم مسلمان اور عظیم جرنیل اور وطن دوست قائد تھے۔  
اور دین اسلام کی محبت سے سرشار رہتے تھے۔

## ۳۲۲

### سید یوسف شاہ غازی

آپ کا سلسلہ نسب بارہویں نسب میں حضرت سیخ عبدالقادر جیلانی سے  
حاصل ہے۔ آپ کے ایک بزرگ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ تبلیغ اور  
اساتذہ اسلام کی عرض سے صوبہ سرحد آئے۔ بعد میں اس مشن کو سید خواجہ  
پیر بزرگ شاہ نے جاری رکھا۔ جو سید یوسف شاہ غازی کے والد تھے۔

سید بزرگ شاہ اپنے وقت کے جلیل القدر نا شرع مجذوب تھے۔ ان کے  
بارے میں مشہور ہے کہ وہ معرۃ اللہ ہوئے بڑے بڑے اے کھول دیتے تھے  
حتیٰ کہ ان کے نعرے سے دونوں بڑے ہوئے نائے بھی حشمِ زدن میں  
کھل جاتے تھے۔ ان کی بعیت سے لوگ دینِ برحق کی طرف رجوع کرنے  
لگے اور راہِ راست پر آئے۔

سید یوسف شاہ ستائیسویں رمضان المبارک کو ولد۔ صرف اسی سال  
میں پیدا ہوئے۔ ابھی ایک ہی سال کے تھے کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔  
پھر ہی میں حضرت شاہ سلطان پور شریف سے ظاہری و باطنی علوم کا فیض  
حاصل کیا۔ خداداد دیانت و قابلیت سے آپ نے بہت تھوڑے وقت میں  
شمی زندگی کے آغاز کے لیے تحصیلِ اسناد کی۔ ۱۹۳۰ء میں نوعی روڈ کوئٹہ  
آئے۔ ۱۹۳۶ء میں جیل روڈ بدہ کی غیر آباد فصلا میں ایک چھوٹی سی مٹی کی  
اس میں ریاض کرتے رہے۔ بڑے حلم، سادہ مزاج اور ہنس مکھ تھے۔  
آپ کی ولادت شہرہ دور دور تک پھیل گئی۔ ۲۷ اپریل ۱۹۵۲ء کو  
وفات پائی۔ ”بدے ہی میں آپ کا مزار ہے۔“

اب کی وفات کے بعد آپ کے بڑے بھائی پیر مسکین شاہ سجادہ نشین ہوئے  
مگر ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء کو وہ بھی مرزا صلح کیمبل پور میں وفات پا گئے۔



ان کے بعد یوسف شاہ غازی کے صاحبزادے شہزادہ پیر سید نور نبی شاہ نے سجادہ نشینی سنبھالی۔ اور آج تک وہی مسند نشین ہیں۔ یوسف شاہ غازی کے دو اور بیٹے بھی ہیں حبیب سلطان شاہ اور سید مرعضی شاہ۔

یوسف شاہ غازی کے اقوال و ارسادات میں دین برحق کی تعلیمات کا خلاصہ ملتا ہے۔ وہ نورانیہ نفس پر زور دیتے تھے۔ دنیا کو آخرت کی کھیتی کہتے تھے اور ساری وجود کو اس کاشت میں اسیر زندان سے سمجھ دیتے تھے۔ وہ کہہ کرتے تھے کہ نہی لازماً وہی ہوتے ہیں مگر وہی نبی نہیں ہو سکتا۔ نبی کی ماں معرفت پر نہیں بلکہ تقدس اور عصمت پر ہے۔ دلایل نفس کہانی مجاہدہ و عبادت ہے۔ سکون و تحسن راہد و مجاہد کے لیے ہے۔ وہی قرب خداوندی کا مستحق ہے جس پر عذاب خداوند قدوس ہو۔ جو حالات و احوال کے فائل ہیں ان کا قول معتبر نہیں۔ صوف و خلافت کی ساد و اویب اور اس کے نسب پر ہے۔ اس میں نفس امارہ مکر اور دلیل دشمن کی صرح ہے۔ جس صرح حوئے کو جب تک رنگا نہ جائے وہ پاک نہیں ہو سکتا اسی صرح نفس بھی ترکہ کے جبر مال نہیں ہو سکتا۔ غار عالم بھی ہو سکتا ہے مگر عالم غار نہیں۔ محبت ایک ایسی کیفیت ہے جو سراسر غلطہ الہی ہے۔ وہی اور دروس قابلِ حترم ہیں۔ سید محمد اس کا ہے جو سرسجود ہو کر رھائے اسی کی محض تشریف۔ اب شریعت اور طریقہ دونوں کے دائرے نہیں۔ توحید و ربانیت پر مبنی گنگو کرتے تھے۔ سبے والے مسخور ہو جاتے اور ہم سبیں ترکہ گاہ پر محمور ہو جاتے۔

آپ نے ولایت کی تحصیل کے لیے نوعی روڈ کی غمگاہ کے ناس والے حالات میں سبب سردیوں میں حد کشی کی۔ جس کا سارے کے حجاز زاد ہوائی سید ابورساہ کو اس وقت حلا جہ وہ ہے ستر پر نہیں تھے۔ بعد میں مسلسل تین سال تک وہ کوہ مردار کے دامن میں جلد کشی کرتے رہے۔ ان کی کرامتوں کے بارے میں سبھی حد ایک روایات ملتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جھونپڑی پر ایک جھنڈا کاڑھا تھا۔ ایک بار ایک سید ریس بزرگ آئے انہوں نے جھنڈا اکھاڑنے کا ارادہ کیا۔ ان کے مرید سائیں گلاب نے انہیں حضرت غاری کی مہربانی میں سے کیا۔ آپ نے آنے کا سبب

ہوچھا تو اس بزرگ نے کہا کہ میں اس علاقے کا ابدال ہوں اور جھنڈا مارنے کی غرض سے آیا ہوں۔ یوسف غازی نے مسکرا کر اس کی اجازت دے دی۔ جوسہی نووارد بزرگ نے جھنڈے کی طرف اتنا ہاتھ بڑھایا وہ زمیں میں دھنسا شروع ہو گیا۔ حضرت نے اپنے خادم سے کہا کہ اسے ہاتھ سے نکتو کر زمیں سے اہر نکالو۔ خادم سائیں گلاب نے جواباً عرض کیا کہ انہیں زمیں کھود کر نکالنا پڑے گا۔ آپ نے ترجستہ فرمایا کہ اسیں زمیں کھود کر تو نہیں گڑا گا تھا۔ بعمرہ اسدھو سے انہیں زمیں سے نکل دو۔ حناہد ایسا ہی ہوا۔ بزرگ نے مدد یوسی کی، معافی کا خواستگار ہوا، بیعت کر کے غری جلا گیا۔ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ کوہ مردار کے ایک سار میں بہت عرصے تک قیام پذیر رہا۔

## ۳۲۵

## حضرت خواجہ یحییٰ کبیر غرغشی

آپ کوہ سلیمان کے مصافات میں۔ بہر علی کے مقام پر ۷۰۰ھ ۷۱۳ھ کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ ایاس تھا۔ دادا کا نام محمد بخیار اور دادا کا نام ای سعید اسحاق ہوا۔ آپ عربی قبیلے سے تھے جو علاقہ شیرانی (وادی ژوب) میں آباد ہے۔ بچپن ہی میں ولایت کے آثار آپ میں موجود تھے۔ رمضان کے روزے رکھے تھے اور دوسرے عیوں کی طرح کھیل کود میں نصیب اوقات نہ کرتے تھے۔ انسی جوانی کی سرحد کو چھوا ہی تھا کہ دینی علوم کی تکمیل کر لی۔ جوانی میں معنوی اور روحانی فضیلتوں کے کمال تک رسائی حاصل کر لی تھی اور کسی کامل مرشد سے بیعت کے آرزو مند تھے۔ ایک رات کے مطابق انہی پر ارادہ کیا تھا کہ خواب میں مردار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ محدوہ چہائیاں جہاں شب سد جلال الدین حسن

- ۱۔ مقام حضرت خواجہ یحییٰ کبیر مولانا عبدالحلیم اثر افغانی، مضمونہ اولیٰ نمونہ بہ اپریل ۱۹۹۶ء مستحق بد صفحات ۷۲ تا ۲۳ (مخلص و ترجمہ)۔
- ۲۔ شیخ انور شوریانی۔ سد عبدالحلیم اثر افغانی۔ اباسین پشکو کراچی حوالاتی ۱۹۹۷ء ص ۱۳۔

کوچ شریف بہاولپور اب کے مرید ہیں، ان سے معاف کر اس - صبح آٹھ بجے سو  
 غارہ سفر ہونا چاہتے تھے کہ اتفاق سے حضرت مخدوم جہاںیاں ایران اور  
 سیستان کے سفر سے واپسی پر سہرہ غنی پہنچے - حضرت جوحدہ بھائی کمر کو  
 خبر پہنچی تو اسے احساس کیا کہ اس سے ملنے جا کر رہے - انہیں یہ خبر کہ اس نے  
 باغ غنی کے مخدوم سے کہا کہ وہ اس وقت شہرہ بڑی باتوں کے لئے  
 حدود حدین و تیرہ کا ایک رگڑہ، تیرہ سال کا مرید ہے اور ہے -  
 دوسرے دن اس کی تربیت ہے - حضرت مخدوم مسجد سے اس کے پاس گئے  
 ان کا وز بہت سہرا ہے اس لئے - ۱۵۸۰ء - ۱۵۸۱ء - ۱۵۸۲ء - ۱۵۸۳ء  
 ہے - ۱۵۸۴ء - ۱۵۸۵ء - ۱۵۸۶ء - ۱۵۸۷ء - ۱۵۸۸ء - ۱۵۸۹ء - ۱۵۹۰ء  
 حضرت مخدوم کے ہمراہ رہے - ۱۵۹۱ء میں حج کیا - اس کے علاوہ ان کی معیت  
 میں انہوں نے تبلیغ و اشاعت - رام کی حاکم - حاکم - حاکم - حاکم - حاکم -  
 عراق - عرب - غزوہ - حاکم - حاکم - حاکم - حاکم - حاکم -  
 ہندوستان اور ستوں علاقوں کے لئے انہوں نے خصوصاً مور - لکنا، جس  
 میں انہوں نے طریقہ شریف اور معارف کی تعلیم دی - ان کی ایک لوگ  
 ان کے مرید ہوئے اور ان کے مرنے کے بعد ان کے مرید ہوئے - حضرت مخدوم کی  
 وفات ۱۵۹۸ء کے بعد ان کی حضرت بھائی نے جو اس سال تک ان کی معیت  
 میں سرگرم رہے - حسنیہ - ورد، سنگ کے ساتھ ہوئے - ان کے مرنے کے  
 مریدوں اور حنفی کے بعد ایک لاکھ تیس سو ساٹھ تھے -

اب کے دو فرزند حضرت شیخ صبرامندی اور حضرت جوحدہ معروف  
 تھے - خواجہ معروف کے ماں سے پیدا ہوئے ان کے شیخ زادہ معروف ہے  
 اور اسی محلے میں مسجد جامع خواجہ معروف بنی ہے - جس میں حضرت اخوند  
 غزویہ، حضرت - حضرت حضرت بڑی - حضرت بڑی، حضرت بڑی،  
 حضرت شاہ معصوم، حضرت شیخ حمید ساوڑی نامی اور حضرت میاں  
 محمد عمر غسیادی نے آیات و احادیث کیا ہے - اب ان کے مرید ہیں شیخ زادہ  
 اور صدرالہندوز بھی رہے - آپ کا مزار بہاولپور میں سنوں میں ہے جو  
 شہر کے جنوب مشرق میں واقع ہے -

اب کے ایک سو ستائیس سال کی عمر میں ۲ صبرامندی ۱۵۹۲ء - ۱۵۹۳ء - ۱۵۹۴ء  
 ۱۵۹۵ء کو اس جہان فانی سے کوچ کیا -

## یاسین نیکہ

سبز زنی حمزہ زنی سر رحیل کا کڑ ہیں۔ آپ کا مزار میختر میں لورانی سے  
۵۰ میل کے فاصلے پر ہے۔

---

## اضافات

صفحہ ۲۲ سطر ۲۳ ”سرہ المزیز“ کے بعد

المتوفی ۵۹۱۷/۱۲۲۰ء

---

صفحہ ۲۶ سطر ۲۱ کے بعد

سلسلہ قادریہ کے میاں میر لاہوری (المتوفی ۸۱۰۵/۱۶۳۵ء) کی ولادت سیوستان میں ہوئی۔ اُن کی بہن بی بی جہاں خاتون نے جو عارفہ تھیں تمام عمر سیوستان میں اپنے آبائی گھر میں بسر کی۔

---

صفحہ ۳۳ بذیل ”آخوند پیر“

آپ بارکھان (خلع لورالائی) میں دیا آخوند کے نام سے مشہور ہیں۔ بارکھان شہر کے شمال مغرب میں ایک قبرستان ہے جو ڈاڈا آخوند قبرستان کے نام سے معروف ہے وہیں ہیست خان المعروف ڈاڈا آخوند کا مزار ہے۔ ۱۹۸۰ء میں حنفی قبیلہ کی کوشش سے بابا آخوند کے مزار پر ایک چھوٹا سا خوبصورت گنبد تعمیر ہوا ہے۔ اس قبرستان کے شمال میں عید گاہ ہے۔ مشرق و مغرب میں برساتی نالے ہیں اور یہ دونوں نالے قبرستان کے جنوب مغرب میں مل جاتے ہیں۔ یوں یہ قبرستان تین اطراف سے برساتی نالوں کی زد میں ہے۔ موسم برسات میں ان میں بہت تیز اور وافر مقدار میں پانی آتا ہے۔ جس سے ہر سال اس قبرستان کا کچھ حصہ پانی کے ساتھ بہہ جاتا ہے۔ اس قبرستان کی حفاظت کے لیے یا تو برساتی نالوں کے کناروں کو پختہ کیا جائے یا پھر پانی کا رخ موڑنے کے لیے بند تعمیر کیا جانا چاہیے۔

آپ کا تعلق حسنی قبیلہ سے تھا۔ بارکھان شہر کے غرب میں ہن ندی کے پار حسنی قبیلہ کے ڈیڑھ سو سالہ قدیم کھنڈرات نظر آتے ہیں۔ کھنڈرات کے گرد قدیم قلعہ کے آثار بھی موجود ہیں۔ قلعہ کی حدود میں حسنیوں کے مکانوں کی ترتیب کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ڈیڑھ سو سال قبل مری اور کھتران قبائل نے حسنی قبیلہ پر یورش کر دی تھی۔ جس کے باعث حسنی بارکھان چھوڑ کر چلے گئے اور ان میں سے بیشتر اب رزکن کے مقام پر آباد ہیں۔

بابا اخوند کا مزار جس قبرستان میں واقع ہے وہ تقریباً بارہ ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے۔

صفحہ ۸۸ سطر ۴ ”آپ کے.. غیر مسلم تھا“ کے بجائے

چاغی کی موجودہ تحصیل دالبندین کی حدود سے لے کر سیستان تک سجادین (جو اصل میں آتش پرست تھا) نامی حکمران کی عملداری تھی۔ اس کا صدر مقام سبز وار تھا۔ لیکن اس نے اپنے لیے ایک محل اور قلعہ چاغی نامی قصبہ سے کچھ فاصلے پر واقع گاؤں پر گیانان نامی میں بنا رکھا تھا جس کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔

صفحہ ۹۳ سطر ۳ ”اور ظلم و ستم سے.. نوشکی میں ہے“ کے بجائے

حضرت بلانوش نے اپنی روحانی کرامات سے سجادین کو شکست دے کر علاقے کے عوام کو اس کے ظلم و تشدد سے نجات دلائی۔ اور اس علاقے پر حکمرانی کی۔ آپ حاکم قندھار کو خراج دیتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان پر تغلق خاندان برسر اقتدار تھا۔

آپ کا مزار چاغی قصبہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب میں افغان بارڈر کے قریب واقع ہے۔ یہ ایک پہاڑی مقام ہے۔ جہاں سارا سال عقیدت مندوں اور زائرین کا مجمع رہتا ہے۔

## پیر تقی شاہ

بھاگ (خلع کچھی) سے ۸ کومیٹر کے فاصلے پر آپ کا مزار ہے۔ یہ جہاں کے سادات خاندان کے مورث اعلیٰ اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ یہ علاقہ پہلے خوب آباد تھے مگر اب دریائے ناڑی کے رخ بدلنے پر غیر آباد ہے۔ تاہم سعادت نشین یہیں رہتے ہیں ان کے حاندن کے چند افراد بھاگ میں بھی مقیم ہیں۔

## خواجہ خاموش

آپ کا اصل نام نورالحق تھا۔ عادات کی وجہ سے ملا خاموش یا خواجہ خاموش کہلائے۔ ہرات افغانستان سے آکر مستونگ میں مقیم ہوئے۔ آپ افغان ہیں۔ آپ جامع مسجد کے ایک حجرہ میں متکف اور ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ کبھی کبھار تھوڑی بہت چہل قدمی بھی فرما لیتے تھے۔ نماز کے وقت حجرہ سے نکل کر نماز میں شامل ہو جایا کرتے تھے۔ مولوی شمس الدین مرحوم اور مولوی ولی محمد مرحوم ان کے خاص معتقدین میں سے تھے۔ زیادہ تر انہی سے کچھ دیر مجلس اور گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ولی محمد مرحوم ان کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ ہر روز رات کو کھانا پکا کر لے جاتا اور صبح جب برتن لینے جاتا تو وہاں اور عمدہ پکی ہوئی خوراک موجود ہوتی۔ واللہ اعلم یہ خوراک کون پکا کر لاتا تھا؟ وہ یہ خوراک اٹھا کر لے جاتا۔ خود بھی کھاتا اور دوستوں میں بھی تقسیم کرتا۔ مولوی ولی محمد مرحوم کا کہنا ہے کہ وہ فتاویٰ الرسول کے درجہ کے ولی تھے۔ ہر وقت ذکر و عبادت کے ساتھ درود شریف کا ورد رہتا تھا۔ قاضی عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ آپ ۱۹۳۵ء کے زلزلہ کے بعد مستونگ میں محلہ زرخیلان میں مقیم ہو گئے تھے اور ان کی وفات ۱۹۳۷ء میں اسی محلہ میں ہوئی اور مدفن شیخ تقی علیہ رحمت کے مزار کے قریب باہر ہے۔

## حضرت سید در جمال بخاری

آپ پشین (ضلع پشین) کے بخاری سادات کے جدِ اعلیٰ ہیں مشہور تاریخی کتابوں جیسے ”غزن افغانی“ اور ”خورشید جہان“ وغیرہ میں ذکر ملتا ہے کہ پشین میں ایک ایک شخص ہارون ترین رہتا تھا۔ اس کی بیوی بڑی نیک خاتون تھی۔ ہارون نے ایک بکری پالی ہوئی تھی۔ ہارون کو شکار کا بڑا شوق تھا۔ جس کا گوشت کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ ہارون شکار کھیلنے کے لیے صبح گھر سے نکلتا اور شام کو واپس لوٹتا۔

ایک دن ہارون ترین حسب معمول شکار کے لیے گیا ہوا تھا کہ پیچھے گھر میں مہمان آ گئے۔ جو چار بھائی سید در جمال، سید در بلال، سید در کمال اور سید در جلال تھے۔ ہارون ترین کی نیک سیرت بیوی نے ان مہمانوں کی خاطر مدارات کے لیے وہ بکری ذبح کر دی جو ان کے گزارے کا ایک ذریعہ تھی۔ کیونکہ گھر میں شکار کا گوشت نہیں تھا۔ اس طرح اس نیک خاتون نے مہمانوں کو کھانا کھلایا۔

شام کو ہارون ترین گھر لوٹا تو مہمانوں کو دیکھ کر خوش ہوا۔ انہوں نے مہمان نوازی کی تعریف کی۔ ہارون ترین نے ان چار بھائیوں کو کچھ مزید وقت کے لیے اپنے پاس ٹھہرنے کو کہا۔ جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد ہارون ترین نے اپنی بیٹی کی شادی سید در جمال سے کروا دی۔

سید در جمال کی اولاد پشین کے بخاری سادات ہیں۔ جن میں مشہور قبیلے یہ ہیں: شادی زئی، اسماعیل زئی، درمزی، گانگیزی، یاسین زئی وغیرہ۔

صوبہ سرحد کے قطب الاقطاب حضرت شیخ رحمکار عرف کا کا صاحب کا تعلق پشین کے بخاری سادات سے ہے۔ شیخ رحمکار (رحم کرنے والا) کا کا (چچا) اصطلاحی طور پر بزرگوں اور عالموں کے لیے استعمال ہوتا ہے) صاحب کا اصل نام کسٹیر گل (۵۹۸۳—۱۰۶۳ھ/۱۵۷۵ء—۱۶۵۲ء) تھا۔

کلی احمدون (جسے ”امندون“ بھی کہا جاتا ہے) کے احمدونی سادات کا تعلق بھی ان بخاری سادات سے ہے جو احمدون میں رہتے ہیں۔



صفحہ ۱۲۹ سطر ۶ ”آپ اس کے.. درج ہے“ کے بجائے

نونت کے اس جواب سے سلطان کے ہوش اڑ گئے۔ اس کو تو کچھ دے دلا کر ایسی وقت آزاد کر دیا۔ لیکن خود بھر فکر میں ایسے کھوئے کہ صبح ہو گئی۔ خادم نے شکار کے لیے شدیدز پیش کیا۔ سلطان غم غلط کرنے کے لیے گھوڑے پر سوار ہو شکار کو نکلا۔ امرا اور مصاحبین جلو میں تھے۔ انہوں نے دل بہلانے کی ہزار کوشش کی۔ مگر نونت کی بات دل سے نہ نکلی۔ ادھر ادھر گھوڑے دوڑاتے رہے۔ اسی اثنا میں ایک ہرن سلطان کے سامنے سے نکل کر بھاگا۔ سلطان نے نیرہ اور کہاں۔ نبہال گھوڑے کو ایسی ایڑ لگائی کہ ہوا ہو گیا اور امرا و مصاحبین جو ہمرکاب تھے پیچھے رہ گئے۔ آپ ہرن پر تیر چھوڑنے والے ہی تھے کہ وہ ایک قبر کے سوراخ میں گھس گیا۔ سلطان کو تعجب ہوا کہ خلاف معمول ہرن زمین کے سوراخ میں کیوں گھسا۔ جست لگا کر گھوڑے سے اترے۔ غار میں حہانک کر دیکھا تو وہاں اور نظارہ دکھائی دیا۔ ایک تازہ لاش بڑی تھی۔ جسے میڈک کی شکل و صورت کا بچھو جگہ جگہ سے ڈستا بھرتا تھا۔ آپ نے رحم کھا کر کہاں سے بچھو کو پرے ہٹا دیا لیکن مڑ کر دیکھا تو بچھو بھر ویاں موجود تھا۔ تین بار آپ نے اسے ہٹایا مگر بھر وہ آ موجود ہوا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ بچھو نہیں کوئی فرشتہ ہے جو اس میت پر عراب کے لیے مقرر ہے۔ آپ نے قبر کے سوراخ کو بند کر دیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پاس کے گاؤں میں پہنچے اور قبر کے بارے میں پتہ چلا کہ اس گاؤں کے رئیس کی ہے۔

رئیس کا لفظ سن کر دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے بھر گیا۔ چنانچہ آپ نے سطنت چھوڑ کر زہد و ورع کی طرف رج کیا۔

صفحہ ۱۳۳ نمبر ۱۵۰

## سائیں سکندر شاہ

آپ ۱۸۹۲/۵۱۳۱ء میں ڈھادر (ضلع کچھی) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید لال جان تھا۔ اُن کا نام اعلیٰ شہباز قلندر سے روحانی نسبت اور

محبت کے باعث رکھا گیا تھا۔ سائیں سکندر شاہ نے اس ورثے میں ملی ہوئی عقیدت و محبت سے فائدہ اٹھایا اور کئی مرتبہ شہباز قلندر کے مزار پر حاضری دے کر روحانی تسکین حاصل کی۔

آپ کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھا گیا۔ آپ والد محترم کے علاوہ مولوی محمد عارف کے زیر تربیت رہے۔

آپ روحانی پیاس بجھانے کے لیے گنداوہ کے نزدیک بزرگ نورانی اور گاحان کے بزرگ قاضی محمد اسماعیل کے مزار پر اکثر و بیشتر شریف لے جاتے۔ آپ نے تزکیہ نفس کے لیے حیمے کاٹے۔ ایک بار مسلسل ستر روز تک ذکر الہی میں مصروف رہے۔ بالآخر اللہ نے انہیں محنت اور ریاضت کا پھل دیا۔ آپ کے زہد و عبادت کے قصے ہر جگہ مشہور ہوئے۔ گاحان میں ایک مہر مدت مدید سے خشک پڑی تھی۔ لوگ تب کے پس دعا کی غرض سے آئے۔ آپ نے مہر سے کچھ فاصلے پر کچی کوٹھی بنوائی۔ جہاں چاروں روز ذکر و فکر میں صرف کیے۔ بعد ازاں بارگاہ ایزدی میں دعا مانگ کر مہر میں جاقو مارا تو مہر میں پانی جاری ہو گیا۔

خشک سالی کے باعث نسلان اور مویشی بھوکوں مر رہے تھے۔ لوگوں نے آپ کو دعا کے لیے کہا۔ آپ نے بارگاہ الہی میں ہاتھ بلند کئے جس سے دو سلا دھار نارش ہوئی اور پل بھر میں حل نہل ہو گیا۔

صلح کچھی میں بالخصوص شوراں گاحان اور گنداوہ میں بسنے والے رند، حتوفی اور لائری آپ کے مرید ہیں۔ علاوہ ازیں براہوئی اور جاموٹ قبائل کے سینکڑوں افراد آپ کے مریدوں میں شامل ہیں۔

آپ نے ۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء کو رحلت فرمائی۔ آپ کا عرس ہر سال ۲۲، ۲۳ مارچ کو منایا جاتا ہے۔

آپ کے فرزند کا نام سید حسین شاہ ہے اور پوتے کا نام سید لعل جان شاہ ہے جس کے دو فرزند سید نصیر احمد شاہ اور فرید احمد شاہ ہیں۔ سید لعل جان شاہ کی دادی محترمہ بھی بزرگ شخصیت ہیں جو کہ صوم و صلوة کی پابند ہیں اور مرجع خلائق ہیں۔

## حاجی عبداللہ شاہ

سید عبداللہ شاہ ۱۷۸۷/۱۲۰۲ء میں عراق کے ایک چھوٹے سے قصبے میں پیدا ہوئے اور دستور کے مطابق ابتدائی دینی تعلیم وہیں حاصل کی۔ جوان ہوئے تو ملک ملک کا سفر کیا۔ یوں مختلف مقامات کے عہد اور مشائخ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ بلوچستان پہنچے تو مکران سے ہو کر خضدار کے قریب ”باغاباد“ میں قیام کیا۔ حج کے لیے گئے تو چودہ سال مدینہ منورہ میں گزار کر ”باغاباد“ واپس آئے۔ آپ قادری حسینی سید تھے۔ آپ اکثر سندھ اور کچھی کے علاقوں میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی باتیں بتاتے تھے۔ اسی وجہ سے سندھ اور کچھی میں آپ کے سلسلے سے تعلق رکھنے والے کثرت سے ہیں۔ اس علاقے کے لوگوں میں آپ حاجی صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی مادری زبان عربی تھی۔ علاوہ اریں ترکی، فارسی، چنی، پشتو، براہوی، سندھی اور دوسری زبانیں بھی جانتے تھے۔

آپ نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی اور ۴ شوال ۱۳۲۲/۱۹۰۸ء کو کرخ ضلع خضدار میں وفات پائی۔ آپ کے جسم مبارک کو آپ کے خلیفہ عطاؒ نے ”فیروز آباد“ لا کر سپرد خاک کیا۔

آپ کے فرزند ارجمند سید غلام محی الدین شاہ کا ذکر بھی اسی تذکرے میں موجود ہے۔

## قاضی عبدالحمید

آپ کے آباؤ اجداد افغانستان (قریبہ بلاکز نزد قندھار) سے آکر مستونگ میں آباد ہوئے۔ آپ مستونگ کے قاضی خاندان کے سب سے اہم بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ ساری عمر علوم اسلامی کی ترویج و اشاعت، استغنا اور شرعی نظام کے تحت عدل و احسان نافذ کرنے میں گزار دی۔ ہر سال پا پیادہ حج کو تشریف

لے جاتے۔ دربار قلات کے قاضی القضاۃ بھی رہے۔ جود و سخا میں آپ کے حاندان کی خاصی شہرت تھی۔

آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے : قاضی عبدالعلیم ولد قاضی عبدالرحمن ولد قاضی اسرائیل۔

قاضی عبدالحام کا مزار کلی شیخان متصل مستونگ والے قبرستان میں ہے۔

صفحہ ۱۸۲ نمبر ۲۱۳ د

## مولانا عبداللہ

میر پور ضلع کچھی کے یہ عالم و فاضل اور بزرگ اپنے وقت کی ایک ممتاز شخصیت ہو گزرے ہیں۔ ایک جید عالم، مادہ حق درویش، متواضع، سخی، سہان نواز اور سر چشمۂ بیض و ہدایب ہونے کے علاوہ اس قدر خلوت پسند تھے کہ کبھی ریل تک نہ دیکھی۔ اس کے باوجود علمی استعداد کے باعث سندھ سے بھی استفادہ اور شرعی فیصلے ان کے پاس آتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے کاشتکاری کر کے حلال روزی پیدا کرتے اور محاصل کا زیادہ حصہ ضرورت مندوں کی مدد اور سہیوں کی نذر ہو جانا۔ وقت کے حاکم، سردار اور خود والی قلات ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کئی مرتبہ بھاری رقوم اور جاگیر کے نذرانہ کی پیشکش کی گئی مگر انہوں نے قبول نہ کی۔ آپ کی اولاد بھی صبر و شکر اور خاموشی سے اسلام کی خدمت میں مصروف ہے۔

صفحہ ۱۸۳ نمبر ۲۱۷ د

## عبدالرحمان صاحبزادہ

عبدالرحمان صاحبزادہ بن ملا محمد عظیم صاحبزادہ بن ملا رحمت اللہ اخوند بن ملا خوشحال اخوند (ان کا ذکر اسی تذکرہ میں ہے) ۱۸۸۷/۱۳۰۵ء کے

لگ بھگ پشین شہر سے نو میل جنوب غرب واقع کلی سیمائزی میں پیدا ہوئے اور ۲۰ ستمبر، ۱۹۰۰ء/۱۹۷۹ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔ آپ ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں شہر پشین سے ایک میل دور گاؤں ”فیض آباد“ میں منتقل ہو گئے تھے۔ آپ کا سزار ویر ہے۔ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، صرف و نحو عربی فارسی، منطق، ریاضی، حکمت، تحوید و قرأت وغیرہ میں اچھی خاصی نظر اور سہارت رکھتے تھے۔ آپ علم کی پیاس بجھانے قہر میں بھی گئے تھے۔ حج بیت اللہ سے بھی شرف ہوئے۔ ساری زندگی ان کا شعر پڑھیر گری اور تقویٰ رہا۔ تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا تھا۔ ایک بہت اچھا کتب خانہ جس میں قیمتی نسخے بھی ہیں، بدگار کے طور پر موقوف ہے۔ آپ کی ولاد حدید و قدیم عہد سے بہرہ یاب ہے۔ ذا کثر صاحبزادہ نعمت اللہ اور پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ اسے اپنے سبوں میں شہرت رکھتے ہیں۔

صفحہ ۲۱۰ نمبر ۲۳۸

## فقیران لاندھی شریف

اس خاندان میں محمود فقیر بڑے نامور بزرگ گزرے ہیں۔ سوجسٹاں سندھ کے معتدین ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ضلع نصیر آباد (بلوچستان) کا معروف جہلی قبیلہ اس خاندان کے ارادہ مندوں میں نمایاں ہے۔ نواب سٹیشن سے قریب ۲۵ میل پر ان کا گاؤں فقیر صاحب کی لاندھی کے ۵۷ سے موسوم ہے۔

وسیع بارای علامہ پر وہ خود اور ان کے مریع کسکاری کرتے تھے اور اکساب حلال سے مسافروں کی خدمت اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے تھے۔

اس مقام کا محل وقوع ایسا ہے کہ ۵۰ میل آگے گنداہ، میر پور، جھل مگسی، گاجان سوران اور درہ مولا کو راستے یہاں سے جاتے ہیں۔ اس لیے ہر وقت مسافروں اور شب گزاروں کا تانہ لگا رہتا ہے۔ تواضع، سخاوت اور مروت میں یہ خاندان خاصی شہرت رکھتا ہے۔ ایک عرصہ سے یہاں دینی مدرسہ بھی جاری و ساری ہے۔

اکل حلال اور خدمت خلق ان کے مسلک و طریقت کی اصل بنیاد ہیں۔ اس خاندان کا مختصر ما ذکر ”حضرت سلطان باہو کا بلوچستان میں سلسلہ طریقت“ میں بھی آیا ہے۔

صفحہ ۲۲۷ نمبر ۲۶۱

## شیخ لانگو

روایت ہے کہ افغانستان سے چار بھائی جن میں ایک شیخ لانگو تھے قریباً سو سو، ڈیڑھ سو سال پیشتر اسلام کی تبلیغ اور امت مسلمہ کی اصلاح کے لیے نکلے۔ مختلف علاقوں میں پھرے۔ آخر کار مستونگ کے قریب ایک کُلی ”تیری“ میں پہنچے۔ تیری کے لوگوں نے شیخ لانگو کی بڑی قدر کی۔ آپ وہیں رہائش پذیر ہوئے۔ وفات کے بعد آپ کا مزار بھی اسی کُلی میں ہے۔ ایک میلہ جسے میلہ شیخ لانگو کہتے ہیں، لگتا رہا ہے۔

شیخ لانگو کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک دستاویز اب بھی تیری کے مسکوں کے پاس موجود ہے جو فارسی میں ہے اور جس میں زمینداروں کے تنازعے کے فیصلے کا ذکر ہے۔

صفحہ ۲۹۳ بذیل ”مانا نیکہ“

آپ کو مانک نیکہ اور مقامی لوگ ماڑک نیکہ یا ماڑانیکہ بھی کہتے ہیں۔ آپ کا تعلق دومڑ قبیلہ کی خدر خیل شاخ سے ہے۔ آپ کا مزار سنجای (ضلع لورا لائی) میں سنجای لورا لائی روڈ پر سنجای بازار سے اڑھائی میل کے فاصلے پر سڑک سے ایک فرلانگ پر مشرق کی طرف ’کلی زوڈ تحصیل‘ اور ’کلی سنجای‘ کے درمیان ایک چھاڑی پر واقع ہے۔ مزار تک جانے کے لیے سڑک سے کچرا راستہ جاتا ہے۔ قبر پر کوئی کمرہ یا گنبد تعمیر نہیں ہوا ہے۔ البتہ پتھروں کی چھوٹی سی چار دیواری موجود ہے۔ قبر پر جھنڈا لہرا رہا ہے۔ مزار کی پہاڑی

اور بہت سی قبریں موجود ہیں۔ جن میں مرد قنبر اور سادات کے 'خوستی' قبیلے کے سربراہ غازی سردار سید پالے شاہ (المتوفی ۵۱۳۶۹/۵۱۹۳۹ء - مزار آبائی گاؤں کلی دیوال - علاقہ سید خوستی حیدر گوند تحصیل فورٹ سلیمن ضلع ژوب) کے چھوٹے بھائی غازی سردار سید کٹا شاہ خوستی (المتوفی ۳ اگست ۵۱۳۸۹/۵۱۹۶۹ء) بھتیجے غازی سردار سید باز خان شاہ خوستی (المتوفی ۱ جنوری ۵۱۳۸۸/۵۱۹۶۸ء) اور ان کے خاندان کے دوسرے قابل احترام افراد کی قبریں ہیں۔

مانانیکہ صاحب کشف و کرمات بزرگ تھے۔ لوگوں میں ان کی کئی کرامات مشہور ہیں۔

مانک نیکہ کے مرار کی مہاری کے تس پس چند باغات بھی ہیں اور زرعی زمین بھی ہے۔ لوگوں کی بہت بڑی تعداد مانک نیکہ کے مرار کی زیارت کے لیے جاتی ہے۔ لوگ مزار سے "ہودہ"، کافی مریح یا نمک پر دم کرا کر لیے جاتے ہیں جو کئی بیماروں کے لیے آکیر ہے۔

صفحہ ۳۰۱ نمبر ۳۱۴

## سید محمد محسن شاہ بخاری

(المتوفی ۵۱۳۸۵/۵۱۹۶۵ء - مدفون مقام محسن آباد، کنگری، ضلع لورالائی)۔

آپ زمانہ حال میں ایک صاحب ولایت بزرگ ہوئے ہیں۔ موسوی خیل اور نواح کے علاقہ میں اہل سنت کی ترویج کے لیے کام کرتے رہے۔ حضرت غلام حسن شاہ سہاگ شریف (المتوفی: ۵۱۳۵۸/۵۱۹۳۹ء) سے دست بیعت ہوئے۔ جن کا طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ کے علاوہ قادریہ اور صابریہ سے بھی ہوتا ہے۔

ہر سال ذوالحجہ کے مہینے میں آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں علمائے کرام اور مشائخ بھی خطاب کرتے ہیں۔

## خواجہ میاں نور احمد جان

الحاج الحافظ خواجہ میاں نور احمد جان نقشبندی مجددی (سن پیدائش ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) بلوچستان کے قبیلہ رئیسائی سے وابستہ ہیں۔ آپ نے چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ بعد ازاں درس نظامی کے سارے فنون اپنے والد ساجد حضرت خواجہ محمد عمر جان نقشبندی جو بلوچستان کی مشہور روحانی شخصیت حضرت الحاج خواجہ محمد صدیق نقشبندی مجددی مستونکی (جن کا ذکر اس تذکرہ میں موجود ہے) کے حلیفہ مجاز تھے پڑھے۔ اور کچھ کتابیں آپ نے مولانا محمد عمر سے بھی پڑھیں۔ جو آپ کے والد ماجد کے مخلص مریدین میں سے تھے۔ آپ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار سے خلافت ملی۔ اور اُن کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ گر ہوئے۔

آپ نے اپنی ساری زندگی اساع سنت و ترویج قرآن و سنت میں گذاری۔ سنت موکدات کا ترک تو بڑی بات ہے، آپ نے کسی سنت غیر موکدہ اور فعل مستحب کو کبھی نہیں چھوڑا۔ آپ لباس میں ہمیشہ طریقہ سنت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ آپ اپنے عزیزوں کو اکثر تلقین ذکر و تزکیہ نفس میں مصروف رکھتے تھے۔ ہر مرید کو بیعت کرنے وقت پابندی صوم و صلوٰۃ، طلب رزق حلال اور راست گوئی کی سختی سے تلقین فرماتے تھے اور باطنی صفائے کے لیے مرحلہ وار کلمہ شریف، اسم ذات اور دیگر وظائف کا سبق دیا کرتے تھے۔ نتیجتاً آپ سے لوگ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے آپ نہایت متواضع، منکسر المراح اور صبر و تحمل کے مالک تھے۔ آپ نے کئی مقامات پر دینی مدارس قائم کیے جو بفصلہ، عالیٰ جاری، و ساری ہیں جیسے مدرسہ جامعہ مخزن العلوم نقشبندی فاروقیہ مستونک بمعہ جامع مسجد۔ شمس العلوم نقشبندیہ بمعہ جامع مسجد مستونک، فیض العلوم نقشبندیہ سی، جامعہ نوریہ رضویہ و ریلوے جامع مسجد ڈیرہ مراد جانی، مدرسہ تعلیم القرآن گوٹھ ایڑو، ڈیرہ مراد جانی، مدرسہ جامعہ مخزن العلوم نقشبندیہ اوستہ محمد۔

آپ کا وصال ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۳ اگست ۱۹۹۸ء

کو ہوا۔



خلفاء : مرحوم خلیفہ جان محمد مستونگ ۔

مرحوم خلیفہ حاجی علی جان مستونگ

جناب خلیفہ حاجی آدم خان سریاب کوٹہ

صفحہ ۳۰۷ سطر ۳ "کرامتیں مشہور ہیں" کے بعد

اُن میں سب سے بڑی کرامت جس کا اوپر ذکر ہوا ہے قبضوں میں دین کی تبلیغ اور باہمی عداوتوں کو ختم کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی تمام قبائل کراتی کے خاندان سادات سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور اپنے تمام معاملات اور لڑائی جھگڑوں میں اُن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اُن کے بیٹے کو فریقین پوری طرح دل سے تسلیم کرتے ہیں۔

صفحہ ۳۰۵ سطر ۲۲ کے بعد

۱۹۷۳ء میں پاکستان کے آس وقت کے صدر مملکت نے خواجہ صاحب کے مزار کی تعمیر کے لیے پچاس ہزار روپے کا عطیہ دیا تھا۔ جس سے مزار کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا۔ مزار کے ساتھ ہی خاندان سادات کا قبرستان بھی ہے جہاں بڑی ہستیاں ابدی نیند سو رہی ہیں۔ مزار کے دروازے کے قریب ہی احمد شاہ ابدالی کی چمن کی قبر ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہر دور کے سلاطین اور حکمران خصوصاً درہ بولان سے آئے اور جانے والے سلطان فاتحین ہمیشہ عقیدت و احترام کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ انگریزوں کے دور حکومت میں بھی اس خاندان کا احترام کیا جاتا تھا اور اس خاندان پر زمین کا حالیہ وغیرہ معاف تھا۔ پاکستان بننے کے بعد بھی حکمران کراتی کے خاندان کا احترام ملحوظ رکھتے ہیں۔ اہمیت کے پیش نظر بجلی سب سے پہلے اسی گاؤں میں پہنچائی گئی۔ شہر سے کئی کراتی تک پختہ سڑک ہے۔

اس چشتی خاندان کے بعض لوگ مستونگ کے گرد و نواح میں بھی آباد ہیں ۔ پاکستان کے ہر صوبے کے علاوہ بیرون ملک بھی اس خاندان کے افراد موجود ہیں ۔ اس طرح حضرت خواجہ ولی شاہ بابا کی اولاد کے قدم ہر جگہ پہنچے ۔

کراتی کے موجودہ بزرگوں میں سے حاجی امیر شاہ کا کہنا ہے کہ آج کل جھوٹی اور سچی ہر طرح کی قسم کے کھانے کا رواج ہے ۔ لیکن یہاں خاندان سادات کے وقت میں ایسا نہیں تھا ۔ بلکہ جب کوئی کسی بات پر یقین نہ کرنا تو وہ سب سے بڑی ایک قسم کھاتا اور اس پر بات ختم ہو جاتی اور بات پر یقین کر لیا جاتا ۔ وہ قسم تھی ”باورکن“ اس کا مطلب ہے یقین کر ۔ اس سے بڑی اور کسی قسم کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی ۔

سید بدل شاہ کے پاس کچھ قیمتی نوادرات بھی محفوظ ہیں ۔ جن میں سے ایک تین سو سالہ شمشیر بھی ہے جس پر سید تیمور شاہ ساکن کراتی کا نام کندہ ہے ۔ ایک عصا اور چند قلمی نسخے بھی موجود ہیں ۔ ایک نسخہ پر ۲۷ ذیقعد ۱۱۲۷ھ کی تاریخ موجود ہے ۔ یہ قدیم قلمی نسخہ مختلف اوراد ، وظائف ، نقش سہر نبوت ، حروف مقطعات اور نقش بازو بند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے ۔ یہ نصف فارسی اور نصف پشتو میں ہے ۔ سید بدل شاہ کے پاس خان نصیر خان اول والی قلات کا ایک شبی فرمان ہے ۔ جو ۱۲۰۱ھ ہجری میں سید لطف اللہ شاہ کے نام انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ لکھا گیا تھا ۔ اس میں تحریر تھا کہ جو کچھ عطا کیا گیا ہے وہ ہمیشہ کے لیے ہے ۔ والی قلات کی مہر بھی ثبت ہے جس میں قرآنی آیت حسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر کندہ ہے ۔

اس کے علاوہ ۱۱۲۳ھ میں خان محمود خان والی قلات نے خاندان سادات کی ایک بزرگ خاتون نور بی بی کی شان میں ان الفاظ کے ساتھ ایک فرمان جاری کیا ”عصمت و عفت پناہ ، طہارت و خدات مآب ، زین المستورات ، تاج المنورات بی بی نور بی بی علیہ رحمۃ“ ۔

اس فرمان کی رو سے تمام انعامات و اکرام کو ہمیشہ کے لیے جاری رکھا گیا ہے ۔ اس فرمان پر بھی والی قلات کی مہر قرآنی آیت کے ساتھ موجود ہے ۔

سید زمان شاہ مرحوم کے نواسے کے پاس ان کے بیش قیمت نوادرات جن میں سب سے اہم حضرت خواجہ ولی شاہ بابا کی چہار ترکی ٹوپی ہے جو سرخ رنگ

کی ہے ۔ اور دستاویزات جیسے قلمی نسخہ ۵۱.۳ کا ۔ ایک قدیم قلمی نسخہ شجرہ شریف کا — جس میں بزرگوں کے احوال بھی فارسی زبان میں درج ہیں ، موجود ہیں ۔ علاوہ ازیں حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ رحمۃ ، شاہ شجاع ، احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ درانی کی سہر شدہ دستاویزات بھی ہیں ۔

اس خاندان سادات کی زبان فارسی ہے ۔ سادات کا یہ گہرانہ آج بھی زمینداری کرتا ہے اور اپنے آبا و اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خلق خدا کی خدمت میں مصروف رہتا ہے ۔

---

## مآخذ

- ۱۔ احمد بن محمد بن عبد اللہ : معجم السلوک (سمی) ۱۳۱۵ھ
- ۲۔ آردو دائرۃ معارف اسلامیہ : مسعود ہجرات یونیورسٹی، جلد ۱۲، ص ۸۰۲
- ۳۔ افضل خان خلک : تاریخ مرہم (بشتو) ، علمی نسخہ در  
تجناب پبلک لائبریری ، لاہور
- ۴۔ انعام الحق کوثر ، ڈاکٹر : کوئٹہ نلات کے رہنما
- ۵۔ لاہور ۱۹۶۸ء (ترجمہ)
- ۶۔ بلوچستان میں فارسی شاعری کوئٹہ ۱۹۶۸ء
- ۷۔ بلوچستان میں آردو لاہور ۱۹۶۸ء
- ۸۔ مسعود حور : مسعود ہجرات یونیورسٹی، جلد ۱۲، ص ۸۰۲
- ۹۔ انور رومان : ری رومان و نوات
- ۱۰۔ آردو : آردو
- ۱۱۔ بزم ثقافت : بزم اور بزم
- ۱۲۔ بولان میں بولان میں
- ۱۳۔ بشیر احمد وارث : ند لڑے مکس
- ۱۴۔ بلوچستان کسٹرنٹ گریڈر
- ۱۵۔ بولان نامہ : —
- ۱۶۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند
- ۱۷۔ شعبۂ تاریخ ادبیات ،
- ۱۸۔ پنجاب یونیورسٹی جلد ۱۳
- ۱۹۔ حصہ اول و جلد ۱۱ ، حصہ دوم لاہور ۱۹۶۷ء
- ۲۰۔ حمید اللہ ، صاحب زادہ : بشتانہ نومیان (پسو نامور)
- ۲۱۔ قلمی کئی فیضون
- ۲۲۔ خواجہ عبدالحی جان نقشبندی مجددی : متجدد تصوف یعنی ارشاد انساکی کوئٹہ
- ۲۳۔ متجدد مار یعنی : متجدد
- ۲۴۔ دین محمد ، مولوی : یادگراں تاریخ
- ۲۵۔ لاہور ۱۹۶۲ء

- ۱- ذکیہ حردر خان بلوچ : برست بلوچستان کوئٹہ ۱۹۶۵ء
- ۲- سیوایا اے میتوس : دی ٹیگور آف بلوچستان لندن ۱۹۶۷ء
- ۳- خیال کاکڑ : موارات کوئٹہ ۱۹۷۳ء
- ۴- عبدالرحمان پراہوئی : دکن بلوچستان کوئٹہ ۱۹۶۶ء
- ۵- عبداللہ دریدی : سیدہ سیدہ حموی، نامور ۱۹۷۵ء
- ۶- مرحومہ عبد : مجمع التادیق کوئٹہ ۱۹۶۶ء
- ۷- عبدالصمد سیرازی ، ناضی : پراستازہ برکدور دگران کراچی ۱۹۳۵ء
- ۸- ارشد دگران : کراچی ۱۹۳۵ء
- ۹- عبدالقوہ ، حاجی : سوج حیات حضرت محمد صدیق خان
- ۱۰- سسویکی (اقلی) : کوئٹہ ۱۹۶۱ء
- ۱۱- سیدہ اہمہ سیدہ : کوئٹہ ۱۹۷۳ء
- ۱۲- حمزہ کل : کراچی ۱۹۷۲ء
- ۱۳- سسٹم آر : اسی ٹوہ آف دی گرامرز آف ایسٹونکی ، سوجکی اینڈ دی پنجابی
- ۱۴- محمد سردار خان بلوچ : پستری آف بلوچ رئیس
- ۱۵- محمد قاسم : عجمہ الآثار فی تذکار اخبار الکبار کراچی ۱۹۳۷ء
- ۱۶- نور احمد فریدی : بلوچ قوم اور اس کی تاریخ ملتان ۱۹۶۸ء
- ۱۷- نصر دین حکو : سارہ سپاہ لندن رکرنا سٹی
- ۱۸- محمد سرور من عارف ، جمہ ویا : عصر دین حکو
- ۱۹- سوراہ : تاریخ بلوچستان ، بار اولہ دہور ۱۹۶۰ء
- ۲۰- نور دہم ، کوئٹہ ۱۹۷۳ء

# رسائل و اخبارات

آئینہ (ماہنامہ ، لاہور) :

جنوری ، اکتوبر ، نومبر ، دسمبر ۱۹۶۶ء  
فروری ، مارچ ، مئی ، اگست ، ستمبر ،

۱۔ اباسین (ہفتہ ، کراچی) : ۱۹۶۶ء - فروری ۱۹۶۸ء

۲۔ اتحاد بلوچان (ہفتہ وار ، کراچی) : جنوری ۱۹۶۶ء - جولائی ۱۹۶۷ء  
۲۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء

۳۔ اونس (ہفتہ ، کوئٹہ) : خصوصی نمبر ۱۹۶۶ء ، ۱۹۶۷ء ، ۱۹۶۸ء ، ۱۹۶۹ء ، ۱۹۷۰ء  
۱۹۷۱ء (سالانہ نمبر) ، ۱۹۷۲ء ، ستمبر ۱۹۶۳ء  
جولائی ۱۹۶۶ء ، اپریل ۱۹۶۷ء ، جون ۱۹۶۹ء  
جون ۱۹۷۰ء ، جنوری ۱۹۷۲ء

۴۔ ایلیم (ہفتہ وار ، مستونگ) : ۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء

۵۔ بلوچی دنیا (ماہانہ) : جنوری ۱۹۶۵ء - جون ، جولائی ، ستمبر

اور دسمبر ۱۹۶۶ء

۱۹۶۷ء اکتوبر ، ۱۹۶۸ء مارچ ، ۱۹۷۰ء فروری ۱۹۷۱ء

اپریل ۱۹۷۳ء

۶۔ یولان (میگزین ، کوئٹہ) : ۱۹۵۵ء ، ۱۹۵۸ء ، ۱۹۵۹ء ، ۱۹۶۰ء

۷۔ تنظیم (ہفتہ وار ، کوئٹہ) : ۲۳ دسمبر ۱۹۶۵ء

۸۔ جتن (میگزین ، کوئٹہ) : ۱۹۶۸ء

۹۔ ژوب (میگزین ، فورٹ سٹین ، کوئٹہ) : ۱۹۶۶ء ، ۱۹۷۰ء

۱۰۔ مشرق (روزنامہ ، کوئٹہ) : ۳ اگست ۱۹۷۳ء ، ۳ ستمبر ۱۹۷۳ء

۸۔ ۱۹۸۰ء  
۲۸ فروری ۱۹۷۳ء

۲۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء  
۲۸ مارچ ۱۹۸۱ء

- ۱۰۰ - معبد اسیاب، نوشتہ :
- ۱۰۱ - میزان اروزنامہ، نوشتہ :
- ۱۰۲ - نعرہ حق اروزنامہ، نوشتہ :
- ۱۰۳ - بتک بلوچستان اسم روزہ، کراچی :
- ۱۰۴ - سالنامہ نومبر ۱۹۵۲ء
- ۱۰۵ - ۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء
- ۱۰۶ - ۲۳ مئی ۱۹۶۹ء
- ۱۰۷ - ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء







اردو سائنس بورڈ

299 - ایشیا و افریقہ